امام
ابو حنیفہ
اور ان کے
ناقدین

تالیف: مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی

امام اعظمؒ کا تذکرہ، ان کے علم و فضل، عبادت و ورع، زہد و تقویٰ، حق پر استقامت اور دیگر مناقب کا بیان، ناقدین کی امام صاحبؒ پر جرح اور جرحوں پر تحقیقی نظر

نیز صاحبین ؒ

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے حالاتِ زندگی، اور آخر میں امام اعظمؒ کی بصیرت افروز وصیت، نہایت دلآویز اور متین انداز میں شیرد قلم ہیں

ناشر

امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے ناقدین

مع: تذکرہ امام ابو یوسف القاضی، امام محمد بن الحسن الشیبانی

مع: وصیت نامہ امام ابوحنیفہ بنام یوسف بن خالد سمتی

مع: تاریخ خطیب بغدادی جز: ترجمہ النعمان بن ثابت،الامام ابو حنیفہ،ترجمہ یعقوب بن ابراھیم،ابو یوسف،ترجمہ محمد بن الحسن الشیبانی)

تالیف: مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی

تقدیم وتوضیح: المحدث علامہ عبدالرشید نعمانی

امام
ابو حنیفہؒ
اور ان کے
ناقدین

تالیف:- مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانیؒ

امام اعظمؒ کا تذکرہ، اُن کے علم وفضل، عبادت وورع، وفورِ عقل، حق پر استقامت اور دیگر مناقب کا بیان، ناقدین کی امام صاحبؒ پر جرح اور جرحوں پر تحقیقی نظر،

نیز صاحبین یعنی

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے حالاتِ زندگی، اور آخر میں امام اعظمؒ کی بصیرت افروز وصیت، نہایت دلآویز اور متین انداز میں سپردِ قلم ہیں۔

قدیمی کتب خانہ۔ آرام باغ۔ کراچی ۱

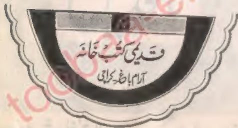
امام ابوحنیفہؒ

اور ان کے

ناقدین

تالیف :- مولانا حبیب الرحمن خاں شروانیؒ

ترتیب و تحشیہ :- مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ



امام ابو حنیفہؒ

اور ان کے

ناقدین

از

نواب صدر یار جنگ مولینا حبیب الرحمٰن خان شروانیؒ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِس کتاب میں

امام اعظمؒ کے تذکرہ کے بعد صاحبین یعنی قاضی ابویوسفؒ اور محمد بن حسن شیبانیؒ کے حالات درج ہیں، جو مولانا شروانیؒ نے تاریخ بغداد از خطیب بغدادیؒ سے اقتباس کر کے لکھے۔

اہل علم کے ذوق کا لحاظ کر کے اب مولانا شروانیؒ کے مضمون کے بعد تاریخ خطیب بغدادیؒ کا اصل متن جو تینوں ائمہؒ کے مناقب سے متعلق ہے شامل کر دیا گیا ہے۔
مولانا شروانیؒ کی علمی اہمیت کے پیش نظر ان کا تذکرہ بھی، جو یادِ رفتگان سے منقول ہے پیش کیا جا رہا ہے۔

(ناشر)

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون



آہ! مولانا شروانیؒ

اگست کی کوئی آخری تاریخ تھی، کہ لاہور کے کسی اخبار میں سرسری طور سے یہ خبر چھپی کہ مولانا شروانیؒ کا انتقال ہوگیا، خبر پڑھ کر دل دھک سے ہوگیا، اور اپنی دُوری، بیچوری اور مجبوری پر بڑا افسوس آیا، میں نے مرحوم کی زندگی ہی میں اُن کے واقعات اور خاندانِ شروانی کے بعض احوال لکھوا کر دارالمصنفین میں رکھ لئے تھے، اب جب کہ اُن کا سانحہ پیش آیا تو تقدیر کی مجبوری دیکھئے کہ تدبیر کوئی کام نہ آئی۔

مرحوم نے چھیاسی سال کی عمر میں بتاریخ ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء اس دنیائے رنگ و بُو کو خیرباد کہا، اور سلف صالحین سے جا ملے، (ان کی ولادت کی تاریخ ۲۰ شعبان ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء ہے) مرحوم سے میرے تعلقات اس قدر گوناگوں تھے کہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کو کہاں سے شروع کیا جائے، اور کیا کہا جائے اور کیا چھوڑا جائے، میں نے موصوف کو سب سے پہلے ۱۹۰۰ء میں نصف صدی پہلے پٹنہ کے اجلاس ندوہ میں دیکھا تھا، بھرا شباب، منفرد حُسن و جمال، سپید رنگ، سیاہ خوب صورت ڈاڑھی، اور سر پر زُلفیں، بلند و بالا قامت، لطیف و قیمتی لباس، جلسہ کے ہر اجلاس میں نیا جوڑا زیب بدن، کبھی سر پر عمامہ، کبھی گول ٹوپی، کبھی ترکی ٹوپی، جدھر نکل جاتے، آنکھیں اُٹھ جاتیں، اُنگلیاں اشارہ کرتیں، لوگ ایک دوسرے کو دکھاتے اور بتاتے، اسی طرح میں نے دیکھا، اور بتایا گیا کہ یہ علی گڑھ کے ایک رئیس عالم ہیں۔

۱۹۰۱ء میں جب میں ندوہ آیا، تو مدرسہ اُن کے ذکرِ جمیل سے پُرشور تھا، انتظامی جلسے سال میں چند بار ہوتے، اور وہ اُن میں جب آتے تو جلسہ کی اہمیت بڑھ جاتی۔ ۱۹۰۴ء میں جب الندوہ نکلا، اور وہ اس کے اڈیٹر ہوتے، اور میرے ایک دو مضمون اس میں نکلے، تو تعارف بڑھا، جب وہ آتے میں حاضر ہوتا، اور وہ اپنے بزرگانہ لطف و نوازش سے نوازتے، ۱۹۰۶ء میں جب میری جماعت

کی دستار بندی کا جلسہ ہوا، اور خاکسار کی عربی تقریر سنے حاضرین سے دادِ تحسین حاصل کی، اور حضرت الاستاذ نے خوش ہو کر اپنے سر سے دستار اتار کر میرے سر پر رکھی، تو اس جلسہ میں مولانا شروانی شریک نہ تھے، تاہم حضرت الاستاذ نے خود اپنے قلم سے لکھ کر ان کو اس واقعہ کی بڑی مسرت سے خبر دی، (یہ خط "مکاتیبِ شبلی" میں درج ہے) اُستاد کی یہ وساطت مولانا شروانی سے تعرف کا نیا ذریعہ بنی۔

سنہ ۱۹۱۰ء میں جب مکاتیبِ شبلی کی تدوین کا خیال آیا تو استاد نے پھر مولانا شروانی سے تعرف کی، کہ اُن کے پاس شبلی کے جو خطوط ہوں وہ سید سلیمان کو دیئے جائیں، سنہ ۱۹۱۲ء میں جب ندوہ میں حضرت الاستاذ کے حسب ایما انگریزی مدارس کے نصاب تاریخ کی غلطیوں کی تصحیح کا کام میرے سپرد ہوا تو پھر تازہ تعریب کی گئی، نومبر سنہ ۱۹۱۴ء میں جب حضرت الاستاذ بیمار ہوئے اور حالت مایوسی کو پہنچی تو خاکسار حاضرِ خدمت تھا، سب سے پہلے میں نے اس شدت تعلق کی بنا پر جو ان دونوں دوستوں میں تھا، اس مضمون کا ایک مختصر کارڈ اُن کو بھیجا "افسوس کہ "الفاروق" کا مصنف اس وقت موت و حیات کی کشمکش میں ہے۔" ۱۸ نومبر کو مولانا نے وفات پائی، اس کی اطلاع دی، اس کے بعد سے جو اُن سے مکاتبات کا سلسلہ شروع ہوا تو آج سے دو برس پہلے تک اُس وقت تک برابر قائم رہا جب تک اُن کی قوتِ حافظہ اور عام قوتِ جسمانی کام دیتی رہی، آج سے دو سال پہلے میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کورٹ کی میٹنگ میں سب سے آخری دفعہ اُن سے ملا، میں نے دیکھا کہ اُن کا تیر سا قد نیم کمان بن چکا ہے، وہ چہرہ جو گلاب سا تر و تازہ اور شاداب رہتا تھا، پژمردہ اور مرجھایا تھا، اسی وقت دل نے کہا کہ یہ چراغِ سحر بجھا ہی چاہتا ہے۔

میرا عمر بھر یہ دستور رہا کہ حضرت الاستاذ کے مخصوص احباب اور دوستوں سے بزرگداشت کا تعلق رکھوں، اور ہمیشہ اُن کے سامنے اپنے کو چھوٹا سمجھوں، چنانچہ مرحوم سے خصوصیت کے ساتھ میری طرف سے خوردانہ اور اُن کی طرف سے بزرگانہ تعلق قائم رہا، میں اُنہیں مخدوم لکھتا، وہ عزیز لکھتے، دار المصنفین کی تاسیس میں مرحوم کی بزرگانہ حمایت ہمیشہ رہنما رہی، دار المصنفین کے پہلے صدر نشین مولوی کرامت حسین اور دوسرے نواب عماد الملک اور تیسرے مولانا شروانی ہوئے، اس تعلق

سے بھی اُن سے خط و کتابت کا سلسلہ اکثر رہا کیا، ایک دفعہ جب احباب اور بزرگوں کے محفوظ خطوط گنے تو سب سے زیادہ جن کے خطوط میرے پاس نکلے، وہ انہی کے تھے، میں نے جب انہیں اس کی اطلاع دی تو اس پر مسرت ظاہر فرمائی، اور لکھا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے، اس کا الٹا ہوتا تو تعجب ہوتا۔

وہ قدیم و جدید تعلیم کا بہترین مجموعہ تھے، فارسی و عربی تعلیم گھر پر حاصل کی، عربی کی اونچی کتابیں حضرت مولانا مفتی محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی کے درس میں پڑھیں، انگریزی تعلیم میٹرک تک آگرہ اسکول آگرہ میں پائی، اُن کی جوانی تک علم و فن اور دین و تقویٰ کے باکمال اکابر موجود تھے وہ ہر ایک کے دَر تک پہنچے، اور ہر ایک سے حسبِ استعداد کسبِ فیض کیا، شیخ حسین یمنی عرب مقیم بھوپال سے سندِ حدیث حاصل کی، قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی سے فیض پایا، بیعت قطب الوقت حضرت مولانا شاہ فضل رحمان صاحب گنج مرادآبادی سے کی تھی، مولانا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی کی زیارت سے بھی فیض یاب تھے۔

اُن کا سب سے پہلا مضمون جس نے لوگوں سے خراجِ تحسین وصول کیا وہ بابر پر ہے جو رسالہ حسن حیدرآباد میں چھپا تھا، اور جس پر مصنف کو ایک اشرفی انعام ملی تھی، مولانا شبلیؒ کی المامون پر اُن کا تبصرہ اُن کا پہلا تنقیدی کارنامہ ہے، جو غالباً سنہ ۱۸۸۶ء میں شوق قدوائی کے اخبار آزاد میں چھپا تھا، اُن کے رسائل میں دو بہترین تاریخی رسائل ہیں، یہ دونوں ندوہ کے سالانہ جلسوں میں پڑھے گئے تھے، پہلے کا نام "علمائے سلف" ہے، اور دوسرے کا نام "نابینا علماء" یہ دونوں اُنیسویں صدی کی یادگار ہیں، سنہ ۱۹۰۱ء میں لاہور سے جب مخزن نکلا تو اس کی محفل میں بھی شریک تھے، حضرت خسرو کے غزلیات پر اس میں اُن کا مضمون چھپا تھا، سنہ ۱۹۰۴ء میں الندوہ کے شریک اڈیٹر ہوئے، تو اخلاق پر اُن کے مضامین نکلے۔

علی گڑھ کی مجلسوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں الصدیق لکھ کر پیش کی، حیدرآباد کی میلاد کی مجلسوں کے وہ بانی تھے، اُن میں سیرۃ پر مختلف رسائل لکھے، جو چھپے اور چھپتے، معارف میں اُن کے مضامین اور اُن کی غزلیں اکثر زیبِ اوراق ہیں۔

شعروشاعری کا ذوق اُن کو آغاز سے تھا، حسرت تخلص کرتے تھے، اُردو اور فارسی دونوں میں مشق سخن کرتے تھے، اُردو میں حضرت امیر مینائی سے اصلاح اور فارسی میں مولانا شبلیؒ سے مشورہ کرتے تھے، فارسی کے مشہور شاعر حضرت خواجہ عزیزؔ سے بھی مولانا شبلیؒ کے ذریعہ سے تعلق رکھتے تھے۔

اُن کے اخلاقی فضائل میں وضعداری بڑی نمایاں تھی، جس سے جتنا ملتے تھے، تمام عمر اسی طرح ملتے رہے، جب لکھنؤ آتے تو منشی احتشام علی صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرتے تھے، اور تمام عمر میں کبھی اس وضع میں فرق نہیں آیا، پھر اس قیام میں جن جن بزرگوں اور دوستوں سے ملنے کا دستور تھا، اسی طرح وہ جا کر ملتے، اور اُتنی دیر بیٹھتے، لکھنؤ میں فرنگی محل اور وہاں بھی مولانا محمد نعیم صاحب کی نشستگاہ میں ضرور حاضر ہوتے۔

اُن کی جوانی تھی، کہ ندوہ کا غلغلہ بلند ہوا، یہ وہ مجلس تھی، جس کی روحانی اور علمی صدارت جن دو بزرگوں سے نسبت رکھتی تھی، یعنی مولانا شاہ فضل رحمان صاحب گنج مراد آبادی اور حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب، دونوں ہی سے اُن کو قلبی تعلق تھا، اس لئے وہ ندوہ کے اُن اصلی ارکان میں تھے جن سے ندوہ کی مجلس عبارت تھی، وہ سب سے پہلے ۱۹۱۷ء میں ندوہ کے اجلاس ناگپور کے صدر ہوتے، اور یہیں اسی وقت دولت آصفیہ مرحوم کی صدارت امور مذہبی کی خبر عام ہوئی، جس کے بعد اُن کا بارہ تیرہ برس کے قریب حیدر آباد میں قیام رہا، اور جامعہ عثمانیہ کی تاسیس اور شعبۂ دینیات کے افتتاح میں اُن کی مساعی مشکور رہیں، حیدر آباد کا حال وہاں کے مقیم احباب سُنائیں گے۔

حیدر آباد کے قیام کے زمانہ میں بھی وہ دو دفعہ ندوہ کے اجلاس کے صدر ہوتے، پہلی دفعہ انبالہ میں اور یاد آتا ہے کہ دوسری دفعہ لکھنؤ میں مرحوم کو قومی اداروں میں سے علی گڈھ، ندوۃ العلماء اور دار المصنّفین اعظم گڈھ سے خصوصیت کا تعلق تھا، مولانا شبلی مرحوم کے بعد غالباً ۱۹۰۵ء میں وہ انجمن ترقیٔ اُردو کے بھی ناظم ہوتے اور دو تین سال کے قریب خدمت کے بعد

قرعۂ فال مولوی عبد الحق صاحب کے نام نکلا، ان اداروں کے علاوہ دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے بزرگوں سے بھی ارتباط رکھتے تھے، اور ان درسگاہوں کی بھی امداد فرمایا کرتے تھے۔

عجیب اتفاق ہے کہ نادانستہ ۱۹۲۶ء میں سفرِ حج میں بھی میرا اُن کا ساتھ ہوا، یہ مؤتمر اسلامی والا موقع تھا، یہاں یہ سخت بیمار پڑ گئے تھے، مگر بڑی ہمت کے ساتھ سارے ارکان ادا کئے۔ مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں میں نے اُن کا تعارف شیخ ابراہیم حمدی مدیر کتب خانہ شیخ الاسلام سے کرا دیا، یہ تعلق چونکہ علمی اور روحانی دونوں تھا، اس لئے بڑا ساز گار آیا، اور اخیر وقت تک قائم رہا، حرمین محترمین کی خدمت بھی وہ سالانہ کیا کرتے تھے، اخیر دفعہ جب دو سال ہوتے میں نے اپنے ارادۂ حج کی اطلاع اُن کو دی، تو لکھا کہ اس دفعہ حرمین شریفین کی خدمت کی رقم آپ ہی کے ذریعہ جائے گی، مگر روانگی کے وقت نہ اُن کو یاد رہا، اور نہ میں نے یاد دلایا۔

ان کو نادر اور قلمی کتابوں کا بڑا شوق تھا، اور اس شوق کی تاریخ خود انھوں نے لکھ کر معارف میں چھپوائی ہے، مولانا شبلی مرحوم کے ذریعہ سے اور اُن کی پسند سے کتابیں خریدا کرتے، لکھنؤ میں عبد الحسین اور واجد حسین قلمی کتابوں کے تاجر تھے، لکھنؤ آتے تو اُن کے نوادر دیکھتے، اور چھانٹ کرتے جاتے، یوں بھی کتابیں ان کے پاس پہنچتی رہتی تھیں، حیدر آباد کے قیام کے زمانہ میں بھی بہت سی کتابیں حاصل کیں، میں جب ۱۹۲۰ء کے آخر میں یورپ سے واپس آیا، تو عزیزوں اور بزرگوں کے لئے جو تحفے لایا مرحوم کے لئے نستعلیق کے اچھے خطاطوں کی وصلیوں کی عکسی تصاویر کا مجموعہ لا کر پیش کیا۔

پہلے تو اصل وطن علی گڈھ میں بھیکم پور میں تھا، بعد کو بھیکم پور سے کچھ دور اُن کے نام سے اُن کے والد مغفور نے حبیب گنج نام ایک گاؤں آباد کیا تھا، وہیں زنانہ اور مردانہ مکانات مسجد اور ایک کتب خانہ کی عمارت تیار کی تھی، زمینداری کے شغل کے بعد بھی یہی کتب خانہ ان کی دلچسپی کا مرکز تھا۔

معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد ہاتھ میں ایک بڑی سی لکڑی لے کر باغ میں سیر کو نکل جاتے،

اس وقت ان کے دوسرے ہاتھ میں تسبیح ہوتی۔ لکھنؤ آتے تو صبح کو پیدل مشتاق احمد علی کی کوٹھی واقع حیات گنج سے مولوی عبدالباری صاحب مرحوم کی کوٹھی فرنگی محل روڈ تک پیدل جاتے، واپسی سواری پر ہوتی۔ دارالمصنفین آتے تو احاطہ کے اندر کمرہ کے باہر روش پر ٹہلا کرتے۔

ایک دفعہ دارالمصنفین کا جلسہ انتظامیہ رمضان المبارک میں مقرر کیا۔ ہم نے عذر کرنا چاہا تو جواب میں لکھا کہ کیا رمضان مسلمانوں کے کام میں مانع ہے۔ غرض تشریف لائے اس زمانہ میں وہ چائے کے بجائے اوولٹین پیتے تھے، میں کافی، اور مولوی مسعود علی صاحب چائے پیتے تھے۔ سحری میں یہ تینوں شربت الگ الگ لائی جاتیں۔ اور ہر ایک کا ایک ایک دور چلتا۔ وہ بڑی خوشی سے پیتے، اور بعد کی ملاقاتوں میں اکثر اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔



دارالمصنفین کی مسجد مرحوم ہی کی کوشش سے نواب جمال اللہ خاں مرحوم کی امداد سے مولوی مسعود علی صاحب کی نگرانی اور انجینیرنگ میں بنی، پھر دارالعلوم ندوہ کی مسجد بھی برادر موصوف ہی کی نگرانی اور انجینیرنگ میں بنی، مرحوم دونوں کو دیکھ کر برادر موصوف کے تعمیری ذوق کو بہت پسند فرماتے تھے، چنانچہ جب وہ علی گڑھ میں حبیب منزل بنوانے لگے، تو مولوی صاحب موصوف کو بلوا کر ان سے مشورہ کیا، انھوں نے جو مشورہ دیا اس میں سے سامنے کی رو کار عمارت ہے، فرماتے تھے کہ اگر یہ حصہ نہ بنتا، تو یہ عمارت کچھ نہ ہوتی۔

مرحوم کے اخلاق کی دو خصوصیتیں عجیب تھیں، ایک یہ کہ جس شخص سے جس جہت سے ان کو تعلق ہوتا، وہ اس سے اسی جہت سے ملتے، اور اسی کے متعلق باتیں کرتے، اس کی دوسری جہتوں سے ان کو کوئی تعلق نہ ہوتا، حکیم اجمل خاں مرحوم سے گہرے تعلقات تھے، مگر یہ یک جہتی قدیم علمی مخطوطات اور قدیم تہذیب شرافت کے افکار سے تھی، ان دونوں کی ملاقاتوں میں یہی تذکرے رہتے کہیں بیچ میں سیاست کا نام بھی نہیں آتا، مولانا ابوالکلام سے بھی مولانا شبلی کے واسطہ سے ان کے تعلقات تھے، ان کی ملاقات اور مکاتبت بھی جو چھپ چکی ہے سیاست کے تذکرہ سے خالی ہے، میری زندگی پر مختلف دور گذرے ہیں، جن میں سیاست بھی ہے، مگر کبھی کسی خط میں نہ میں نے اس کے متعلق کچھ لکھا اور نہ کبھی انھوں نے پوچھا

ان کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ ان کی مجلس میں کسی کی برائی غیبت نہیں ہوتی کوئی کرتا بھی تو ٹال دیتے، خطوط میں بھی احتیاط تھی، اگر ناگزیر طور سے کچھ ذکر آتا تو اس طرح اشارہ کنایہ میں کہتے کہ غیر اس کے سمجھنے سے قاصر رہتے۔

مرحوم کو اچھی اور نادر یادگاروں کا شوق تھا۔ بعض بادشاہوں کے فرامین، تصویریں یا خنجر ان کے پاس تھے، میں جب ۱۳۵۲ھ میں کابل کے سفر سے واپس آیا اس کے بعد مرحوم دارالمصنفین آئے تو قالینوں کا تذکرہ نکلا، میں نے عرض کیا کہ نادر شاہ شاہ کابل نے مجھے ایک قالین عنایت کیا ہے، ان کو دکھایا تو اس کو پسند کیا، ملا صاحب سے جو ان کے نیچے خاص تھے اور ہمیشہ سفر میں ساتھ رہتے تھے فرمایا "ملا جی یہ تو پٹھانوں کا مال ہے ساتھ باندھ لو" چنانچہ وہ قالین ان کے نذر کر دیا کہ شاہاں بشاہاں می دہند، فقیروں کے یہاں اس کا کیا کام، البتہ شاہ کی دی ہوئی تسبیح سبز شاہ مقصود کی مجھ کے پاس ہے۔

مرحوم بزرگوں کے قصے لطیفے، حالات اور حکایتیں اس قدر ذوق و شوق و لطف سے مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت وہ بلبل ہزار داستان معلوم ہوتے تھے ان کی تقریروں کا بھی یہی رنگ تھا آواز گو پست تھی مگر تقریر مسلسل اور دینی واقعات کے حوالوں سے پُر تاثیر ہوتی تھی، ان کی انشاء پردازی کا بھی ایک خاص رنگ تھا، نہایت مختصر اور پاکیزہ، تکلف سے بری تصنع خالی اور آورد سے پاک، بزرگوں کے تذکرے ادب سے کرتے تھے، ان کی طبیعت نہایت ادب شناس واقع ہوئی تھی، لہجہ میں سختی اور آواز میں کرختگی مطلق نہ تھی گرم سے گرم موقعہ پر بھی وہ حدود سے باہر قدم نہیں رکھتے تھے۔

بلکہ ہر وہ اخلاق میں بڑے نرم اور مرنجان مرنج تھے، مگر جب کسی وقت کسی چیز پر اڑ جاتے تو پھر اس سے نہ ہٹتے تھے چنانچہ حیدرآباد سے علیحدگی کا سبب یہی پیش آیا، اس پر ایک شعر انھوں نے لکھا جو مجھ کو بھیجا تھا۔

شاہبازِ ہمتم، ربطے بدستِ شاہ داشت   دست دیگر ترک کردہ در ہوا پرواز کرد

رسمی اُن کی سیرت کا فنی ذکر و فہرست کر دو موجود ہے۔ میں تو رئیس ہونے کے درجہ احتیاط سے ایسے القاب لکھنے کے سرکاری اعزاز و احترام و خطاب و القاب سے بچتے تھے۔ ایک دفعہ اُن کو شمس العلماء کا خطاب ملنے والا تھا، اُن کو خبر ہوئی تو پوری کوشش کی کہ اس خطاب سے اُن کو بری رکھا جائے۔ فرماتے تھے کہ حیدرآباد کا خطاب اس لئے قبول کیا کہ یہ دولت اسلامیہ کی نشانی تھی۔

مرحوم کو ملتِ اسلامیہ سے بڑی محبت تھی، اُس کے اچھے واقعات اور مسرت بخش تذکروں سے خوش ہوتے تھے، اور اُس کے نفاق و اختلاف کی باتوں سے ہمیشہ کبیدہ رہتے، ندوہ کے باہمی اختلاف کے زمانہ میں باوجود اس کے کہ طرفین دوست تھے، دونوں سے بیگانہ رہے، اور جب مولانا شبلی کی وفات کے بعد مصالحت کا زمانہ آیا تو وہ سب کے آگے تھے۔

مرحوم گو سیاست سے سروکار نہیں رکھتے تھے، تاہم ملک کے پچھلے واقعات سے سخت غمگین تھے، عمر کے ساتھ کچھ ملکی اور کچھ خانگی افکار نے بھی اُن کے دل و دماغ کو متاثر کیا، گو ضابط اور منتقل ایسے تھے کہ کبھی اس داستان کا ایک حرف زبان پر نہیں آیا، اُن کے قویٰ میں سب سے پہلے اُن کے حافظہ نے جواب دیا، اکثر بات بھول جاتے، جب کاروائی خیال نکلا، تو اس میں مولانا ابوالکلام کے جواب میں اُن کا یہ بیان پڑھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ہاں مجھے یاد ہے کہ دو نوجوان ابوالنصر آہ اور ابوالکلام نمایاں ہوتے تھے، اسی جلسہ میں سنا کہ آپ بغداد چلے گئے، تفصیلات اب معلوم ہوئیں۔ میں نے انھیں لکھا کہ یہ صحیح ہے کہ سفر عراق پر (شاید ۱۹۰۶ء میں) دونوں جوان عراق کے سفر کو نکلے تھے، جن میں سے ایک ابوالنصر غلام یاسین (مولانا ابوالکلام کے بڑے بھائی) تھے، ابوالکلام نہیں تھے، اُن کے رفیق اس سفر میں حافظ عبدالرحمٰن امرتسری تھے، اور اس وقت مولانا ابوالکلام امرتسر میں وکیل کے ایڈیٹر تھے، بیچارے ابوالنصر نے عراق میں انتقال کیا، ہندوستان خبر آئی، تو مولانا ابوالکلام نے وکیل میں اپنے حزن و غم کا اظہار فرمایا۔ خیر میں نے لکھا کہ آپ کے اس طرح تصدیق کر دینے سے افسانہ بھی تاریخ بن جائے گی۔

اس پر مرحوم نے خاموشی اختیار کی، اور کچھ جواب نہ دیا، یہ اُن کی خاص عادت تھی کہ جس بات پر گفتگو

کرنا نہیں چاہتے، اُس کے جواب سے اعراض کرتے، اسی سے اُن کے واقف کار اُن کے مطلب کو سمجھ جاتے۔

مرحوم کو بزرگوں کی یادگاروں سے والہانہ شیفتگی تھی، پٹنہ کے اجلاس ندوہ میں غالباً حاجی شاہ منور علی دربھنگوی بانی مدرسہ امدادیہ دربھنگہ جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے خلیفہ تھے، ندوہ کے جلسہ میں وہ دستار سر پر باندھ کر آئے جو حضرت حاجی صاحب کا عطیہ اور تبرک تھا، ایک تعلیم یافتہ کی تقریر پر جلسہ میں ایک ایسا پُرعظمت جوش، علماء، مشائخ، شعراء اور عامۂ مسلمین پر طاری ہوا کہ جو جس کے پاس تھا وہ ندوہ کے نذر کر دیا، شاہ منور علی صاحب نے وہی دستار اُتار کر پھینک دی، وہ دستار نیلام ہو کر بڑی قیمت کو فروخت ہوئی، وہ کون خوش قسمت تھا جس نے آگے بڑھ کر حسب حیثیت قیمت ادا کی، اور اس کو اُٹھا کر آنکھوں سے لگایا، نوجوان حبیب الرحمٰن خاں شروانی! پھر اس کو وہ ہمیشہ اپنے لئے طرۂ سعادت سمجھتے رہے۔

اُن کے اخیر دور کی یادگاروں میں استاذ العلماء مولانا لطف اللہ صاحب کی سوانح عمری، اور خطیب بغدادی پر حنفی نقطۂ نظر سے تبصرہ ہے، جو معارف میں چھپے ہیں، اور الگ بھی شائع ہوئے۔ انھوں نے مولانا سلیمان اشرف صاحب کی کتاب المبین پر ایک تبصرہ لکھا، اور میرے پاس بھیجا، اسی زمانہ میں فقیر کی تصنیف "عرب و ہند کے تعلقات" چھپی تھی، جی چاہا کہ مرحوم کے قلم سے اس پر ایک تبصرہ شائع ہوتا تو مصنف کو فخر و مباہات کا ایک موقع ہاتھ آتا، اس موقع پر اپنے مطلب کو میں نے اس طرح ادا کیا، المبین پر تبصرہ پڑھا، یاد آیا کہ حضرت الاستاذ کی تصنیفات پر آپ کا تبصرہ ہمیشہ ہوا کرتا تھا، چنانچہ المامون، الغزالی، سوانح مولانا روم اور شعرالعجم وغیرہ پر تبصرے پڑھے، کیا حضرت الاستاذ کی متروکہ موروثی سعادتوں میں سے راقم کو بھی اس شفقت دیرینہ کی موروثی سعادت کے حصول کا موقع ملے گا، مرحوم نے بڑی خوشی سے تبصرہ لکھا، جو معارف میں شائع ہوا۔

مرحوم کی پابندئ وضع کی ایک خاص یادگار علی گڑھ میں مولانا سلیمان اشرف صاحب کی قیام گاہ میں دیر وقت کی حاضری تھی جو بعد مغرب تک جاری رہتی، جب وہ علی گڑھ آتے یہ حاضری

بلا ناغہ ہر ہفتہ میں اور ہمیشہ رہی، اس وقت دلچسپی کا سامان علمی مسائل پر گفتگو رہتی، مولانا سلیمان اشرف صاحب کی وفات کے بعد مولانا عبداللطیف صاحب کی قیام گاہ پر اسی وقت اور اسی حیثیت سے یہ مجلس جاری رہی، مرحوم اپنے دور کے خاتم تھے، اب ان جوہر شرافت کا نمونہ کبھی دیکھنے میں نہ آئے گا، اب صحبت کا رنگ اور ہے، چار دانگ میں ہوائیں اور سمت کی چل رہی ہیں، اب ریاست اور ریاست کے ساتھ کمالات و فضائل کا یہ اجتماع گزشتہ تاریخ کا ورق بن کر رہ جائے گا، مگر انشاء اللہ یہ ورق یادگار رہے گا ع

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

سید سلیمان (ندوی)



تاریخِ خطیب بغدادی

تاریخ خطیب بغدادیؒ

اس دور قحط الرجال کی وجہ کر بقیہ رجالِ علم بھی علمی مجلسوں کو خالی کر رہے ہیں، یہ بڑی سعادت ہے کہ وہ اعلیٰ اسلامی تصانیف جن کو زمانہ کی آنکھیں صدیوں سے ترس رہی تھیں، اور جن کے نام صرف کتابوں میں رہ گئے تھے، یکے بعد دیگرے شائع ہو کر دل و دماغ کو منور کر رہی ہیں، تاریخ کے سلسلے کو ملاحظہ کیجئے، مثلاً، تاریخ ابن جریر طبری عرصہ ہوا طبع ہو چکی، حافظ ابن عساکر کی تاریخ کے بجز شائع ہوئے، حال میں تاریخ خطیب بغدادی مصر سے آئی، طباعت کی ان خوبیوں کو لئے ہوئے جن پر بیروت کے بہترین مطبعے رشک کریں، اہتمام صحت کے ساتھ ضروری تحشی بھی ہے، رجال کی فہرست دی ہے، ہر صفحے پر سطروں کا شمار ہے، اس تاریخ کی چودہ جلدیں ہیں، کل صفحات ۹۴۱۱ ہیں تعجب ہے کہ مطبع نے ہر جلد کی لوح پر جلدوں کی تعداد ۲۰ اور صفحات کی تعداد ۴۸۰۰ لکھی ہے، انتہا یہ کہ چودہویں جلد کی لوح پر بھی یہی اغلاط درج ہے۔

اس تاریخ کا خلاصہ بھی کیا گیا تھا، اس کا ایک قلمی نسخہ میرے یہاں ہے، یہ خلاصہ فلسکیپ کے ۲۰۱ صفحات پر ختم ہوا ہے، خلاصہ نگار قاضی ابو الیمن مسعود بن محمد بخاری حنفی المتوفی ۴۹۱ھ خطیب کے شاگرد ہیں، دیباچہ میں تاریخ خطیب کی تعریف کر کے لکھتے ہیں کہ "طویل زیادہ ہے، اس لئے میں نے منتخب رجال کے (بہ ترتیب اصل کتاب) حالات، شرح حدیث، حکایت حسب سند خود مختصراً نقل کئے ہیں" واضح ہو کہ کل رجال خلاصہ کی تعداد چند سو سے متجاوز نہ ہوگی منتخب شعر وغیرہ مستقل عنوان ہیں

بستان المحدثین سے واضح ہوتا ہے کہ تاریخ خطیب کا کوئی حصہ شاہ (عبدالعزیز) صاحب کے پیش نظر بھی تھا مگر مطبوعہ نسخہ کو دیکھ کر یہ تعیین مشکل ہے، کہ کونسا جزء کتاب تھا، عبارت بستان کا ترجمہ یہ ہے

تاریخ بغداد خطیب بغدادی کی تصانیف میں سے ہے، اس کے شروع میں مناقب بغداد

اس مبارک شہر بغداد کی بزرگی اور اس کے باشندوں کے محاسن اخلاق درج کئے ہیں:

اس کے بعد بغداد کے دونوں دریاؤں کا جو دجلہ اور فرات ہیں ذکر کیا ہے، بخاری کے حالات شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب کے احوال تک کتاب کا ایک جزء ختم ہوتا ہے، پہلی اسناد اس کی یہ ہے، حافظ ابو بکر نے کہا ہے کہ ہم کو عبدالعزیز بن ابی الحسن القرمیسینی نے خبر دی، الخ۔

اس کے بعد چند شعر مدح بغداد کے نقل کئے ہیں جن کا پہلا شعر یہ ہے ؎

فدیً لکِ یا بغداد کل قبیلۃ　　من الارض حتی خطتی و دیاریا

مطبوعہ نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مناقب بغداد جلد اول کے ابتداء میں ہیں، علی ہذا القیاس دجلہ و فرات کا ذکر، امام بخاریؒ کا ذکر جلد دوم کے آغاز میں ہے، محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب کا ذکر اسی جلد کے تین ربع ختم ہونے پر شروع ہوتا ہے اب سوال یہ ہے کہ شاہ صاحب کے ملاحظے میں کونسی جلد تھی، بظاہر جلد اول و دوم کا مجموعہ تھا، اس صورت میں ابن ابی ذئب کے ذکر تک ربع کتاب ختم ہونے کا کیا مطلب ہوگا۔

خطیب بغدادی | امام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی، کنیت ابو بکر، ۳۹۲ھ میں بمقام درزیجان پیدا ہوئے جو عراق کا ایک قریہ تھا، ان کے والد قریہ مذکور میں خطیب تھے، اور فن تجوید سے آشنا، باپ کی تحریص سے بیٹے نے تحصیل علم شروع کی، گیارہ برس کی عمر تھی کہ والد نے ان کو حدیث سننی شروع کرادی تھی[1]، اس کے بعد خطیب نے اپنی محنت سے اقلیم در اقلیم سیاحت کرکے علم حاصل کیا، جملہ فنون حدیث میں امام وقت ہوگئے، حافظ ابو نعیم ان کے مشائخ میں ہیں، حافظ ابن ماکولا شاگرد حافظ ابن عساکر چوبیس[24] شاگردوں کے شاگرد، خطیب کا شمار کبار شافعیہ میں ہے، فقہ ابن المحاملی اور

[1] خطیب کی تاریخ ولادت جیسا کہ خود انھوں نے تصریح کی ہے روز پنجشنبہ ۲۴ جمادی الآخرہ ۳۹۲ھ ہے۔ اور سب سے پہلا سماع حدیث کا ماہ محرم ۴۰۳ھ میں کیا ہے، ملاحظہ ہو تاریخ بغداد ج ۴ ص ۲۶۹۔ محمد عبدالرشید نعمانی

قاضی ابو الطیب سے حاصل کی، اس پر اتفاق ہے کہ دارقطنی کے بعد علوم حدیث کا ماہر ان سے بڑھ کر نہیں ہوا، حفاظ کا ان پر خاتمہ ہوگیا، صاحب ہیبت، باوقار اور ثقہ تھے، خط پاکیزہ تھا، کثیر الضبط، فصیح البیان، آواز بلند تھی، جو روایت حدیث کے وقت جامع منصور کے آخری حصے میں سنی جاتی تھی، شیخ کریمہ کے سامنے صحیح بخاری مکہ مکرمہ میں پانچ دن میں پڑھی، عمر کا زیادہ حصہ بغداد میں صرف کیا، حاضری حرم کے وقت زمزم پی کر تین دعائیں کیں، بغداد میں اپنی تاریخ کی روایت کریں، جامع منصور میں روایت حدیث کریں، حضرت بشر حافی کے پہلو میں دفن ہوں، تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔

سفر حج میں شام تک قریب غروب ایک قرآن ترتیل کے ساتھ ختم کر لیتے تھے، اس کے بعد لوگ جمع ہوکر روایت حدیث کی التجا کرتے، خطیب سواری میں بیٹھ کر روایت حدیث کرتے (عرب میں سفر شب کو ہوتا ہے) ایک بار کسی نے ان کو دیکھ کر کہا تم حافظ ابو بکر خطیب ہو، فرمایا میں ابو بکر خطیب ہوں، حفظ حدیث دارقطنی پر ختم ہوگیا، چلتے چلتے کتاب کا مطالعہ کرتے جاتے، حنبلیوں کی سختی سے تکلیف اٹھائی، تصانیف کی تعداد ۵۶ ہے (تفصیل ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں)۔

بہت دولتمند تھے، اہل علم اور علم کی خدمت میں بڑی بڑی رقمیں خرچ کیں۔

عقائد میں مذہب ابو الحسن اشعریؒ کے پیرو تھے جو بقول امام سبکی محدثین کا مذہب قدیماً و حدیثاً رہا ہے۔

ایک بار شیخ ابو اسحاق شیرازی کے درس میں حاضر ہوئے، شیخ نے ایک حدیث بحر بن کثیر السقا سے روایت کی، بعد روایت خطیب کی جانب متوجہ ہوکر کہا ان کی نسبت کیا کہتے ہو، کہا اجازت ہو تو حال بیان کروں، یہ سنکر شیخ ان کے سامنے سنبھل کر شاگرد کی طرح بیٹھ گئے، خطیب نے اس شرح و بسط سے حال بیان کیا کہ اس کو سن کر شیخ ابو اسحاق نے کہا کہ خطیب اپنے وقت کے دارقطنی ہیں۔

اکہتر برس کی عمر پاکر ۴۶۳ھ میں انتقال کیا، نماز جنازہ ابو الحسین ابن المہتدی باللہ نے پڑھائی، شیخ ابو اسحق شیرازی نے جنازہ کو کندھا دیا، حضرت بشر حافیؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

رضی اللہ عنہ، وفات سے پہلے کتابیں وقف کردیں، مال و دولت خلیفہ کی اجازت لے کر تقسیم کر دی چونکہ کوئی وارث نہ تھا، بعد مرد کو حق بیت المال ہوتا، اجازت یوں ضروری تھی۔ (ماخوذ از تذکرۃ الحفاظ و طبقات سبکی)۔

تاریخ خطیب جیسا کہ اوپر لکھا گیا تاریخ چودہ جلدوں میں ہے، مصر سے ۱۳۴۹ھ میں اشاعت شروع ہوئی۔ بغداد کے حالات و واقعات آغاز بناء سے ۴۶۳ھ تک لکھے ہیں، اور یہ زمانہ (جیسا کہ لوح کتاب پر بھی لکھا ہے) بغداد کی اقبال مندی کا زمانہ ہے۔ خطیب دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"یہ کتاب مدینۃ السلام کی تاریخ ہے جس میں اس کی آبادی کا ذکر ہے، جو گئے ہو رساکنین، واردین اور علماء کا ذکر ہے جنہیں علم و معرفت کی حد تک میں نے اس میں حالات لکھ دیئے ہیں"

اس عہد کے دستور کے مطابق حالات و واقعات بسلسلۂ روایت لکھے ہیں، سب سے اول بروایت یونس امام شافعیؒ کا قول لکھا ہے، یونس سے پوچھا تم بغداد گئے ہو، نفی میں جواب سن کر فرمایا "ما رأیت الدنیا" تم نے دنیا نہیں دیکھی۔

تاریخ خطیب جس طرح بہترین زمانے کی تاریخ ہے، اسی طرح طرز بیان کے لحاظ سے مسلمان مؤرخین کی تصنیف کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ الفاظ بقدر معانی استعمال کئے ہیں، عبارت آرائی و مدح طرازی کا نام نہیں، بیان صاف اور متین ہے، جرح و تعدیل دونوں بے لاگ ہیں، اگرچہ بعض معرکۃ الآراء مقامات میں قوت فیصلہ کی کمی نمایاں ہے، محدثانہ روایات ہیں، نہ مبالغہ، منطقیانہ تذبذب پاس نہیں۔

روش تاریخ مروجہ طریقہ سے علیحدہ ہے، بجائے خلفاء و امراء کو مستقل موضوع قرار دے کر ان کے حالات بیان کرنے کے، رجال تاریخ کا ذکر بترتیب حروف تہجی کیا ہے، اسی سلسلے میں اپنے اپنے موقع سے خلفاء و امراء بھی آجاتے ہیں، رجال کے سلسلے میں ہر فن اور علم کے ماہرین مذکور ہیں، مفسرین و محدثین و فقہاء سے لے کر شعراء و مغنیین و اہل صنعت تک سب ہی کا ذکر ہے، اس طرح ۷۸۳۱ مشاہیر رجال کا تذکرہ ہے۔

چونکہ یہ زمانہ مجتہدانہ قوت کا تھا، اس لئے اکابر امت سب ہی اس سلسلے میں آگئے ہیں،

گروہ حضرت جو بعد کو ہوئے۔ ابتدائی چند بابوں میں مختلف فقہی مسائل سے محدثانہ و فقیہانہ بحث کی ہے، مثلاً زمین بغداد کی بیع و شراء اور اس کی پیداوار کا کیا حکم ہے، چونکہ حضرت عمرؓ نے سواد (عراق) کی زمین کو مسلمانوں کے حق میں وقف فرما دیا تھا اس لئے اس پر مالکانہ قبض و تصرف فقہاء کے ایک گروہ کے نزدیک ناجائز و مکروہ تھا، امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے تقویٰ کے متعلق کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا، استغفر اللہ! میرے لئے ورع و تقویٰ کے مسئلے پر گفتگو کرنی درست نہیں، اس لئے کہ میں بغداد کی پیداوار کھاتا ہوں، بشر بن الحارث (حافی) ہوتے تو وہ تم کو جواب دے سکتے۔ علماءؒ کو اسی لئے بغداد کی سکونت میں کلام تھا، اس بحث پر موافق و مخالف دونوں پہلوؤں سے بسیط بحث کی ہے، فیصلہ جواز کے حق میں دیا ہے، دوسرے باب میں یہ بحث ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارض سواد فاتحین میں تقسیم کیوں نہیں فرمائی، اسی سلسلے میں عہد فاروقی کے بندوبست اراضی کا ذکر آتا ہے، جو حضرت عثمانؓ بن حنیف صحابی نے کیا تھا، اس بیان میں بندوبست شدہ اراضی کی شرح لگان، اقسام پیداوار، تعداد رقبہ سب کچھ آ جاتا ہے، لگان صرف قابل زراعت اراضی پر تھا، مکانوں وغیرہ پر ٹیکس نہ تھا، دوکانوں پر ٹیکس عہد کی خلیفہ نے لگایا ۱۶۷ھ میں۔

اسی سلسلے میں ایک باب ان روایتوں پر ہے جو عراق کی برائی پر ہیں اور بعد بیان ان کی تنقیح کر کے ضعیف قرار دیا ہے، اس کے بعد مناقب عراق اور اہل عراق کی صفات کا بیان کیا ہے، عراق کی آب و ہوا کے اعتدال کی تعریف ہے، اہل عراق کی عقل و اخلاق کی تعریف ہے، اس کے ساکنین کی خدمت حدیث کا بیان ہے فرماتے ہیں کہ "محدثین بغداد کا دامن وضع حدیث اور کذب روایت کی شبہت سے پاک ہے، بخلاف اہل کوفہ و خراسان کے کہ ان کے احادیث موضوعہ و اسانید مصنوعہ پر جلدوں کی جلدیں لکھی گئی ہیں" ایک قول لکھا ہے: "علم حجازی، اخلاق عراقی، طاعت شامی جب کسی شخص میں جمع ہوں تو وہ کامل ہے" دوسرا قول اذا خرجت من العراق فالدنیا کلها رستاق۔ جب تم عراق سے نکل گئے تو ساری دنیا دیہات ہے، یوم جمعہ بغداد کا، تراویح مکہ کی، عید طرسوس کی مشہور تھی۔

بغداد اس مقام کا قدیم نام بغداد تھا، بغداد کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ بغ اہل مشرق کے ایک بت کا نام

تھا، داد، بمعنے عطیہ یعنی بغ دیوتا کا بخشا ہوا۔ اسی لئے اگلے زمانے میں فقہاء اس نام کا استعمال مکروہ خیال کرتے تھے، اب بغداد بغداد شریف ہے، یہ ارباب صلاح اور اہل دل کی گرمی تاثیر۔ بغداد کو بغدان اور مغدان بھی کہتے تھے (کہا جاتا ہے اس میں سندی کا لفظ خیرات کے معنے میں ہے) ایک توجیہ میں بغ کو باغ کا مخفف بھی بیان کیا ہے اور داذ ایک آدمی کا نام۔ اس صورت میں نام بغداذ تھا اس نام کے استعمال میں فقہاء کو کراہت نہ تھی۔

منصور نے جس موقع پر مدینۃ السلام آباد کیا وہاں اہل بغداد کا ایک مزرعہ تھا جس کا نام المبارکہ تھا۔ ساٹھ آدمی اس کے مالک تھے۔ منصور نے ان کو معاوضہ دے کر رضامند کیا اور اسی مقام پر نیا شہر آباد کیا، چونکہ یہ شہر دجلہ کے کنارے بسایا گیا اور دجلہ کا نام وادی السلام و نہر السلام تھا، اس مناسبت سے شہر جدید کا نام مدینۃ السلام رکھا گیا۔

خلافت بنی عباس جن اثرات کے تحت بنو امیہ کے مقابلے میں قائم و کامیاب ہوئی ان کا اقتضاء یہی تھا کہ اس کا دار الخلافہ و مرکز عراق میں ہوتا، اسی لئے عبداللہ السفاح اول خلیفہ عباسی (۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ) نے دار الخلافہ پہلے کوفہ میں بنا کر اس کا نام ہاشمیہ رکھا، ۱۳۴ھ میں انبار کو دار الخلافہ قرار دے کر ہاشمیہ سے موسوم کیا، وہیں سفاح کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی اور وہیں منصور کی بیعت۔ (معجم البلدان)

مدینۃ السلام کی بنیاد ۱۴۵ھ میں رکھی گئی، ۱۴۶ھ میں شاہی عمارتوں کا اتنا حصہ تیار ہو گیا کہ منصور مع لشکر اور خزانے کے ہاشمیہ سے منتقل ہو کر وہاں آگیا، سلسلۂ تعمیر ۱۴۹ھ تک جاری رہا، سنہ مذکور میں چار دیواری تیار ہونے پر کام ختم ہو گیا، مصارف تعمیر چالیس لاکھ آٹھ سو درم ہوئے، طریقہ تعمیر، تھا کہ اول تمام ممالک خلافت سے ہر قسم کے کاریگر مثلاً انجینیر (مہندس)، معمار، نجار، لوہار وغیرہ فراہم کئے گئے ان کی تنخواہیں مقرر کیں، اس طرح ہزاروں آدمی جمع ہونے پر انجینیروں کو اپنا ذہنی نقشہ سمجھایا، انہوں نے اس کے مطابق داغ بیل کی، شہر کا نقشہ مدوّر قرار دیا گیا۔ اس اہتمام سے تعمیر شروع ہو کر پانچ سال میں ختم ہو گئی، نجومیت کا اثر یہ بھی تھا کہ ساعت نوبخت منجم نے تجویز کی، یہاں تعمیر کے ضمن میں بہت سے مفید مباحث آجاتے ہیں مثلاً معماروں وغیرہ کی شرح تنخواہ، اس کی مناسبت

سے اس عہد میں اجناس کا نرخ، مدینۃ السلام کی پیمائش، اس کے دروازے، مساجد، پل، مقابر، نہریں، وغیرہ

تعمیر کے بعد جو ترمیمیں خود منصور نے کیں اس کا ذکر ہے، بازار پہلے محلات شاہی کے زیادہ قریب تھے، دور ہٹا کر آباد کئے گئے۔ اس طرح کرخ کی آبادی وجود میں آئی سڑکیں چوڑی کی گئیں، سب سے زیادہ چوڑی سڑک چالیس ذراع (ہاتھ) چوڑی تھی، تقریباً ۶۰ فٹ کرخ کے بعد رصافہ ولیعہد مہدی کے لئے آباد کیا یہ ۱۵۱ھ کا واقعہ ہے، اسی طرح عہد بعہد کے اضافے بیان کئے ہیں، اسی ضمن میں عروج تکلفات کا وہ منظر سامنے آتا ہے جب کہ مقتدر کے عہد (۳۰۵ھ) میں سفیر روم کی آمد میں شہر آراستہ کیا گیا تھا، تفصیل کا شوق ہے تو اصل کتاب دیکھو۔

ان مقابر کے بیان میں جو علماء و صلحاء کے لئے مخصوص تھے جداگانہ مستقل باب ہے، سب سے اول مقابر قریش کا بیان ہے جہاں حضرت موسیٰ کاظمؒ کا مزار تھا، (یہی مقام اب کاظمین ہے) ابو علی خلال کا قول نقل کیا ہے، ما ہمّنی امر فقصدت قبر موسیٰ بن جعفر فتوسلت بہ الا سہل اللہ تعالیٰ لی ما احبّ، جب مجھ کو کوئی مشکل پیش آئی اور میں موسیٰ بن جعفرؒ کی قبر پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ نے میری مراد بر لاتا۔

باب حرب کے مقبرے میں امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت بشر حافیؒ مدفون تھے، اسی سلسلے کی دو روایتیں ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ ہر قبر پر ایک قندیل روشن ہے، پوچھا یہ کیا ہے، جواب ملا، تم کو معلوم نہیں، امام احمد بن حنبلؒ کی آمد کے سلسلے میں یہ قبریں پرنور ہوئی ہیں، جو عذاب میں تھے ان پر رحم فرمایا گیا۔ خاکسار کہتا ہے کہ جب خود امام کا استقبال اسی شان سے ہوتا تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری روایت حضرت بشر حافیؒ کے وصال کے متعلق ہے، ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ایک پڑوسی کو بعد وفات دو حُلّے پہنے ہوئے دیکھا۔ استفسار پر کہا کہ جامع قبرستان میں بشر بن الحارث دفن ہوئے ہیں، اس سلسلے میں تمام اہل مقبرہ کو دو دو حلّے عطا ہوئے ہیں۔ قدس سرہ۔

حضرت معروف کرخیؒ کی قبر باب دیر کے مقبرے میں تھی، اس کی نسبت لکھا ہے، قبر معروف الکرخی مجرب لقضاء الحوائج۔ سو مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ کر جو دعا ان کے قبر کے قریب کیا مقبول ہوتی ہے۔

مقبرہ خیزران میں محمد بن اسحق مصنف سیرۃ مدفون تھے، نیز امام اعظم ابو حنیفہؒ۔

امام اعظمؒ کی قبر کے متعلق امام شافعیؒ کی ایک روایت لکھی ہے۔ علی بن میمون (شاگرد امام شافعیؒ) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے شافعیؒ نے کہا، انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجیئ الی قبرہ فی کل یوم یعنی زائرًا فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسألت اللہ تعالی الحاجۃ عندہ فما تبعد عنی حتی تقضی، میں ابو حنیفہؒ کے توسل سے برکت حاصل کرتا ہوں، ہر روز ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں، جب کوئی حاجت پیش آجاتی ہے دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں، دعا کے بعد مراد بر آنے میں دیر نہیں لگتی۔[1]

[1] زیارت قبر کے موقع پر تذکر کے لیے ہے اور میت کے حق میں دعا کرنا مسنون ہے، جب کہ اس سلسلہ میں بکثرت روایتیں کتب حدیث میں منقول ہیں۔ امام شافعیؒ کا یہ واقعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ شیخ ابن تیمیہؒ اپنی افتاد طبع کی بنا پر ناحق اس واقعہ کی تکذیب کے پیچھے ہیں، ملاحظہ ہو اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۲۳ و ۲۴۴ طبع مصر ۱۳۶۹ھ۔ اور شیخ موصوف کی کورانہ تقلید میں جماعت دور کے بعض علماء اہل حدیث بھی اس واقعہ کو جھٹلانے کے لئے بری طرح پیچھے پڑے ہیں۔ حالانکہ محدث کوثریؒ نے "محق التقول فی مسئلۃ التوسل" میں اس واقعہ کی سند کو صحیح بتایا ہے۔ در حقیقت حافظ خطیب بغدادی کی عادت امام اعظمؒ (رضی اللہ عنہ) کے تعلق میں مشہور ہے۔ [illegible] سند میں کسی ایسی روایت کے بیان کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی کہ جس کی سرے سے کوئی حقیقت ہو۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں وہاں کے علماء و زہاد کے مقابر کے حالات میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں باب ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصۃ بالعلماء والزہاد، اور پھر اس عنوان کے تحت وہاں کے مشہور مقبروں کا تعین کے ساتھ تعارف کرایا ہے جو کچھ ثابت ہے اس کی اسناد بھی ساتھ ہی نقل کردی ہے۔ امام شافعیؒ کا یہ واقعہ بھی موصوف نے باسناد ہی نقل کیا ہے اور لطف یہ ہے کہ اس اسناد کے راویوں میں سے اکثر حضرات کا ترجمہ خود انھوں نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے اور ان کی توثیق بھی کی ہے چنانچہ اس روایت کے پہلے راوی حسین صیمری کے متعلق لکھتے ہیں وکان صدوقا وافر العقل (ج ۸ ص ۷۸)، اور دوسرے راوی عمر بن ابراہیم ابو حفص مقری کے متعلق ان کی تصریح ہے وکان ثقۃ، وہ ثقہ تھے (ج ۱۱ ص ۲۶۹) اور تیسرے راوی مکرم بن احمد کے متعلق فرماتے ہیں وکان ثقۃ (ج ۱۳ ص ۲۲۱)، اور ان کے چوتھے راوی علی بن میمون کا تذکرہ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں کیا ہے اور ان کو ثقہ کہا (تہذیب ج ۷ ص ۳۹۰)۔ یہ واضح رہے کہ قاضی ابو بکر مکرم بن احمد نہایت ثقہ ہیں اور محدث حاکم نیشاپوری صاحب المستدرک علی الصحیحین نے کہ ان کے شیوخ میں داخل ہیں

یہ بیانات جلد اول کے صفحہ ۱۲۷ تک چلے جاتے ہیں، اس کے بعد مدائن کا ذکر بوجہ قرب تمام آتا ہے، ذکر مدائن تقریب ہو جاتا ہے، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر کی جن کے قدوم سے مدائن مشرف ہوا۔ ان حضرات کی تعداد پچاس ہے، اسی شرف کی وجہ سے مدائن کا ذکر دیگر قصبات متصلۂ بغداد مثلاً نہروان، انبار وغیرہ سے پہلے کیا ہے۔

سب سے اول ذکر ہے حضرت امیر المومنین علیؓ کا، سب سے آخر میں عبد اللہ بن الحارث کا، ذکر مدائن بھی باعث ہوا ہے تاریخ خطیب میں حضرات صحابہؓ کے ذکر مبارک کے آنے کا ورنہ بغداد میں کسی صحابی کی آمد ثابت نہیں۔

حضرت علیؓ کے دفن کی بحث بیٹھی ہے، راوی نے امام ابو جعفر محمد بن علی (امام باقرؒ) سے پوچھا کہ حضرت علیؓ کہاں دفن ہوئے؟ تو کہا بالکوفۃ لیلاً وقد غبی عنی دفنہ، کوفہ میں شب کو اور مجھ کو ان کی قبر کا حال نہیں معلوم، محمد بن سعد کی روایت ہے کہ کوفہ میں مسجد جامع کے قریب قصر امارہ میں دفن ہوئے۔

عبد الملک راوی کا بیان ہے کہ میں حافظ ابو نعیم کے پاس بیٹھا تھا کہ کچھ سوار وہاں سے گزرے، میں نے کہا یہ لوگ کہاں جاتے ہیں، کسی نے کہا علی بن ابی طالب کے مزار کو جاتے ہیں، حافظ ابو نعیم نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کذبوا نقلہ ابنہ الحسن الی المدینۃ۔ یہ لوگ کاذب ہیں ان کو ان کے بیٹے حسنؓ نے مدینہ منتقل کر دیا ہے، شریک کا یہ قول حدیث بغوی میں ہے، نقلہ واللہ الحسن ابن علی الی المدینۃ۔ واللہ حسن بن علیؓ نے ان کو مدینہ منتقل کر دیا، اس مضمون کی اور متعدد

وغیرہ واشد بطلٰ، ان کا شمار ہے چنانچہ مستدرک میں حاکم نے سب سے کثرت سے روایتیں کی ہیں اور جا بجا ان کی روایات کو صحیح کہا ہے اور حاکم کی تصحیح کو حافظ ذہبیؒ نے بھی تلخیص مستدرک میں قبول کیا ہے، ملاحظہ ہو مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۲ و ۲۳ و ۱۰۶ و ۲۵۶ و ۳۳۲ و ۳۲۳ و ۴۱۰ و ۵۱۲ ج ۲ ص ۹۲ و ۱۲۱ و ۱۴۵ و ۲۵۱ و ۵۰۳ ج ۳ ص ۶۲ و ۱۳۰ و ۱۴۹ و ۵۵ و ۲۶۹ و ۳۳۹ ج ۴ ص ۱۲ و ۱۴ و ۱۶۲ و ۱۸۲ و ۹ و ۲۱ و ۲۴۸ و ۳۲۶ و ۳۲۹ و ۸ و ۳۴۸) اس سے دارقطنی کی کسی عبارت کا اُٹھا مطلب سمجھ کر ان کو مجروح قرار دینا بڑی نادانی اور جسارت ہے۔

(محمد عبد الرشید نعمانی)

دو روایتیں ہیں۔

حافظ ابو نعیم سے خطیب نے روایت کی ہے کہ ابو جعفر الحضرمی مطین اس کے منکر تھے کہ جو مشہور قبر کوفے کی بلندی پر ہے وہ حضرت علیؓ کی قبر ہو، وہ یہ بھی کہتے تھے کہ شیعوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ قبر کس کی ہے تو وہ سنگسار کر دیں گے۔ یہ قبر مغیرہ بن شعبہؓ کی ہے، اگر یہ قبر علیؓ کی ہوتی تو میں اس کو اپنا ٹھکانا و ماویٰ بنا لیتا۔

حضرت امام حسینؓ کی قبر کے متعلق لکھا ہے، احمد بن سعید الجمال سے روایت ہے۔ سألت ابا نعیم عن زیارة قبر الحسین فکأنه انکر ان یعلم این قبره میں نے ابو نعیم سے زیارتِ قبر حسینؓ کی بابت دریافت کیا تو ان کے بیان سے ایسا معلوم ہوا کہ ان کو اس کا علم نہ تھا کہ ان کی قبر کہاں ہے۔ صحابہؓ کے ذکر کے سلسلے میں پانچویں نمبر حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذکر کا ہے۔ اسی سلسلے ذکر میں لکھا ہے، حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ قرآن اور شرائع و احکام کی تعلیم کے لئے بھیجا، فبث عبد الله فیهم علما کثیرا وفقه منهم جما غفیرا۔ کوفہ پہنچ کر عبداللہؓ نے کوفیوں میں بکثرت علم پھیلایا اور ایک گروہ کثیر ان کی تعلیم سے فقیہ بنا۔ خاکسار کہتا ہے کہ یہی علم فقہ حنفی کی بنیاد ہے

حضرت ابن مسعودؓ کے اخلاق اسلامی کی وسعت کا ایک واقعہ اس زمانہ میں سبق ہدایت بن سکتا ہے۔ علقمہؓ راوی ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مدینے نکلا، راستے میں ایک مجوسی بھی ساتھ ہو لیا، آگے چل کر عبداللہ بن مسعودؓ کسی ضرورت سے ہم سے الگ ہو گئے، واپس آئے تو مجوسی دوسرے راستے پر جا چکا تھا، یہ دیکھ کر اس راستے پر جا کر اس سے ملے اور سلام کیا، اور فرمایا، ان للصحبة حقا "رفاقت کا بڑا حق ہے"، کاش اس واقعے کو سن کر ہمارے سینے کشادہ ہو جائیں۔

تراجم | صحابہ کرامؓ کا ذکر صفحہ ۲۰۲ پر ختم ہونے پر کتاب اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتی ہے، اور اہل بغداد کا ذکر شروع ہوتا ہے، خطیب لکھتے ہیں۔

• اس سلسلے میں خلفاء۔ اشراف اکابر۔ قضاۃ۔ فقہاء۔ محدثین۔ قراء۔ زہاد۔ صلحاء۔ متأدبین۔

شعراء اہل مدینۃ السلام کا ذکر ہے، اہل مدینۃ السلام سے مراد ہیں جو وہاں پیدا ہوئے یا دوسری

شہر سے آکر رہائش ... ان کا بھی ذکر ہے، تو بغداد چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے ہوں وہ بھی مذکور ہیں جو اس کی نواحی بستیوں میں ساکن تھے یا وہاں آکر رہے۔ ان کی نسبت ان کا نسب، مشہور واقعات، حسب امکان تاریخ پیدائش و وفات حالات بقدر ہی معرفت و علم کے درج کئے ہیں جس کے ساتھ ان کے متعلق ثنا و مدح ذم و قدح کے اقوال اور تعدیل و جرح کے جو الفاظ محفوظ ہیں وہ نقل کر دیئے ہیں اور حروف معجم کی ترتیب ملحوظ ہے، تاکہ مطلب آسانی حاصل ہو سکے، بعض اوقات کسی طلبہ یا کتاب میں کوئی ہم مضمون نظر سے گزرا دوسرے وقت تلاش کیا، بہت وقت صرف کیا، مطلب چھوڑ دیا، حالانکہ ضرورت و حاجت باقی رہی۔ اسی لئے حروف تہجی کی ترتیب اختیار کی۔

نام مبارک سے برکت حاصل کرنے کے لحاظ سے اوّل ان صاحبوں کا ذکر ہے جن کا نام محمد تھا، اس کے بعد حروف تہجی کی پابندی کی ہے، اسی ضمن میں حافظ تیمیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ طالب حدیث پر لازم ہے کہ سب سے اوّل اپنے شہر کی کتب حدیث اور ان کے مؤلفین کے حال سے آغاز کرے، ان کی فہم میں ملکہ تامہ بہم پہنچائے جس سے صحیح و سقیم وغیرہ کی معرفت تامہ حاصل ہو، اس کے بعد دوسرے شہروں کو لے۔

رجال تذکرہ کے حالات کے ضمن میں بڑے بڑے علمی دقائق و مباحث مجتہدانہ و محدثانہ قوت کے ساتھ حل ہوتے جاتے ہیں، جن سے علماء استفادہ کر سکتے ہیں، کاش اہل علم مطالب کی فہرست بھی مرتب کر سکتے، جیسا کہ یورپ میں ہوتا ہے۔

اسم مبارک سے مستفیض مشاہیر کے ۱۵۰۹ تذکرے تین جلدوں میں آئے ہیں، چوتھی جلد احمد نامی مشاہیر سے شروع ہوتی ہے، - - - - - - - - -

ابو حنیفہ

النُّعمان بن ثابتؒ

ابو حنیفۃ النعمان بن ثابتؒ

النعمان بن ثابت، ابوحنیفہ تیمی امام صاحب الرای، فقیہ اہل عراق، انس بن مالکؓ کو دیکھا،[1] عطاء بن ابی رباح، نافع مولے ابن عمر، حماد بن ابی سلیمان، ہشام بن عروہ، علقمہ بن مرثد وغیرہم سے سماعت حدیث کی۔ عبداللہ بن المبارک، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، ابویوسف القاضی، محمد بن حسن وغیرہم نے اُن سے روایت کی۔

نسب کی بابت منجملہ دیگر مختلف روایتوں کے امام صاحب کے پوتے اسمٰعیل بن حماد کی روایت ہے[2] کہ ہم ابنائے فارس سے ہیں۔ غلامی نے کبھی ہم کو مس نہیں کیا۔ [illegible] ولادت ۸۰ھ، میانہ قد، خوش رو، خوش لباس، عطر کا استعمال بکثرت کرتے کہ مکان سے برآمد ہوتے فضا معطر ہو جاتی۔ نیک صحبت، بڑے کرم کرنے والے، اپنے بھائیوں کے ولی غمخوار، خوش بیانی میں فائق، شیریں آواز، بلند ہمت۔

علم فقہ حاصل کر سیکھی حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ درس میں [illegible] کے سوا کرتی اور اُستاد کے سامنے بیٹھتا، دس برس ان کی صحبت میں رہے۔ ایک موقع پر اپنی جگہ ان کو بیٹھا کر حماد باہر گئے۔ لوگوں کے سوالوں کا جواب دیتے رہے۔ ایسے مسئلے بھی آئے جو اُستاد سے نہ سنے تھے، اُستاد کی واپسی پر مسائل ذکر کو

---

[1] دیکھا ضرور [illegible] صحابہ کے حال میں پورے سو صفحے لکھے ہیں مضمون ذیل میں [illegible] خلاصہ کر کے لکھے گئے ہیں [illegible]۔ [2] دیکھو اس کی ماخذ میں تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی [illegible] تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی [illegible]

[3] [illegible] کی عبارت کے سمجھنے میں غلطی ہوئی [illegible] دیکھنے کے قابل ہیں [illegible] صحابی سے امام صاحب کی روایت حدیث کے قائل نہیں۔ [illegible] محمد عبدالرشید نعمانی [illegible]

روایت میں پیش کے جو شاہد تھے، اُستاد نے جابیس سے اتفاق کیا، جس سے اختلاف، شاگرد نے قسم کھائی
کو ساری عمر خاموش رہوں گا، چنانچہ اُستاد کی وفات تک ساتھ سے کُل زمانۂ رفاقت اٹھارہ برس تھا
اُستاد کے بیٹے اسمٰعیل کہتے ہیں کہ ایک بار وہ سفر میں گئے اور کچھ دنوں باہر رہے، واپسی پر میں نے پوچھا
ابا جان! آپ کو سب سے زیادہ کس کے دیکھنے کا شوق تھا، ان کا خیال تھا کہیں گے بیٹے کے دیکھنے کو
کہا ابو حنیفہ کے دیکھنے کا، اگر یہ ہو سکتا کہ میں کبھی نگاہ ان کے چہرہ سے نہ اٹھاؤں تو یہی کرتا

محمد بن فضیل حارثی نے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ میں امیر المومنین خلیفہ (ابو جعفر
منصور) کے پاس گیا تو پوچھا تم نے علم کس سے حاصل کیا، میں نے کہا حماد سے، انھوں نے ابراہیم نخعی
سے، انھوں نے عمرؓ بن الخطاب، علیؓ بن ابی طالب، عبداللہؓ بن مسعودؓ، عبداللہؓ بن عباسؓ سے
منصور نے سن کر کہا، خوب خوب، ابو حنیفہ تم نے بہت مضبوط علم حاصل کیا، وہ سب کے سب طیبین و
طاہرین تھے، سب پر اللہ کی درود۔

دوسری روایت میں ہے کہ خلیفہ منصور سے عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ یہ (ابو حنیفہ) آج دنیا کے
عالم ہیں، پوچھا نعمان! علم کس سے حاصل کیا، جواب دیا، صحاب عمرؓ سے عمرؓ کا، صحاب علیؓ
سے علیؓ کا، صحاب عبداللہؓ سے عبداللہؓ کا، اور ابن عباسؓ کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر عالم روئے
زمین پر نہ تھا۔

اعمش نے ایک بار ابو یوسفؒ سے پوچھا تمھارے رفیق ابو حنیفہؒ نے عبداللہؓ کا قول "عتق
الامۃ طلاقہا" کیوں ترک کیا جواب دیا کہ اس حدیث کی بنا پر جو آپ نے بواسطہ ابراہیم و اسود
عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ بریرہؓ جب آزاد کی گئیں تو ان کو اختیار دیا گیا، اعمش یہ سن کر تعجب
میں رہ گئے اور کہا ابو حنیفہؒ بہت زیرک ہیں، ان ابا حنیفۃ لفطن۔

عبادت و ورع | عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ میں نے کوفہ پہنچ کر پوچھا کہ کوفہ والوں میں سب
سے زیادہ پارسا کون ہے، لوگوں نے کہا ابو حنیفہ، ان کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ کوئی
پارسا نہیں دیکھا ما رأیت اورع من ابی حنیفۃ، تیسرا قول ہے کہ میں نے کسی کو ابو حنیفہؒ سے

زیادہ پارسا نہیں پایا، حالانکہ کوڑوں سے، مال و دولت سے ان کی آزمائش کی گئی، ولید کے زمانہ میں امام صاحبؒ
کے سب سے زیادہ عابد و پارسا ہونے کی تائید میں اور بھی متعدد قول خطیب نے نقل کیے ہیں۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ ہمارے وقت میں کوئی آدمی مکہ میں ابو حنیفہؒ سے زیادہ نماز پڑھنے
والا نہیں آیا، ان کا یہ بھی قول ہے کہ وہ نماز اول وقت ادا کرتے تھے۔

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں قیام مکہ کے زمانے میں رات کی جس ساعت میں طواف کو گیا ابو حنیفہؒ
اور سفیان ثوریؒ کو طواف میں مصروف پایا، ابو عاصم کا قول ہے کہ کثرت نماز کی وجہ سے ابو حنیفہؒ
کو لوگ میخ (وتد) کہنے لگے تھے۔

شب بیداری، قرآن خوانی | یحییٰ بن ایوب الزاہد کا قول ہے کہ کان ابو حنیفۃ لا ینام اللیل، ابو حنیفہؒ
شب بیدار تھے۔ اسد بن عمرو کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے
تھے۔ ان کے گریہ وزاری کی آواز سن کر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا، ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت
محفوظ ہے کہ انھوں نے جس مقام پر وفات پائی، وہاں سات ہزار کلام مجید ختم کیے تھے۔

ابو جویریہ کا قول ہے کہ صحبتُ حماد بن ابی سلیمان و محارب بن دثار و علقمۃ بن مرثد و عون
بن عبد اللہ و صحبتُ ابا حنیفۃ فما کان فی القوم رجل احسن لیلا من ابی حنیفۃ، لقد صحبتہ
اشہرا فما منہا لیلۃ وضع فیہا جنبہ۔ میں حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد اور
عون بن عبد اللہ کی صحبت میں بیٹھا ہوں اور ابو حنیفہؒ کی صحبت میں بھی رہا ہوں، میں نے اس جماعت میں
کسی کو ابو حنیفہؒ سے بہتر شب گزار نہیں پایا، میں مہینوں ان کی صحبت میں رہا، اس تمام زمانے میں ایک رات
بھی پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔

مسعر بن کدام کا قول ہے کہ میں ایک رات مسجد میں داخل ہوا کہ کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز کان میں
آئی جس کی شیرینی دل میں اتر گئی، جب ایک منزل ختم ہوئی تو مجھ کو خیال ہوا کہ اب رکوع کریں گے،
انھوں نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا، نصف ختم کیا اسی طرح پڑھتے رہے کہ کلام مجید ایک رکعت میں ختم
ہو گیا، میں نے دیکھا تو وہ ابو حنیفہ تھے، خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ خانۂ کعبہ میں چار اماموں نے پورا

قرآن پڑھا ہے عثمان بن عفان، تمیم داری، سعید بن جبیر اور ابو حنیفہ۔

زائدہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ابو حنیفہ کے ساتھ عشاء کی نماز مسجد میں پڑھی، آدمی باہر چلے گئے ابو حنیفہ کو معلوم نہ ہوا کہ میں مسجد میں ہوں، حالانکہ تنہائی میں ایک مسئلہ ان سے پوچھنا تھا، وضو سے کھڑے ہو کر، میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا میں انتظار میں کھڑا رہا کہ فارغ ہوں تو مسئلہ پوچھوں، پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے (فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ) تو اس کو بار بار پڑھنا شروع کیا، اسی آیت کی تکرار میں صبح ہوگئی، یہاں تک کہ مؤذن نے فجر کی اذان دیدی۔

یزید بن الکمیت جو برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں (زیادہ ذکاوت)، کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شدید تھا ایک رات امام نے عشاء کی نماز میں سورۃ اذا زلزلت پڑھی ابو حنیفہ جماعت میں تھے، جب نماز ختم کر کے آدمی چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہ فکر میں غرق بیٹھے ہیں، تنفس جاری ہے، میرے دل میں کیا کھٹکے سے اٹھیو، ان کے تشغل میں خلل انداز ہو، چنانچہ قندیل روشن چھوڑ کر میں چلا آیا، اس میں تیل تھوڑا تھا، طلوع فجر کے وقت جب میں مسجد میں پھر آیا تو میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں، یا من یجزی بمثقال ذرۃ خیر خیرًا ویا من یجزی بمثقال ذرۃ شر شرًا، اجر النعمان عبدک من النار وما یقرب منها من السوء وادخله فی سعة رحمتک، اے ذرہ بھر نیکی کا اچھا بدلہ دینے والے، اور اے ذرہ بھر برائی کا بدلہ دینے والے بندہ نعمان کو آگ سے اور اس کے قریب برائی سے بچائیو، اور اپنی رحمت کی فضاء میں داخل کیجیو۔ میں نے اذان دی آکر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے ہوئے تھے، مجھ کو دیکھ کر کہا کیا قندیل لینا چاہتے ہو، میں نے کہا صبح کی اذان ہو چکی، کہا جو دیکھا ہے اس کو چھپانا یہ کہہ کر صبح کی سنتیں پڑھیں اور بیٹھ گئے، میں نے تکبیر کہی تو جماعت میں شریک ہوئے، جماعت سے صبح کی نماز اول شب کے وضو سے پڑھی۔

القاسم بن معن کا بیان ہے کہ ایک رات ابو حنیفہ نے نماز میں یہ آیت پڑھی (بل الساعۃ

موعدهم والساعة ادهٰی وامرّ) بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے، اور قیامت بڑی آفت اور بہت تلخ ہے، تمام رات اس کو دہراتے رہے، اور شکستہ دلی سے روتے رہے۔

عبادت شب اور کلام اللہ کی تلاوت کے متعلق خطیب نے اور بھی بہت سی روایتیں لکھی ہیں، نمونہ کے لئے اوپر کے بیان کافی ہیں، یہ بھی خیال ہے کہ ہم پست ہمت مردہ دل ان کو اپنے حال پر قیاس کر کے مبالغہ اور بے اصل تصور نہ کر بیٹھیں۔

قیس بن ربیع کا قول ہے کہ ابو حنیفہ پرہیزگار، فقیہ، محسود خلائق تھے، جو ان کے پاس التجا لے جاتا اس کے ساتھ بہت سلوک کرتے، بھائیوں کے ساتھ بکثرت احسان کرتے، انہی کا قول ہے کہ ابو حنیفہ مال تجارت بغداد بھیجتے، اس کی قیمت کا مال کوفہ منگواتے، سالانہ منافع جمع کر کے شیوخ محدثین کے لئے ضرورت کی چیزیں خریدتے، خوراک اور لباس غرض جملہ ضروریات کا انتظام کرتے، اس سے جو بچتا وہ نقد جملہ سامان کے ساتھ یہ کہہ کر ان کے پاس بھیجتے کہ اس کو خرچ کرو اور سوائے اللہ کے کسی کی تعریف نہ کرو اس لئے کہ میں نے اپنے مال میں سے تم کو کچھ نہیں دیا، یہ اللہ تعالیٰ کا تمہارے معاملہ میں مجھ پر فضل ہے، کہ تمہاری قسمت کا نفع ہوا، یہ وہ فیض ہے، جو اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے تم کو پہنچاتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ جو اللہ بخشے اس میں دوسرے کی قوت کا کیا دخل ہو سکتا ہے۔

ابو یوسف کا قول ہے کہ ابو حنیفہ ہر سائل کی حاجت پوری کرتے تھے، ابو حنیفہ دربار کے عطیوں سے ہمیشہ بچتے رہے، خلیفہ منصور نے ان کو بطور عطا تیس ہزار درہم دیئے، انکار میں برہمی کا اندیشہ تھا، کہا امیر المومنین میں بغداد میں غریب الوطن ہوں، اجازت دیجئے خزانہ شاہی میں یہ رقم میرے نام سے جمع ہوتی رہے۔ منصور نے منظور کیا، وفات تک یہ رقم خزانے میں رہی، بعد وفات جب منصور نے یہ حال سنا اور یہ بھی سنا کہ امام صاحب کی حفاظت میں لوگوں کے پچاس ہزار درہم امانت کے تھے جو بعد وفات بجنسہ واپس دیئے گئے، تو اس نے کہا ابو حنیفہ میرے ساتھ چال چل گئے۔

امانت داری مسلّم تھی، وکیع کا قول ہے کہ، کان واللہ ابو حنیفة عظیم الامانة وکان اللہ فی قلبه جلیلا وکبیرا، واللہ ابو حنیفہ بڑے امین تھے، اللہ تعالیٰ کی جلالت اور کبریائی ان کے دل میں

بھری ہوتی تھی۔ اس کا یہ بھی قول ہے کہ جب ابو حنیفہؒ بیوی بچوں کے لئے کھانے کی قیمت کے برابر صدقہ کر دیتے، اور جب خود نیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کی برابر شیوخ علماء کے لباس تیار کراتے، جب کھانا سامنے آتا تو اپنی خوراک کی مقدار سے دو گنا نکال کر کسی محتاج کو دیتے۔

صفائی معاملہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی کہ باریک کپڑے کے تھانوں میں سے ایک تھان میں نقص تھا، اپنے شریک حفص کو ہدایت کی کہ جب یہ تھان بیچو تو اس کا عیب بتا دینا، وہ بھول گئے، سارے تھان بک گئے۔ یہ بھی یاد نہ رہا کہ عیب دار تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا، ان کو معلوم ہوا تو سارے تھانوں کی قیمت خیرات کر دی۔ خود حفص کے بیٹے علی نے یہ روایت کی ہے۔

ابن صہیب کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

عطاء ذی العرش خیر من عطائکم　　وسیبہ واسع یرجی وینتظر

انتم یکدر ما تعطون منکم　　واللہ یعطی بلا مَنّ ولا کدر

عرش کے مالک کی بخشش تمہاری بخشش سے بہتر ہے۔ اس کا جود بہت وسیع ہے کہ سب اس کے امیدوار و منتظر ہیں، تمہاری بخشش کو تمہارا احسان جتانا مکدر کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا میں نہ احسان گھٹتا ہے نہ کدورت۔

وفورِ عقل، زیرکی اور باریک نظری | یہ عنوان خطیب نے مستقل قائم کیا ہے، عبد اللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے کہا کہ اے ابو عبد اللہ، ابو حنیفہؒ غیبت سے کس قدر دور رہتے تھے، میں نے کبھی ان کو کسی کی غیبت کرتے نہیں سنا، واللہ ابو حنیفہؒ کی عقل اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی نیکیوں پر ایسی چیز مسلط کریں جو ان کو فنا کر دے۔

علی بن عاصم کا قول ہے کہ اگر ابو حنیفہؒ کی عقل روئے زمین کے آدھے آدمیوں کی عقل سے تولی جائے تو اس کا پلہ بھاری رہے گا۔ خارجہ بن مصعب نے ایک موقع پر ابو حنیفہؒ کے ذکر کے سلسلے میں کہا کہ میں نے ایک ہزار علماء دیکھے ہیں ان میں تین یا چار عاقل پائے، ان میں سے ایک ابو حنیفہؒ ہیں، یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے بہت آدمی دیکھے کسی کو ابو حنیفہؒ سے زیادہ

عاقل، [illegible] نہیں دیکھا۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ کی عقل ان کے کلام [illegible] چال ڈھال اور حرکت سے عیاں ہوتی تھی، کان ابوحنیفۃ یتبین عقلہ من منطقہ ومشیتہ ومدخلہ ومخرجہ۔

ایک بار ابو حنیفہؒ خلیفہ منصور کے پاس گئے، حاجب ربیع نے (جس کو ان سے مخالفت تھی) کہا ابو حنیفہؒ جو امیر المومنین کے دادا عبد اللہ بن عباسؓ کی مخالفت کرتے ہیں، ان کا قول تھا کہ قسم کھا کر اس کے ایک دن یا دو دن کے بعد استثنا کر دے تو جائز ہے، یہ کہتے ہیں کہ نہیں، وہی استثناء جائز ہوگا جو قسم کے ساتھ ساتھ کر دے۔ ابو حنیفہؒ نے کہا، امیر المومنین، ربیع کا خیال تو یہ ہے کہ آپ کی فوج پر آپ کی بیعت کی پابندی نہیں، اس لئے کہ وہ آپ کے سامنے عہد کرتے ہیں، گھر جا کر اس سے استثنا کر لیتے ہیں لہٰذا بیعت کا حلف باطل ہو جاتا ہے، منصور یہ سن کر ہنس پڑا، کہا دیکھو ربیع ابو حنیفہؒ کے منہ مت لگو، باہر نکل کر ربیع نے شکایت کی کہ تم نے تو میرا خون ہی بہا دیا تھا، ابو حنیفہؒ نے کہا تم نے میرے قتل کا سامان کیا تھا، میں نے تم کو بھی بچایا اور اپنی جان بھی بچائی۔

عبد اللہ بن المبارک کا قول ہے کہ میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ ابو حنیفہؒ کی رکاب تھامے ہوئے کھڑے کہتے تھے، واللہ ہم نے کوئی انسان نہیں دیکھا کہ جو فقہ میں تم سے زیادہ بلیغ النظر ہو، زیادہ حاضر جواب ہو، زیادہ حاضر جواب ہو، اپنے وقت کے مسلّم پیشوا ہو، تم پر جو اعتراض کرتے ہیں وہ حاسد ہیں۔

حق پر استقامت | سہل بن مزاحم کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ کے قدموں پر بڑی آنکھوں نے گھٹنے ٹیک کر دیکھا اس کے بینے بڑے بڑے عہدوں کے ذریعے سے مجبور کئے گئے، مگر قبول نہ کیا، دو مرتبہ ابو حنیفہؒ نے حق کی خاطر جسمانی تکلیفیں برداشت کیں، اول بنو امیہ کے زمانے میں جب ابن ہبیرہ عامل کوفہ نے کوفہ کی قضاء کا عہدہ قبول کرنے پر ان سے اصرار کیا، انکار پر سو کوڑے لگوائے۔ روزانہ دس کوڑے پڑتے رہے گئے، ایک دن کوڑے

لگتے تھے اور بات بات پر جھوٹے سے معاملے کا سبب کسی سے پوچھتا تھا۔ مجھ کو یہی وجہ کے صدق کا خیال تھا کہ لوگوں سے زیادہ بدزبان تھا۔ جب روایت: احمد بن حنبلؒ اپنی مصیبت کے بعد جب ابو حنیفہؒ کی مصیبت کا ذکر کرتے رو دیتے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے۔ دوسری مرتبہ خلیفہ منصور نے اسی عہدہ کے قبول کے لئے بغداد بلایا اور اصرار کیا۔ ابو حنیفہؒ انکار کرتے رہے۔ خلیفہ نے قسم کھا کر کہا کہ کرنا ہوگا۔ انھوں نے انکار پر قسم کھائی۔ پھر بھی انکار کیا تو حاجب ربیع نے موقع پا کر کہا کہ ابو حنیفہؒ امیرالمومنین بار بار قسم کھاتے ہیں پھر بھی تم انکار کئے جاتے ہو۔ جواب دیا امیر المومنین کو قسم کا کفارہ دیدینا مجھ سے زیادہ آسان ہے۔ آخر منصور نے قید کا حکم دیدیا۔ دوران قید میں ایک دن بلا کر پھر فرمائش کی۔ انھوں نے کہا "اصلح اللہ امیر المومنین" خدا امیرالمومنین کا بھلا کرے۔ میں عہدۂ قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ منصور نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود امیرالمومنین نے میری تصدیق کر دی کہ مجھ کو جھوٹا کہا۔ اگر میں فی الواقع جھوٹا ہوں تو عہدۂ قضاء کے قابل نہیں، اور اگر سچا ہوں تو میں کہہ چکا کہ مجھ میں یہ صلاحیت نہیں۔ منصور نے یہ سنکر پھر قید خانے بھیجدیا۔ اسی قید خانہ میں چھ دن علیل رہ کر ۱۵۰ھ میں وفات پائی، ستر برس کی عمر تھی۔ ابن جریجؒ نے خبر وفات سنکر انا للہ پڑھی، اور کہا ای علم ذھب کیا علم اٹھ گیا۔

فقہ ابو حنیفہ اس کا بھی مستقل باب ہے۔

حدیث: "لا تقوم الساعة حتی یظهر العلم" کی تفسیر میں حسن بن سلیمان نے کہا ہے کہ وہ علم ابو حنیفہؒ کا علم ہے اور وہ شرح جو انھوں نے احادیث کی کی ہے۔ خلف بن ایوب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا، آپ سے صحابہؓ کو پہنچا یا صحابہؓ سے تابعینؒ کو، تابعینؒ کے بعد ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کو ملا، اس پر کوئی خوش ہو یا ناراض۔

ابن عیینہ کا قول ہے کہ میری آنکھ نے ابو حنیفہؒ کا مثل نہیں دیکھا۔

ایک موقع پر عبداللہ بن مبارک نے کہا ابو حنیفہؒ اللہ کی ایک نشانی (آیت) تھے۔ کسی نے کہا خیر کی یا شر کی؟ کہا خاموش، شر کے واسطے غایت اور خیر کے واسطے آیت کا لفظ استعمال

ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر یہ آیت پڑھی "وجعلنا ابن مریم وامه آیة"۔ ابن مبارکؒ کا یہ قول بھی ہے کہ کوئی شخص ابو حنیفہؒ سے زیادہ باوقار نہ تھا۔ ان کی شان متقیانہ تھی۔ ایک طرفہ خوبصورت خوش لباس تھے۔ ہم ایک روز جامع مسجد میں تھے ایک سانپ ابو حنیفہؒ کی گود میں آپڑا، لوگ ڈر کر بھاگ گئے۔ ان کو میں نے دیکھا کہ بدستور بیٹھے رہے۔ سانپ کو جھٹک کر پھینک دیا۔ ان کا یہ قول بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد ابو حنیفہؒ اور سفیانؒ کے ذریعے سے نہ کی ہوتی تو میں عام آدمیوں کی طرح ہوتا۔ لولا ان اللہ اعاننی بابی حنیفة و سفیان کنت کسائر الناس

عبداللہ بن مسعود کے پڑپوتے قاسم سے کسی نے کہا کیا تم ابو حنیفہؒ کے تلامذہ میں داخل ہونا پسند کرتے ہو؟ جواب دیا ان کی محفل سے زیادہ فیض رساں کوئی مجلس نہیں ہے۔ چلو تم بھی چل کر دیکھ لو، چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ گیا۔ مجلس میں بیٹھا تو وہیں کا ہو رہا اور کہا میں نے اس سے بہتر صحبت نہیں پائی۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ میں اوزاعی سے ملنے شام گیا۔ بیروت میں ان سے ملاقات ہوئی۔ مجھ سے کہا اے خراسانی کوفہ میں یہ کون بدعتی پیدا ہوا ہے؟ یہ سنکر میں مکان پر آیا۔ ابو حنیفہؒ کی کتابیں نکالیں، ان میں سے چیدہ چیدہ مسائل چھانٹ کر نکالے، اس میں تین دن لگ گئے۔ تیسرے روز ان کے پاس پہنچا، وہ مسجد کے موذن بھی تھے امام بھی۔ میرے ہاتھ میں کتاب دیکھ کر کہا یہ کیا ہے؟ میں نے ہاتھ بڑھا کر حوالہ کر دی۔ انھوں نے ایک مسئلہ پر نظر ڈالی جس پر لکھا تھا "قال النعمان"۔ اذان کہہ کر کھڑے کھڑے پہلا حصہ پڑھا۔ پھر کتاب آستین میں رکھ لی پھر تکبیر کہہ کر نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر کتاب نکالی اور سب پڑھ ڈالی۔ دیکھ کر کہا یہ نعمان بن ثابت کون ہیں؟ میں نے کہا ایک شیخ ہیں جن سے عراق میں ملاقات ہوئی تھی۔ کہا بڑی شان کے شیخ ہیں، جاؤ ان سے بہت فیض حاصل کرو۔ میں نے کہا یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن سے مجھ کو آپ نے روکا تھا۔

مسعر بن کدام کا قول ہے کوفہ میں صرف دو آدمیوں پر مجھ کو حسد (رشک) ہے۔ ابو حنیفہؒ پر ان کے فقہ کی وجہ سے اور حسن بن صالح پر ان کے زہد کی وجہ سے۔ ابراہیم بن زبرقان سے روایت ہے کہ ایک بار ہم مسعر بن کدام کے پاس بیٹھے تھے کہ ابو حنیفہؒ وہاں سے گزرے، تھوڑی دیر ٹھہر کر مسعر کو سلام کیا اور چلے گئے۔ کسی نے کہا ابو حنیفہؒ کس قدر جھگڑالو ہیں۔ یہ سن کر مسعر سنبھل کر بیٹھ گئے، اور کہا، سمجھ کر بات کرو، میں نے ابو حنیفہؒ کو جب کسی سے بحث کرتے دیکھا انہی کو غالب پایا۔

اسماعیل کا قول ہے کہ نعمان بھی کیا آدمی تھے، ان سے زیادہ کسی کو وہ حدیثیں یاد نہ تھیں جن میں فقہ ہے، اور ان سے زیادہ کسی نے کاوش کی تھی، نہ ان سے زیادہ حدیث کی فقہ کو کوئی جاننے والا تھا، انہوں نے حدیثیں حماد سے یاد کی تھیں، اور خوب یاد کی تھیں، اسی لئے خلفاء و امراء و وزراء نے ان کی عزت کی، جو شخص فقہ میں ان سے بحث کرتا اس کی جان مشکل میں پڑ جاتی۔ مسعر کا قول تھا کہ جو کوئی اپنے اور اللہ کے درمیان ابو حنیفہؒ کو واسطہ کرے گا، مجھ کو امید ہے کہ اس کو خوف نہ ہوگا، اور اس نے احتیاط کا حق ادا کر دیا ہوگا۔

عبدالرزاق کا بیان ہے کہ ہم معمر کے پاس تھے کہ ابن المبارک پہنچے، ان کے آنے پر معمر نے کہا، میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ پر ابو حنیفہؒ سے زیادہ معرفت کے ساتھ کلام کر سکے، یا ان سے زیادہ قیاس پر اور لوگوں کے لئے فقہ کی ... میں کھولنے پر قادر ہو، میں نے ان سے زیادہ کسی کو اس پر حاوی پایا کہ اللہ کے دین میں کوئی بات بے تحقیق داخل کریں۔ ابو جعفر (رازی) کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہ اور پارسا کسی کو نہیں دیکھا

فضیل بن عیاض کا قول ہے، ابو حنیفہؒ مرد فقیہ تھے، فقہ میں معروف، پارسائی میں مشہور، بڑے دولتمند ہر صادر و وارد کے ساتھ بہت سلوک کرنے والے شب و روز صبر کے ساتھ تعلیم میں مصروف رہتے، رات بھی گزر نے والے، خاموشی پسند کم سخن، جب کوئی مسئلہ حلال و حرام کا پیش آتا تو کلام کرتے، اور ہدایت کا حق ادا کر دیتے سلطان کے مال سے بھاگنے والے، ابن صباح نے ابن کرم کی حدیث

فضیل بن عیاض کا یہ قول اور زیادہ کیا ہے جس وقت کوئی مسئلہ ان کے سامنے آتا تو اس باب میں اگر کوئی صحیح حدیث ہوتی تو اس کی پیروی کرتے گو وہ صحابہؓ یا تابعین کی حدیث ہوتی ورنہ قیاس کرتے اور بہت اچھا قیاس کرتے۔

ابو یوسف کا قول ہے میں نے حدیث کے معنی یا حدیث کے فقہی نکات جاننے والا ابو حنیفہؒ سے زیادہ نہیں دیکھا ان کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے جس مسئلہ میں ابو حنیفہؒ سے مخالفت کی اور غور کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ ان کا مذہب آخرت کی نجات کے واسطے زیادہ کار آمد تھا، میں اکثر حدیث کی جانب جھکتا حالانکہ وہ حدیث صحیح میں مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے، ان کا یہ بھی قول تھا کہ میں ابو حنیفہؒ کے لئے اپنے باپ سے پہلے دعا کرتا ہوں۔

حماد بن زید کا قول ہے کہ میں نے حج کا ارادہ کیا اور ایوب کے پاس رخصت ہونے گیا، انہوں نے کہا میں نے سنا ہے کہ اہل کوفہ کے فقیہ، مرد صالح، یعنی ابو حنیفہؒ اس سال حج کو آئیں گے، جب ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا۔

ابو بکر بن عیاش کا قول ہے کہ سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا تو سفیان کے پاس ہم تعزیت کیلئے گئے، مجلس آدمیوں سے بھری ہوئی تھی، عبداللہ بن ادریس بھی وہاں تھے، اسی اثناء میں ابو حنیفہؒ مع ایک جماعت کے وہاں پہنچے، سفیان نے ان کو دیکھا تو اپنی جگہ خالی کی، کھڑے ہو کر ان سے معانقہ کیا، اپنی جگہ ان کو بٹھایا، خود سامنے بیٹھے، یہ دیکھ کر مجھ کو سخت غصہ آیا، ابن ادریس نے مجھ سے کہا، کمبخت دیکھتا ہیں، ہم یہاں تک بیٹھے رہے کہ آدمی متفرق ہو گئے تب میں نے سفیان سے کہا کہ اے ابو عبداللہ: آج آپ نے ایسا کام کیا جو مجھ کو برا معلوم ہوا، نیز ہمارے دوسرے ساتھیوں کو، پوچھا کیا بات، میں نے کہا آپ کے پاس ابو حنیفہؒ آئے ان کے لئے آپ کھڑے ہوئے اپنی جگہ بٹھایا، ان کے ادب میں مبالغہ کیا یہ ہم لوگوں کو ناپسند ہوا، کہا تم کو یہ کیوں ناپسند ہوا، وہ علم میں ذی مرتبہ شخص ہیں، اگر میں ان کے علم کے لئے نہ اٹھتا تو ان کے سن و سال کیلئے اٹھتا اور اگر ان کے سن و سال کے لئے نہ اٹھتا تو ان کی فقہ کے واسطے اٹھتا۔

اگر فقہ کے بارے میں تم ان کے قول کے واسطے تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ انھوں نے مجھ کو ایسا ساکت کیا کہ جواب نہ بن آیا۔

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں نے کسی محدث کو سفیان ثوریؒ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا ابو حنیفہؒ ان سے بھی زیادہ فقیہ تھے۔ یزید بن ہارون نے اس سوال کے جواب میں کہ دونوں میں کون زیادہ فقیہ ہے، کہا سفیان ثوری حفظِ حدیث میں بڑھے ہوئے ہیں، ابو حنیفہؒ فقہ میں۔ ایسا ہی ایک قول ابو عاصم نبیل کا ہے۔

ابن مبارک کا قول ہے کہ اگر حدیث معلوم ہو اور رائے کی ضرورت ہو تو مالکؒ، سفیانؒ اور ابو حنیفہؒ کی رائے لینی چاہیئے، ابو حنیفہؒ کی نظر زیرکی میں ان سے بہتر اور دقیق تر ہے، فقہ میں زیادہ گہری جاتی ہے، اور وہ ان تینوں میں زیادہ فقیہ ہیں۔ ان کان الاثر قد عرف واحتیج الی الرأی فرأی مالک وسفیان وابی حنیفة، وابو حنیفة احسنهم وادقهم فطنة واغوصهم علی الفقه وهو افقه الثلاثة۔

محمد بن بشر کا قول ہے کہ میں ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ دونوں کے پاس جاتا تھا، جب ابو حنیفہؒ کے پاس جاتا پوچھتے کہاں سے آئے، سفیان کا نام سن کر کہتے، تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر آج علقمہ اور اسود زندہ ہوتے تو سفیان کے محتاج ہوتے، جب سفیان سوال کے جواب میں سنتے کہ ابو حنیفہؒ کے پاس سے آیا ہوں، تو کہتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو روئے زمین پر سب سے زیادہ فقیہ ہے۔

عبداللہ بن داؤد الخریبی کا قول ہے، کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ نماز کے بعد ابو حنیفہؒ کے حق میں اُس حفاظت کے صلے میں جو انھوں نے سُنت اور فقہ کی کی ہے، دعائے خیر کریں۔

نضر بن شمیل کا قول ہے کہ لوگ علم فقہ سے غافل تھے، ابو حنیفہؒ کی عقدہ کشائی، تشریح و تلخیص نے چونکا دیا۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ میں نے یحییٰ القطان کو کہتے سنا، ہم اللہ کا نام لے کر جھوٹ نہ بولیں گے

ہم ابو حنیفہؒ کی رائے میں سے اکثر چیزیں اختیار کر لیتے ہیں، یہی ان کا قول یحییٰ بن معین نے نقل کیا ہے "ہم خدا کا نام لے کر جھوٹ نہ بولیں گے، ابو حنیفہؒ سے بہتر رائے ہم نے کسی کی نہیں پائی اور ہم نے ان کے اکثر قول اختیار کر لئے ہیں" یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان، فتوی میں کوفیوں کے قول کی جانب جاتے تھے اور کوفیوں کے اقوال میں سے ابو حنیفہ کا قول لیتے تھے، اور اُن کے معاصروں میں سے ان کی رائے کا اتباع کرتے تھے۔

امام شافعیؒ کے حسب ذیل اقوال فقہ حنفی کے متعلق نقل کئے ہیں۔

الناس عیال علی ابی حنیفة فی الفقه	لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں
ما رأیت افقه من ابی حنیفة۔	میں نے ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا۔

جو شخص فقہ میں متبحر ہونے کا ارادہ کرے وہ ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے۔

کان ابو حنیفة ممن وفق له الفقه۔	ابو حنیفہؒ ان لوگوں میں سے تھے جن کو فقہ میں حق کے ساتھ موافقت بخشی گئی ہے۔

جو شخص فقہ سیکھنا چاہے اس کو ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا ساتھ پکڑنا چاہیئے اس لئے کہ سارے لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ میرے نزدیک قراءت حمزہ کی قراءت ہے اور فقہ ابو حنیفہ کی فقہ ہے۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ میرا گمان تھا کہ دو چیزیں کوفہ کے پل کے اُدھر نہ جائیں گی مگر وہ آفاق پر چھا گئیں حمزہ کی قراءت اور ابو حنیفہؒ کی رائے۔

جعفر بن الربیع کا قول ہے، پانچ سال میں ابو حنیفہؒ کے پاس رہا ان سے زیادہ خاموش آدمی میں نے نہیں دیکھا، جب کوئی مسئلہ پیش آتا اس وقت کھلتے اور سیل دریا کی طرح اُبل پڑتے۔

حکم بن ہشام الثقفی سے کسی نے ابو حنیفہؒ کی نسبت رائے پوچھی تو انھوں نے کہا ابو حنیفہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے سے نہیں نکالتے تھے جب تک کہ وہ خود اسی دروازہ سے نہ نکل جاتے، جس سے وہ داخل ہوا تھا وہ بہت بڑے امین تھے، ہمارے سلطان نے چاہا کہ اُن کو

ہوا ہے کہ کفریات سے توبہ کرے ورنہ کی صورت میں تلوار کی دھمکی دی، انھوں نے دنیاوی عذاب کو مقابلہ اللہ کے عذاب کے پسند کیا۔

ابن مزاحم کا قول ہے ابوحنیفہؒ کے بارے ہے: اللهم من ضاق بنا صدره فان قلوبنا قد اتسعت له۔ اے اللہ جو لوگ ہماری طرف سے تنگ دل ہیں ہمارے دل ان کیلئے کشادہ ہیں۔"

حسن بن زیاد لؤلؤی کا قول ہے میں نے ابوحنیفہؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہمارا قول رائے ہے اور وہ ہماری قدرت کی بہترین صورت ہے، جو اس سے عمدہ بیان کرے وہ ہم سے زیادہ باصواب ہے

ربیعؒ کا قول ہے کہ ایک روز میں ابوحنیفہؒ کے پاس گیا تو وہ جھکائے ہوئے غور کر رہے تھے مجھ کو دیکھ کر کہا کہاں سے آئے، میں نے کہا: شریک کے پاس سے، یہ سنکر سر اٹھایا اور یہ شعر پڑھے

ان يحسدوني فاني غير لائمهم قبلي من الناس اهل الفضل قد حسدوا

فدام لي ولهم ما بي وما بهم ومات اكثرنا غيظاً بما يجد

اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو کریں میں ان کو ملامت نہیں کرنے کا، مجھ سے پہلے بھی لوگوں میں سے اہل فضل پر حسد کیا گیا ہے، وہ اپنے حال پر قائم رہیں، میں اپنے حال پر، ہم میں سے اکثر حالات پر غصہ کھا کر مر گئے ہیں، یہ بیان کرکے ربیع نے کہا میرا گمان ہے کہ شریک کی طرف سے کوئی بات ابوحنیفہؒ کے کان تک پہنچی تھی۔

ایک اور قول جو اس موقع کے مناسب ہے ہم تاریخ خطیب کے ایک دوسرے مقام سے (امام ابو یوسفؒ کے حالات میں سے) یہاں نقل کرتے ہیں۔

ایک روز وکیعؒ کی مجلس میں کسی نے کہا ابوحنیفہؒ نے خطا کی، وکیع نے کہا ابوحنیفہ کس طرح خطا کر سکتے ہیں حالانکہ ابو یوسف و زفر جیسے صاحب قیاس اور یحییٰ بن ابی زائدہ اور حفص بن غیاث اور حبان و مندل جیسے حفاظ حدیث اور قاسم بن معن سا لغت اور عربی کا جاننے والا اور داؤد طائی اور فضیل بن عیاض جیسے زاہد و پارسا ان کے ساتھ ہیں جسکے ایسے ہمنشین ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا اگر کبھی غلطی کر جائے تو یہ اسکو جیسی رد کر دینگے۔

ج ۱۳ | ۴۴ صفحات پر مناقب بیان کرنے کے بعد خطیب نے وہ اقوال لکھے ہیں جو امام صاحب کے خلاف کہے گئے ہیں، ان اقوال کو نقل کرنے سے پہلے خطیب نے یہ تمہید بیان کی ہے۔

والمحفوظ عند نقلة الحديث عن الائمة المتقدمين وهؤلاء المذكورين منهم في ابي حنيفة خلاف ذلك، وكلامهم فيه كثير لامور شنيعة حفظت عليه، متعلق بعضها باصول الديانات، وبعضها بالفروع، نحن ذاكروها بمشيئة الله ومعتذرون الى من وقف عليها وكره سماعها بان ابا حنيفة عندنا مع جلالة قدره اسوة غيره من العلماء الذين دوّنا ذكرهم في هذا الكتاب، واوردنا اخبارهم وحكينا اقوال الناس فيهم على تباينها والله الموفق للصواب۔

"ناقلانِ حدیث کے یہاں ائمہ مذکورین کے ایسے اقوال بھی ابوحنیفہؒ کے متعلق محفوظ ہیں جو بیان بالا کے خلاف ہیں، اور انھوں نے ان کی بابت کلام بہت کیا ہے، اس کلام کے باعث وہ امور شنیعہ ہیں جو ان کے متعلق محفوظ ہیں، ان میں سے بعض تو اصول دین کے متعلق ہیں، بعض فروع کے متعلق، ہم انشاء اللہ ان کا ذکر کرینگے، جو لوگ اس کو سن کر ناپسند کریں ان سے ہم معذرت کرتے ہیں کہ ہم ابوحنیفہؒ کی جلالت قدر کے قائل ہیں تاہم ان کو اس بارہ میں دوسرے علماء کی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کے خلاف جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کو بھی ہم بیان کردیں، جیسا کہ ہم نے دوسرے علماء کے ذکر میں کیا ہے۔"

اس تمہید کے بعد اقوال خلاف بیان کئے گئے ہیں جو ۵۵ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

یہ امور شنیعہ جیساکہ خود خطیب نے بیان کیا ہے بعض تو ان میں سے عقائد کے متعلق ہیں، بعض فروع کے متعلق۔

عقائد کے متعلق حسب ذیل اقوال ہیں۔

یہودی، مشرک، زندیق، دہری، صاحب ہوا، ان سے کفر سے دوبار توبہ کرائی گئی، مرجیہ

نہیں بلکہ قرآن کے قائل صاحب ابوحنیفہ کا مسلک مشہور ہی ہوا۔

قرآن کے خلق حسب ذیل اقوال ہیں

مرواج سے منعل نقیہ کرنا زنا کا حلال کر دینا سود کا حلال کر دینا خونریزی حلال

کر دی بنسبس کی کساد بازاری کی سعی کی ہے۔

یہ وہ ہے کہ جرحیں سب کی سب غیر معتبر اور غیر متیقن اسباب ہیں ان کے راویوں کی

عدالت کی توثیق خطیب نے نہیں کی ہے، یہ دونوں امر معتبر مانع ہیں۔

جرحوں پر تحقیقی نظر | اب سب ہوگا کہ امام صاحب پر جو جرحیں کی گئی ہیں اس موقع پر ایک تحقیقی نظر

ان پر ڈالی جائے۔ بحث کے دو پہلو ہو سکتے ہیں نقلی و عقلی نقلی بحث یہ ہے کہ خود خطیب ان

جرحوں کی ذمہ داری لیتے پرتیار نہیں، چنانچہ ان کے نقل کرنے سے پہلے جو تمہید لکھی ہے وہ اس

کی شاہد ہے، جرحیں نقل کرنے کی معذرت یہ کی ہے کہ چونکہ وہ روایت کی گئی ہیں اور تمام علماء

کے متعلق وہ موافق و مخالف امور کی نقل کرتے آئے ہیں، اس لئے ان اقوال کو بھی نقل کرتے

ہیں، اسی کے ساتھ امام صاحب کی جلالت قدر کو مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر مذکورہ بالا جرحوں میں

سے فرد ہا فرد کے متعلق ایک جرح بھی ان کے نزدیک ثابت ہوتی تو جلالت قدر درکنار امام

صاحب کی قدر بھی ان کے دل میں نہ ہونی چاہئے تھی اس کے علاوہ جرحیں نقل کرنے کے ساتھ

ساتھ جابجا ان کے تردیدی قول بھی نقل کرتے جاتے ہیں۔ حالانکہ جرح میں تعدیل کے ذکر

کا موقع نہ تھا کیونکہ باب تعدیل و مناقب ختم ہو چکا تھا، مثلاً خلق قرآن کے عقیدہ کے روایت

بیان کرنے کے بعد امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے۔ لم یصح عندنا ان ابا حنیفۃ کان

یقول القرآن مخلوق ہمارے نزدیک یہ قول صحیح نہیں کہ ابوحنیفہؒ قرآن کے مخلوق ہونے

کے قائل تھے اس کے بعد ابوسلیمان جوزجانی اور معلی بن منصور کا قول نقل کیا ہے، ما تکلم

ابوحنیفۃ ولا ابویوسف ولا زفر ولا محمد ولا احد من اصحابھم فی القرآن وانما تکلم

فی القرآن بشر المریسی وابن ابی دؤاد فھؤلاء شانوا اصحاب ابی حنیفۃ ان دونوں کا قول

ہے کہ ابوحنیفہ نے ابویوسف نے زفر نے محمد نے اور کسی نے ان میں سے قرآن میں کلام کیا ہے

واقعہ یہ ہے کہ بشر مریسی اور ابن ابی دؤاد نے کلام کیا ہے، اور اصحاب ابوحنیفہ کو بدنام

خود امام صاحب کا ایک قول نقل کیا ہے، ایک بار عبداللہ بن المبارک ابوحنیفہ کے پاس گئے،

پوچھا کہ تم لوگوں میں یہ کیا چرچا ہو رہا ہے، جواب دیا ایک شخص جہم نامی کا چرچا ہے، پوچھا کیا کہتا ہے

کہا کہتا ہے، القرآن مخلوق انھوں نے سنکر یہ آیت پڑھی، کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم

ان یقولون الا کذبا

جنت اور نار کے غیر موجود ہونے کی جرح نقل کر کے خطیب کہتے ہیں کہ قول بالا سے معلوم

ہوتا ہے کہ خود راوی ابو مطیع اس کا قائل تھا ابوحنیفہؒ نہ تھے۔

امام احمد بن حنبل کی طرف جو جرح امام صاحب کے کذاب ہونے کی منسوب ہے اس کو نقل کر کے

لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ کیا ابوحنیفہؒ ثقہ ہیں، قال نعم ثقۃ ثقۃ، کہا ہاں ثقہ

ہیں ثقہ ہیں، دوسرا قول ان کا یہ نقل کیا ہے کان ابوحنیفۃ ثقۃ لا یحدث بالحدیث الا

بما یحفظ ولا یحدث بما لا یحفظ ابوحنیفہ ثقہ تھے، وہی حدیث روایت کرتے جو ان کو بخوبی یاد

ہوتی اور جو بخوبی یاد نہ ہوتی اس کو روایت نہ کرتے۔

ان مراتب پر غور کرنے کے بعد صرف یہی رائے قائم ہو سکتی ہے کہ خطیب نے مخالف اقوال

نقل کرنے میں اپنا مورخانہ فرض ادا کیا ہے، خود ان کے وہ قائل نہ تھے، یا یہ کہئے کہ وہ خود ان کی رائے

نہ تھی۔

اس کے بعد ہم اصول حدیث کی مستند کتابوں سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں، کتاب المغنی

الشیخ علامہ پٹنی صاحب مجمع البحار کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو، جو جرح بالا کا جواب شافی ہے،

لہ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں امام ابوحنیفہؒ کی حدیث نقل کی ہے (ملاحظہ ہو مسند جلد ج ۵ ص ۳۵) اور امام احمد

نے اپنی مسند کو ضعیف احادیث سے پاک کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ ان کو کذاب سمجھتے تو ان کی حدیث کیوں نقل کرتے ۱۲ محمد عبدالصمد صارم سید نعمانی

یہ واضح رہے کہ یہ نیز بعد کے آنے والے جوابات کسی حنفی کے لکھے ہوئے نہیں، سب غیر حنفیوں[1] کے ہیں، ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"امام ابو حنیفہؒ کی طرف ایسے اقوال منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کی شان بالاتر ہے، وہ اقوال خلق قرآن، قدر، ارجاء وغیرہ ہیں، ہم کو ضرورت نہیں کہ ان اقوال کے منسوب کرنے والوں کے نام لیں، یہ ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا دامن ان سے پاک تھا، اللہ تعالیٰ کا ان کو ایسی شہرت کا دینا جو سارے آفاق میں پھیل گئی، اور جس سے روئے زمین کو ڈھک لیا، اور ان کے مذہب اور فقہ کا خوب عام ہونا ان کی پاکدامنی کی دلیل ہے، اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا سرِ خفی نہ ہوتا، نصف[2] یا اس کے قریب اسلام ان کی تقلید کے جھنڈے کے نیچے نہ ہوتا، یہاں تک کہ ہمارے زمانے تک جس کو ساڑھے[3] چار سو برس ہو چکے، معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نے بجائے تسعمائۃ کے اربعمائۃ کر دیا ہے، ان کے فقہ کے مطابق اللہ کی عبادت ہوتی ہے، اور ان کی رائے پر عمل ہوتا ہے، اس میں اس کی صحت کی اعلیٰ درجے کی دلیل ہے، اور ابو جعفر طحاوی نے (جو ان کے مذہب کے سب سے زیادہ معلومات والوں میں ہیں) ایک کتاب مسمی بہ "عقیدۃ ابو حنیفہ" لکھی ہے یہی عقیدہ اہل السنت کا ہے، وفاکسار شروانی کہتا ہے کہ عقائد نسفی بھی اس کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہے، جو آج عقائد کی دار طلبہ کتاب ہے)، اس میں کوئی عقیدہ ان عقیدوں میں سے موجود نہیں جو ابو حنیفہ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں، طحاوی نے اس کا سبب بھی لکھا ہے کہ کیوں وہ قول ان کی طرف منسوب کئے گئے، ہم کو ان کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ ابو حنیفہؒ کی شان کا آدمی، اور ان کا مرتبہ جو اسلام میں ہے، اس کا محتاج نہیں کہ

[1] یہ واضح رہے کہ صاحب مجمع البحار گو خود حنفی ہیں، لیکن جو عبارت انہوں نے نقل کی ہے وہ محدث ابن الاثیر جزری شافعی کی مشہور کتاب جامع الاصول کی ہے ۱۲ نعمانی۔ شیخ موصوف نے یہی عبارت مجمع البحار کے خاتمے میں بھی نقل کی ہے ۱۲

[2] ملا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح میں اپنے زمانے کے (یعنی گیارہویں صدی کے) حنفیوں کا اندازہ زیادہ روم اور ماوراء النہر و ہندوستان کے کل اہل اسلام میں دو ثلث ہونے کا کیا ہے، اور یہ قرین قیاس ہے، (دیکھو کتاب مذکور کا میرے یہاں کا قلمی نسخہ ورق ۲۳ صفحہ دوم) (نیز مرقاۃ المفاتیح جلد اول ص ۲۳ مطبوعہ مصر۔ ناشر)

[3] کاپی نویس کی غلطی نہیں شروانی صاحب نے اس کو ظاہر بیٹی کی عبارت سمجھا اس سے غلط فہمی ہوئی۔ یہ ابن الاثیر جزری کے الفاظ ہیں جن کی وفات ۶۰۶ ہجری میں ہوتی ہے اس لئے ان کے زمانہ تک امام صاحب کی وفات کو ساڑھے چار سو برس گزر چکے تھے ۔ نعمانی

ان کی طرف سے کوئی معذرت کیجائے ۔ (دیکھو مسمی ص ۴۲ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی، حاشیہ تقریب التہذیب)

خیالِ بالا کی تائید خود خطیب نے بھی کی ہے، وہ اپنی اصولِ حدیث کی کتاب "الکفایہ فی علم الروایۃ" میں جرح کے قاعدہ کے تحت امام مالک بن انس و امام سفیان ثوریؒ سے شروع کر کے یحییٰ بن معین تک ایک طبقہ قائم کرتے ہیں، اس کے بعد لکھتے ہیں: "اور جو اصحاب بلندیِ ذکر، استقامتِ حال، اور صداقت کی شہرت اور بصیرت و فہم میں اصحابِ بالا کی مثل ہوں اُن کی عدالت کی بابت سوال نہیں کیا جا سکتا۔" اسی سلسلے میں یہ روایت لکھی ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے اسحٰق بن راہویہ کی بابت سوال کیا گیا تو جواب میں کہا کہ کیا اسحٰق بن راہویہ کی شان کے آدمی کی نسبت سوال کیا جا سکتا ہے۔ یہاں ایک قول یحییٰ بن معین کا ابو عبید کے بارہ میں روایت کیا ہے، (دیکھو الکفایہ فی علم الروایہ ص ۸۷ میرے کتب خانے کا قلمی نسخہ) کتاب مذکور میں خطیب نے یہ روایت کر کے کہ جرح وہی مقبول ہوگی جو مشرح ہو لکھا ہے کہ یہی قول ہمارے نزدیک صحیح ہے، اور یہی مذہب حفاظِ حدیث میں اماموں کا ہے، یہ کہہ کر امام بخاری و امام مسلمؒ وغیرہما کے احتجاج کی مثالیں دی ہیں (دیکھو الکفایہ ص ۱۰۸)۔

اب اس قاعدے کی کسوٹی پر اگر ان جرحوں کو پرکھیں گے جو خطیب نے تاریخ میں امام اعظمؒ کے متعلق غیر مشرح نقل کی ہیں تو صاف عیاں ہو جائے گا کہ وہ خود ان کے نزدیک قابل قبول نہیں، اس لئے کہ جب اس طبقے کی عدالت سوال سے بالاتر ہے جس میں اسحٰق بن راہویہ ہیں تو امام صاحبؒ کی عدالت تو اس سے بدرجہا بالاتر ہے۔ جب اسحٰق بن راہویہ کی شان کے آدمی کی نسبت بقول امام احمد بن حنبلؒ سوال نہیں کیا جا سکتا ہے تو امام اعظمؒ کی شان تو اس سے بہت زیادہ ارفع ہے۔

شیخ الاسلام سبکی نے کتاب طبقات الشافعیہ میں ایک لطیف بحث جرح و تعدیل کے متعلق لکھی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"جرح و تعدیل کا ایک ضروری، مفید قاعدہ — ہمارے نزدیک قولِ صواب یہ ہے کہ جس کی امامت و عدالت ثابت ہو، اور جس کی تعدیل و تزکیہ کرنے والے بہت ہوں، جرح کرنے والے نادر ہوں اور اس بات کا

دوسرے جو کہ سبب جرح تعصب و مذہبی دشمنی ہو تو وہ جرح قطعاً ساقط ہے۔ چنانچہ تعدیل تو ہیں گے وہ
امر یہ ہے کہ علماء جیسے امام احمد کو تعدیل پر سبقت بالاطلاق حاصل کر سکیں تو کوئی امام مذ
دین میں سے ایسا نہ رہے گا اس لئے کہ کوئی امام ایسا نہیں جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا
ہو اور بہت سے اس کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں وہ لوگ ذہب ہوتے ہیں۔ ابن عبد البر کہتے ہیں: صحیح اس معاملے
میں یہ ہے کہ جس شخص کی عدالت اور علم میں اس کی امامت اور علم کی جانب توجہ ثابت ہو اس کے
متعلق ہم کسی کے قول کو قابل التفات نہ کریں گے۔ مگر اس صورت میں کہ جارح عادل ہو اور جرح قانون شہادت
کے مطابق مستند ہو۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ سلف میں بعض کا کلام بعض پر رہا ہے۔ بعض حالتوں میں
وہ تعصب و حسد پر مبنی ہے بعض صورتوں میں تاویل و اختلاف اجتہاد اس کا باعث ہوا ہے جس پر
نسبت کلام کیا جاتا ہے وہ اس سے پاک ہوتا ہے۔ منشا یہ ہے کہ تاویل و اجتہاد کی بنیاد پر ایک نے
دوسرے پر تلوار چلوا دی ہے۔

اس کے بعد ابن عبد البر نے معاصرین کی جماعت کے ایک دوسرے کی نسبت کلام کرنے کا ذکر کیا
ہے۔ اور کہا ہے کہ اسکی طرف التفات نہ کیا جائے۔ اسی بحث میں یحییٰ بن معین کی جرح کا ذکر آتا
ہے جو امام شافعیؒ پر ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ ابن معین کے لئے ناپسندیدہ اور عیب تھا۔ اسی سلسلے
میں یحییٰ بن معین کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے: "هو لا يعرف الشافعي ولا
يعرف ما يقوله الشافعي ومن جهل شيئاً عاداه" ابن معین شافعیؒ کو جانتے ہیں اور نہ
شافعیؒ کے کلام کو سمجھتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ انسان جو نہیں سمجھتا اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔ آگے
جا کر لکھتے ہیں کہ کسی نے ابن مبارک سے کہا کہ فلاں شخص ابو حنیفہؒ پر اعتراض کرتا ہے۔ تو آپ نے
یہ شعر پڑھا۔

حسدوك ان رأوك فضلك الله بما فضلت به النجباء

لوگوں نے یہ دیکھ کر تجھ سے حسد کیا کہ خدا نے تجھ کو وہ بزرگی دی جو شرفا کو ہوتی ہے

دوسرا وہ اصول ہے جس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ چنانچہ ان کا قول ہے کہ جرح جب تک مفسر نہ ہو

مقبول نہ ہوگی۔ شیخ الاسلام تاج الدین سبکی نے طبقات میں ... یہ بات بالکل واضح کر
دی ہے کہ عرض مسلمین جرح میں جرح الذی وقعت علی شعرہم ... میں ابن
دقیق العید والحکام مسلمانوں کی مرتبہ جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے جس کے کنارے
ذوی علم کھڑے ہوتے ہیں ایک محدث اور دوسرے حاکم۔ جانئے پس دو اصول ہیں جن کو ہم بیان کرتے
ہیں کہ جب تک ان کے خلاف قطعی یقین نہ ہو جائے۔ ایک اصول اس امام مجروح کی عدالت ہے
جس کی عظمت قائم ہو چکی ہے۔ دوسرا اصول جارح کی عدالت جو جرح کرتا ہے۔ البتہ ایسے امام کی جرح
کی جانب توجہ نہیں کی جائے گی۔ اس طرح سے وہ مجروح کیا جائے گا اس قاعدے کو یاد رکھو کہ بہت ضروری
قاعدہ ہے۔ دیکھو طبقات شافعیہ علامہ سبکی جزو اول مطبوعہ مصر مطبع حسینیہ صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹۔

امام سبکی کے اس مذکور قاعدے کی تائید امام نوویؒ نے بھی اپنے رسالہ اصول حدیث التقریب
کی نوع الثالث والعشرین میں کی ہے۔

حافظ ابن صلاح نے لکھا ہے۔

"جس شخص کی عدالت اہل نقل یا اس کی مثال اہل علم میں مشہور ہو اس کے ثقہ اور امین ہونے کی
خوبی عام ہو تو اس کی عدالت پر کسی کی شہادت کی ضرورت نہیں۔ یہی مذہب صحیح شافعی کا ہے،
اور یہی رائے علمائے اصول فقہ میں معتمد ہے۔ خطیب نے بھی اس کی تصریح کی ہے اور
ایسے بزرگوں کی مثال میں مالک، شعبہ، سفیان، ... ان اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ احمد بن
حنبل، یحییٰ بن معین، اور ان کے ہم رتبہ لوگ ہیں۔ ان لوگوں کی عدالت سے سوال کیا جا سکتا
ان کا حال مخفی ہو۔ ... یہی جرح وہ معتبر ہے جس میں سبب جرح ہو ... نقل کیجئے
اس کا سبب بیان کیا گیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اس میں مختلف خیال ہو ... کوئی بات جرح
ہے اور کوئی نہیں۔ ان میں سے کوئی شخص کسی وجہ کی بنا پر جرح کر دیتا ہے جس کا وہ معتقد ہوتا ہے،
حالانکہ فی الواقع وہ وجہ جرح نہیں ہوتی۔ پس لازم ہے کہ سبب جرح بیان کیا جائے، تاکہ دیکھا جا سکے کہ آیا
وہ جرح ہے بھی یا نہیں۔ یہ مسئلہ جو اصول فقہ اور اصول حدیث میں مسلم ہے

خطیب سے کہا ہے کہ یہی مذہب حفاظ حدیث میں اماموں کا ہے، جیسے کہ بخاری و مسلم وغیرہما
اسی لئے بخاری نے ایسی ایک جماعت سے روایت کی ہے جس پر ان سے قبل جرح ہو چکی تھی، مثلاً
عکرمہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی مثل مسلم و ابوداؤد کے ہے، یہی (مقدمہ ابن صلاح ص ...)

اصول مذکورہ بالا کی بنیاد پر ائمہ رجال نے اپنی کتابوں میں امام اعظمؒ کے متعلق جرح کو غیر مقبول قرار دے کر اس کا نقل کرنا بالکل متروک کر دیا ہے، چنانچہ ذیل کے مستند ائمہ رجال کی کتابیں اس کی شاہد ہیں۔

۱۔ امام ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں امام اعظمؒ کے صرف حالات و مناقب لکھے ہیں، جرح ایک بھی نہیں لکھی، جو مختصر مناقب موضوع کتاب کے مطابق لکھ سکے ان کو لکھ کر کہتے ہیں کہ میں نے امام اعظمؒ کے مناقب میں ایک کتاب جداگانہ لکھی ہے

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب میں جرح نقل نہیں کی، حالات و مناقب لکھنے کے بعد ختم کلام اس دعا پر کیا ہے، "مناقب ابی حنیفۃ کثیرۃ جداً فرضی اللہ عنہ واسکنہ الفردوس، آمین۔" امام ابوحنیفہؒ کے مناقب بہت کثرت سے ہیں "ان کی جزا میں اللہ ان سے راضی ہو اور فردوس میں ان کو مقام بخشے۔ آمین۔"

۳۔ امام موصوفؒ نے تقریب التہذیب میں بھی کوئی جرح نقل نہیں کی۔

۴۔ حافظ صفی الدین خزرجی نے خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال میں صرف مناقب لکھے ہیں جرح کا ذکر نہیں، امام صاحب کو امام العراق و فقیہ الامۃ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ واضح ہو کہ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال کے مطالب چار کتابوں کے مطالب ہیں، خود خلاصہ، تذہیب امام ذہبیؒ، تہذیب الکمال امام ابوالحجاج المزی، اور الکمال فی اسماء الرجال امام عبدالغنی المقدسیؒ۔ اس طرح یہ مسلک جرح و تعدیل کے چار اماموں کا متفقہ مسلک ہے۔

کتاب الکمال کی بابت حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب کے خطبے میں لکھتے ہیں کتاب الکمال فی اسماء الرجال ... من اجل المصنفات فی معرفۃ حملۃ الآثار وضعاً واعظم المؤلفات

فی بصائر ذوی الالباب وقعاً، خطبے کے آخر میں مؤلف الکمال کی بابت لکھا ہے: هو واللہ لعدیم النظیر المطلع النحریر۔

۵۔ تہذیب الاسماء واللغات میں امام نوویؒ نے سات صفحے امام صاحبؒ کے حالات میں لکھے ہیں، جن کا اکثر حصہ تاریخ خطیب بغدادی سے ماخوذ ہے، صرف مناقب لکھے ہیں، جرح کا ایک لفظ نقل نہیں کیا۔

۶۔ مرآۃ الجنان میں امام یافعی شافعی نے امام صاحبؒ کے حالات میں جرح نہیں لکھی، حالانکہ تاریخ خطیب کے حوالے متعدد دیئے ہیں، اس سے صاف واضح ہے کہ خطیب کی منقولات ان کی نظر میں ثابت نہ تھیں۔

۷۔ فقیہ ابن العماد الحنبلی نے اپنی کتاب شذرات الذہب میں صرف حالات و مناقب لکھے ہیں، جرح نقل نہیں کی۔

خلاصہ مذکورہ بالا مستند پندرہ کتابوں کے، (جن میں سے پانچ اصول حدیث کی ہیں، اور دس رجال کی) بیان سے صاف واضح ہے کہ جن اماموں کی عدالت اور جلالت مرتبہ اہل علم و اہل نقل کے نزدیک ثابت ہے، ان کے مقابلے میں کوئی جرح مقبول و مسموع نہیں، ایسے ائمہ کا جو طبقہ مثلاً پیش کیا گیا ہے وہ امام مالکؒ سے لے کر امام اسحٰق بن راہویہؒ تک ممتد ہے، اصول حدیث کے فیصلے کا ماخذ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ، حافظ ابن عبدالبرؒ، و شیخ الاسلام ابن دقیق العیدؒ کے اقوال ہیں، یہ بھی تصریح ہے کہ یہی مذہب و مسلک فن اصول فقہ میں معتمد اور اہل حدیث و حفاظ حدیث کا مقبول عام مذہب ہے، اسی اصول کے اثر سے متاخرین ائمہ رجال نے امام اعظمؒ کے متعلق جرح کا ذکر اپنی کتابوں میں بالکل متروک کر دیا۔

ما بہ اس قدر بحث نقلی پہلو کے اثبات کے لئے کافی ہے، نقلی بحث کے بعد عقلی مؤرخانہ بحث ملاحظہ ہو۔

تم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ امام صاحبؒ کے متعلق خطیب بغدادی نے جس قدر جرحیں نقل کی ہیں ان کا مآل کار خود ان کے قول کے مطابق صرف دو پہلو ہیں۔ اصول دین کے متعلق یا دو جرحیں متعلق ان جرحوں کا وزن و اثر آپ نقلی بحث میں پڑھ چکے ہیں۔ امام صاحبؒ کے جو حالات و واقعات زندگی خطیب نے نقل کئے ہیں ان کی نسبت کسی کی جرح نقل ہی نہیں کی۔ لہٰذا وہ واقعات و حالات بجائے خود قائم ہیں کسی تاریخی ہستی کی نسبت رائے قائم کرنے کی مضبوط ترین بنیاد اس کے واقعات و حالات ہوتے ہیں۔ اسی اصول پر ہم یہاں بحث کرتے ہیں۔

امام صاحبؒ کے جو حالات خطیب نے لکھے ہیں، ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاصرین میں بہت سے اوصاف کے لحاظ سے فائق تھے، سب سے بڑا شرف ان کی تابعیت تھی، اس کے بعد ان کی وہ عقل و فہم تھی جو قدرت نے ان میں مہمات دین حل کرنے اور نکاتِ شریعت سمجھنے کی ودیعت کی تھی۔ دیکھو خطیب نے ان کی "وفورِ عقل، تیز فہمی و باریک نظری" کے بیان کے لئے جدا گانہ باب قائم کیا ہے، علی بن عاصم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ابوحنیفہؒ کی عقل نصف اہل دنیا کی عقل سے تولی جائے تو بھی ان کا پلہ بھاری رہتا۔ خارجہ ابو مصعب ایک ہزار عالموں سے مل کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان میں جو تین یا چار عاقل تھے ان میں ایک ابوحنیفہؒ تھے، یزید بن ہارون بہت سے انسانوں کو دیکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے زیادہ عاقل کوئی نہیں پایا۔ اوپر تم سن چکے کہ امام اعمش نے ان کی تیز نظری کا اعتراف کیا تھا۔ ان کے کاروبارِ تجارت کا دائرہ بہت وسیع تھا، اس سلسلہ میں ان کی امانت، حوصلہ، حسنِ معاملہ، تدبیر، وغیرہ اوصافِ تاجرانہ کی تصدیق واقعات کرتے ہیں۔ "حسنِ معاملہ" کا باب مستقل خطیب نے قائم کیا ہے، خشیتِ الٰہی ثابت ہے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ پارسا، عابد ہونا ان کا مسلم ہے۔ حسنِ معاشرت، پاکیزہ صحبت، جود و سخاوت، بلند نظری، اولوالعزمی، مخلوق کی ہمدردی و غمخواری، اظہارِ حق میں جرات، سلاطین کی عطایا سے بے نیازی، علم و علماء کی بے حد عزت و عظیم، اور اسی خدمت کی بدولت اپنے استاد امام وقت حماد بن ابی سلیمان کی نظر میں اولاد سے زیادہ عزیز ہونا، یہ وہ اوصاف ہیں جن میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ انہی اوصاف کے اجتماع نے ان کو معاصرین کے طبقے

میں بہت محسد کر دیا تھا اس کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ وہ محسود الخلائق تھے، اور یہاں کی محسودیت اس درجے پر پہنچ گئی تھی کہ ان کے حالات میں اس کا ذکر نمایاں و مستقل ہے، قیس بن الربیع ان کے ذکر میں کہتے ہیں، کان ابوحنیفۃ رجلاً ورعاً فقیہاً محسوداً، ابوحنیفہ مرد پارسا فقیہ و محسود تھے۔ تم حضرت ابن المبارک کا پڑھا ہوا شعر امام سبکی کے بیان میں پڑھ چکے، جس میں معترض کے اعتراض کا منشا حسد ظاہر فرمایا ہے خود امام صاحبؒ نے جو شعر پڑھے تھے وہ شاہد ہیں کہ ان کے پاکیزہ قلب میں حاسدین کے حسد کا صدمہ تھا، حسن بن عمارہ کا قول ہے کہ لوگ ابوحنیفہؒ کی نسبت جو کلام کرتے ہیں، ان کا منشا حسد ہے، تفقہ میں ان کی فضیلت مسلم تھی، حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے حسن بن عمارہ کا وہ قول نقل فرمایا ہے، جو وہ امام صاحبؒ کی رکاب تھامے ہوئے کھڑے کہتے تھے، اس میں یہ بھی تھا کہ تم سے زیادہ بلیغ کلام فقہ میں کسی نے نہیں کیا، امام شافعیؒ کے قول اس بارہ میں آپ پڑھ چکے، امام محمد بن حسن کے حالات میں امام احمد بن حنبلؒ کا اعتراف پڑھ چکے کہ دقتِ نظر امام محمد نے حاصل کی۔

ان اوصاف کا دوگونہ نتیجہ امام صاحبؒ کی احکام شرعیہ کی تحقیق اور ان کا اجتہاد معاصرین کی فہم سے بالاتر ثابت ہوا، فہم کی نارسائی باعث ہوئی اختلاف کا، اختلاف نے جرح کا رنگ اختیار کیا، اسی پر مبنی ہے وہ جرح جو اہلِ حق نے امام صاحبؒ کے متعلق اصولِ دین و فروع کی بنیاد پر کی ہے، تم اوپر اصولِ حدیث کا مسلمہ قاعدہ پڑھ چکے کہ خلاف اجتہاد جس جرح کا منشاء ہو وہ جرح نامقبول ہے، امام احمد بن حنبلؒ نے فیصلہ فرما دیا "دعو هذا الشغب"۔

دوسرا اثر حسد کے رنگ میں نمایاں ہوا، اصولِ حدیث نے دوسرا فیصلہ یہ صادر کیا کہ جو جرح حسد کے اثر سے ہو وہ بھی غیر مسموع ہے۔

نظر کو وسیع تر کیجئے کہ کیا امتِ مرحومہ کا سوادِ اعظم، جس کی تعداد کا اندازہ نصف یا دو ثلث اہل اسلام کیا گیا ہے، ایک بے سود، فریق یا اشتراک کے تابع ہو گئی اور اپنی دنیا و آخرت کو اس کے دامن سے باندھ دیا

ف امام محمد بن حسن شیبانیؒ کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ (حاشیہ)

اگر معاذ اللہ ایسا ہوتا تو خود اسلام کے زیرِ کلام رہا ہوتا۔

کوئی فہمِ سلیم جو نارسائی یا حسد سے مکدر نہ ہو، کبھی باور نہ کرے گی کہ ہزاروں علمائے ربانی اس ڈیڑھ ہزار برس کے زمانے میں امتِ مرحومہ میں اس تعلیم کے اثر سے پھیلے جو ایک ایسے شخص کے دل و دماغ سے نکل جس کے یہ اوصاف بیان کیے جاتے ہیں، جو دائم باربار ان کے امادہ سے تحاشی کرتا ہے، علمائے ربانی سے بڑھ کر گروہ کا گروہ اولیائے کرام تعلیم بالا پر عمل کر کے مراتبِ قرب پر فائز ہوئے، ولایت کے دو بڑے سلسلوں چشتی اور نقشبندی کے اکابر مذہب حنفی رکھتے تھے۔

سب سے بالاتر یہ بحث ہے کہ امام محمدؒ سے لے کر علامہ ابن عابدینؒ تک فقہا کی ہزاروں کتابیں فروعِ حنفی میں اور امام طحاویؒ، امام نسفیؒ وغیرہما کی تصانیف عقائد میں حاضر ہیں۔ ان کی بنیاد پر ثابت کیا جائے کہ جو عقائد و مسائل مجروحہ امام صاحبؒ کی جانب منسوب کیے گئے ہیں وہ کہاں ہیں؟ آج کروڑوں حنفی مختلف ممالک میں موجود ہیں ان میں سے کوئی خلقِ قرآن، ارجاء وغیرہ عقائد یا متعت زنا وغیرہ مسائلِ فروعی کا قائل ہے؟ جواب یہی ہے کہ ایک بھی نہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ بنیادِ جرح یا غلط فہمی ہے یا حسد، اور ان دونوں بنیادوں پر جو عمارت قائم ہوگی ظاہر ہے وہ قائم و دیرپا نہیں رہ سکتی تھی، چنانچہ یہی ہوا، سوءِ فہم اور حسد کے غبار کے چھٹ جانے کے بعد اصولِ حدیث و علمِ رجال دونوں نے بالاتفاق ان جرحوں کے بے اصل اور غیر مقبول ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا۔

فقہ حنفی کی تاریخی حقیقت

موقع ہے کہ اس سلسلے میں فقہ حنفی کی تاریخی حقیقت سے بھی بحث کی جائے، آپ نے اوپر خلف بن ایوب کا قول پڑھا کہ اللہ تعالیٰ سے علم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا، حضرت سید المرسلینؐ سے صحابۂ کرام کو، صحابۂ کرام سے تابعین کو تابعین سے امام ابوحنیفہؒ کو۔

حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین عن رب العالمین میں اس کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے، اس کے مطالب خلاصۃً لکھے جاتے ہیں۔

علمائے امت دو قسم میں منحصر ہیں، ایک حفاظِ حدیث جنھوں نے دین کے خزانوں کی حفاظت کی اور اس کے چشموں کو تکدر و تغیر سے پاک صاف رکھا، انہی کی کوششوں کا اثر تھا کہ جن لوگوں کی طرف

اللہ پاک کی جانب سے سیرابی بڑھی وہ پاک چشموں پر وارد ہوئے۔ دوسری قسم فقہائے اسلام ہیں، جن کے اقوال پر مخلوق میں فتوی کا دارومدار ہے، یہ گروہ استنباطِ احکام کے ساتھ مخصوص ہے، انھوں نے قواعدِ حلال و حرام کے انضباط کا اہتمام کیا، وہ زمین پر آسمانوں کے تاروں کی مثال ہیں کہ ان کی وجہ سے تاریکی میں بھٹکنے والے ہدایت پاتے ہیں، کھانے پینے سے بھی زیادہ انسان اُن کے محتاج ہیں، اور اُن کی اطاعت نص کے رو سے ماں باپ سے بھی زیادہ فرض ہے، ایک روایت میں "اولی الامر" سے مراد علماء ہیں، دوسری میں اُمراء۔

حضرت سید المرسلینؐ نے تبلیغ کے منصب شریف کو ادا کیا، آپؐ کے بعد صحابہؓ نے، اس بارہ میں بعض صحابہؓ کثیر تھے، بعض متوسط، بعض مقل، صحابہؓ میں سے جن کے فتوی محفوظ ہیں وہ ایک سو کچھ اوپر تیس تھے، جن میں مرد اور بی بی دونوں شامل ہیں، اُن میں سے جن کے فتوے کثیر ہیں وہ (حضرات) عمرؓ بن خطاب، علیؓ بن ابی طالب، عبداللہؓ بن مسعود، عائشہؓ ام المومنین، زیدؓ بن ثابت، عبداللہؓ ابن عباسؓ اور عبداللہؓ بن عمرؓ ہیں، ان میں سے ہر ایک کے فتووں سے ایک ضخیم جلد مرتب ہو سکتی ہے۔

مسروقؒ کا قول ہے کہ میں صحابہؓ کی صحبت میں رہا، ان کا علم چھ کو پہنچا، علیؓ، عبداللہؓ، عمرؓ، زیدؓ بن ثابت، ابوالدرداءؓ، ابیؓ بن کعب، رضی اللہ عنہم اجمعین، ان چھ کا علم دو کو پہنچا، علیؓ و عبداللہؓ۔

یہ بھی مسروقؒ کا قول ہے کہ صحابہؓ کی مثال پانی کے تالابوں کی ہے، ایک ایسا تالاب ہے جس سے ایک سوار سیراب ہو، ایک ایسا جس سے دس سوار سیراب ہوں، ایک ایسا جس سے روئے زمین کے آدمی سیراب ہو جائیں۔ عبداللہؓ (ابن مسعود) ایسے ہی ہیں، جن چار سے قرآن حاصل کرنے کا ارشاد ہوا ہے ان میں ابن ام عبد (ابن مسعود) کا نام اول لیا، اعمشؒ نے ابراہیمؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب کسی معاملے میں (حضرت) عمرؓ و عبداللہؓ جمع ہو جاتے تھے تو وہ اُن کی برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے، اگر دونوں میں اختلاف ہوتا تو عبداللہؓ کے قول کو زیادہ پسند کرتے۔

ف امام نووی تقریب اصولِ حدیث میں لکھتے ہیں، صحابہؓ کا علم چھ پر منتہی ہوا، عمرؓ، علیؓ، ابیؓ، زیدؓ بن ثابت، ابو الدرداءؓ، ابن مسعودؓ، اس کے بعد ان چھ کا علم علیؓ و عبداللہؓ پر منتہی ہو۔ (دیکھو تقریب مطبوعہ ۲۲)

س سے گرد دہ زیادہ ایک بین تھے لا تہ کان ألطف

بن مسعودؓ کے متعلق (حضرت عمرؓ کا) قول ہے، کیف ملئ علماً. علم سے بھرا ہوا ایک قصہ ہے ابو موسیٰؓ کا قول ہے کہ عبداللہؓ کی ایک مجلس میں بیٹھنا ایک سال کے عمل سے زیادہ میرے نفس میں تاثیر کرتا ہے، علی بن ابی طالب کے احکام و فتاوی پہلے گرد اشیوں کو..... کس انھوں نے اس کا بہت سا علم ان پر جھوٹ باندھ کر فاسد کر دیا، اس سے سچے دو بیتوں میں ان کی وہ حدیث یا فتوی معتبر خیال کرتے ہیں جو اہل بیت یا اصحاب عبداللہؓ بن مسعود کے ذریعہ سے پہنچے خود حضرت کو اس کا شکوہ تھا کہ ان کے علم کے حامل نہیں، دکا قول، ان ھھنا علماً لو اصیب لہ الحملۃ، یہاں بڑا علم ہے اگر لینے والے اس تک پہنچیں، محمد بن جریر طبری کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ کے اصحاب میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوا جس نے ان کے فتاوی اور مذاہب فی الفقہ لکھے ہوں سوائے ابن مسعودؓ کے، وہ اپنا قول اور مذہب قول عمرؓ کے مقابلے میں ترک کر دیتے تھے، ان کی مخالفت کسی مسئلے میں نہیں کرتے تھے، دین اور مذہب امت میں اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ، اصحاب زیدؓ ابن ثابت، اصحاب عبداللہ بن عمرؓ اور اصحاب عبداللہ بن عباسؓ سے پھیلا، ابھی چارؓ کے صحابہ سے سارے آدمیوں کو علم پہنچا۔ صحابہؓ کے بعد ان کے تلامذہ۔ کوفہ میں علقمہ بن قیس النخعی، اسود، عمرو بن شرحبیل، مسروق الہمدانی، قاضی شریح تھے، یہ سب کے سب اصحاب علیؓ و عبداللہ ابن مسعود ہیں، در اکابر تابعین سے ہیں، اکابر صحابہؓ کی موجودگی میں فتوی دیتے تھے اور وہ اس کو جائز رکھتے تھے۔

اس طبقہ کے بعد ابراہیم نخعی و عامر الشعبی و سعید بن جبیر ہوئے، ان کے بعد حماد بن ابی سلیمان، سلیمان بن المعتمر، سلیمان الاعمش، اور مسعر بن کدام، ان کے بعد محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلے

ـــــــ

لہ اس قول کی تائید امام مسلمؒ نے مقدمہ صحیح مسلم میں کی ہے کہ لکھا ہے کہ مغیرہؒ نے دو بیتوں میں سے جو حضرت علیؓ سے کہا گیا صرف وہ روایت قبول کرتے جو اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ کی سند سے ہوتی یہ بھی لکھا ہے کہ اصحاب علیؓ نے ان کا علم فاسد کر دیا (دیکھو مقدمہ صحیح مسلم حاشیہ قسطلانی ج ۱ ص ۱۲)

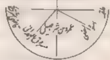
سفیان ثوری، اور ابو حنیفہؒ ہوئے۔ ان کے بعد حفص بن غیاث، وکیع بن الجراح اور اصحاب ابو حنیفہ مثل ابو یوسفؒ قاضی، زفر بن ہذیل، حماد بن ابو حنیفہؒ، حسن بن زیاد القاضی اور محمد بن حسن قاضی رقہ ہوئے۔ (ختم اعلام الموقعین علامۃ)

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی حجۃ اللہ بالغہ میں یہ بحث لکھی ہے، حافظ ابن قیمؒ اور شاہ صاحبؒ کی بحث میں تفصیل اور اجمال کا فرق ہے۔

قول بالا کی بنیاد پر فقہ حنفی کا سلسلہ حسب ذیل بصورت شجرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ



ابراہیم النخعی

حماد بن ابی سلیمان

ابو حنیفہ

زفر بن ہذیل

فقہ حنفی پر بحث کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ رجال فقہ موصوف کے حالات مختصراً بیان کر دیئے جائیں، جس سے ان حضرات کا رتبہ علمی عملی معلوم ہو سکے۔

یہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ فقہ کے مرجع کل آنحضرتؐ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کنیت ابو عبدالرحمٰن، قدیم الاسلام، اُن سے پہلے صرف پانچ حضرات اسلام لا چکے تھے، اسلام لانے کے وقت عمر کا تخمینہ بیس سال کے قریب ہوتا ہے، مشرف باسلام ہونے کے وقت ہی تعلیم قرآن کی التجا پیش کی، ارشاد ہوا، انک لغلام معلم، بے شک تم نوجوان معلم ہو، ستر سورتیں خود ذات اقدسؐ سے حفظ کیں، پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کی طرف سے کفار قریش کو قرآن مجید (سورۂ رحمٰن) حرم میں سنایا، سخت زحمت اُٹھائی، کفار منہ پر ضربیں مارتے تھے اور یہ سورۃ الرحمٰن سُنائے جاتے تھے، کسی نے اس تکلیف پر اظہار افسوس کیا تو فرمایا کہو تو پھر سُنا دوں، اب کفار سے زیادہ کوئی میری نظر میں ناچیز نہیں، یہ گویا پہلا سبق معنی کا تھا۔

اسلام سے مشرف ہونے کے بعد ہی حضرت سرور عالمؐ نے ان کو اپنی خدمت سے مخصوص کر لیا تھا، اذن عام تھا کہ پردہ اُٹھا کر خدمت میں چلے آئیں، راز کی باتیں بھی سُنیں مگر جب تک روک نہ دیئے جائیں، باہر تشریف آوری کے وقت نعلین مبارک پہناتے، عصا لے کر داہنی جانب آگے چلتے، مجلس کے قریب پہنچ کر نعلین مبارک اُتار کر بغل میں رکھ لیتے، عصا پیش کرتے، مراجعت کے وقت بھی یہی عمل ہوتا، واپسی پر اوّل حجرہ میں داخل ہوتے، وضو کے وقت مسواک پیش کرتے، صحابہ کرامؓ میں صاحب النعلین والسواک والسواد اُن کا لقب تھا، یعنی نعلین مبارک، مسواک اور راز کے محافظ، سفر میں بستر مبارک طہارت کا پانی، مسواک، نعلین مبارک ان کی تحویل میں رہتیں، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جب یمن سے مدینہ طیبہ پہنچے ہیں، تو کثرت باریابی دیکھ کر حضرت ابن مسعودؓ اور ان کی والدہ کو اہل بیت سے سمجھے، دو بار ہجرت کی، ایک بار حبشہ کو دوبارہ مدینہ منورہ کو، تمام غزووں میں شریک ہوئے، بدر میں ابو جہل کا سر خود اس کی تلوار سے کاٹا، جو صلے میں عطا ہوئی، ضعیف الجثہ تھے، ایک موقعہ پر ان کی باریک پنڈلیاں دیکھ کر صحابہ کرامؓ ہنس پڑے، تو آپؐ نے فرمایا عبداللہؓ قیامت کے دن میزان میں اُحد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گے، دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہؓ کا ایک پاؤں اُحد سے

ملہ ان حالات کا ماخذ، طبقات ابن سعد، تاریخ خطیب، سیر نبلاء، الاستیعاب، الاصابہ، اعلام، ابو نعیم، اور [illegible] الاسامی والاخیار ہیں۔ شروانی

زیادہ بھاری ہوگا جنت کی بشارت پائی۔

۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، بقیع میں دفن ہوئے، حضرت ابو درداءؓ نے خبر وفات سُن کر کہا، ما ترک بعدہ مثلہ، اپنا مثل نہیں چھوڑ گئے، عمر کچھ اوپر ساٹھ برس کی ہوئی۔

لباس عمدہ سپید پہنتے تھے، عطر بہت لگاتے، رات میں عطر کی خوشبو سے پہچان لئے جاتے، دولتمند تھے، نوّے ہزار درہم ترکے میں چھوڑے، بیس ہزار درہم خزانۂ خلافت میں جمع تھے، وہ بھی ورثاء کو ملے۔

حضرت سرور عالمؐ اُن سے قرآن مجید پڑھوا کر سُنتے تھے، حیات مبارک کے سال آخر میں جب حضرت جبرئیلؑ نے رمضان میں دو بار کلام مجید آپؐ کو سُنایا تو یہ بھی حاضر تھے، اس طرح غیر منسوخ و تبدیل سے آگاہی کا موقع ملا۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ جس کو یہ محبوب ہو کہ قرآن اسی طراوت و تازگی سے پڑھے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے تو اس کو چاہیئے کہ ابن ام عبدؓ کی قرأت سے پڑھے، ارشاد ہے، وتمسکوا بعہد ابن ام عبد، ابن مسعودؓ کی ہدایت اور حکم کو مضبوط پکڑے رہو، جن چار صاحبوں سے قرآن سیکھنے کا حکم فرمایا گیا ان میں اوّل ان کا نام لیا، باقی تین صاحب یہ ہیں، (حضرت) معاذ بن جبلؓ، اُبی بن کعبؓ اور سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہ، حافظ قرآن تھے، صحابہ کرامؓ میں ان کا اقرب الی اللہ وسیلہ ہونا، واقربہم زلفی سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہونا مسلّم تھا، ہیئت ظاہری، سیرت اور طریقے میں اور شان و وقار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے، اسی طرح علقمہؒ حضرت ابن مسعودؓ سے مشابہ تھے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت عمارؓ بن یاسر کو امیر کوفہ اور ان کو وزیر و معلم بنا کر بھیجا، اہل کوفہ کو اس موقع پر لکھا، میں ان دو صاحبوں کو بھیجتا ہوں جو نجباء صحابہؓ سے ہیں، اور اہل بدر سے ہیں اُن کی اقتدا اور اطاعت کرو اور حکم مانو، عبداللہ بن مسعودؓ کو میں نے قسم ہے رب کی اپنے اوپر ایثار کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے، ان کی نسبت حضرت عمرؓ کا قول ہے، کُنیف

... ایک شخص جو علم سے بھرے ہوئے، یہ قول تین بار مکرر فرمایا۔ حضرت علی رض کا قول ہے: قرءوا القرآن فاحلوا حلالہ وحرموا حرامہ فقیہ فی الدین عالم بالسنۃ۔ ابن مسعود نے قرآن پڑھ کر جو اس میں حلال تھا اس کو حلال کیا اور جو حرام تھا اس کو حرام، دین کے فقیہ ہیں، سنت کے عالم ہیں۔ امام شعبی کا قول ہے، ما کان احد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افقہ من صاحبنا عبد اللہ ابن مسعود۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارے استاد عبد اللہ بن مسعود سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ تھا۔

روایت حدیث بہت کم کرتے تھے، الفاظ حدیث میں سخت احتیاط کرتے تھے۔ جس وقت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے نکلتا کانپ اٹھتے، فرماتے تھے لیس العلم بکثرۃ الروایۃ ولکن العلم الخشیۃ، علم کثرت روایت کو نہیں کہتے بلکہ علم خدا سے ڈرنے کو کہتے ہیں۔ عمرو بن میمون کا قول ہے کہ میں ایک برس عبد اللہ بن مسعود رض کے پاس رہا، ایک دن بھی انھوں نے رسول اللہ سے حدیث روایت نہیں کی، نہ یہ کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صرف ایک بار حدیث بیان کی اور ان کی زبان پر لفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوا، بے قرار ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ الفاظ بالا کہہ کر یہ الفاظ کہے، ان شاء اللہ اما فوق ذالک واما قریب من ذالک او دون ذالک، انشاء اللہ یا اس سے بڑھ کر یا اس کے قریب یا اس سے کم۔ حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض سے حدیث سنی، حضرت ابن عباس رض، ابن عمر رض اور ابن زبیر رض نے منجملہ دیگر صحابہ رض کے ان سے حدیث سنی، تابعین میں علقمہ رح، اسود رح، مسروق رح، ابو وائل شقیق رح، شریح وغیرہم نے۔

حالات بالا پر ایک نظر حضرت ابن مسعود رض کے حسب ذیل اوصاف نمایاں ہیں۔ قدیم الاسلام ہونا، ابتدا سے انتہا تک ذات اقدس سے قرب تام اور شرف خدمت، معتمد و محرم اسرار ہونا، وفور علم و شان معلمی و خوبی تعلیم، حافظ و عالم کتاب اللہ ہونا، علم و فقہ و سنت میں فوقیت اور تفقہ میں باریک نظری، قرب الہی و وسیلہ الی اللہ ہونے میں امتیاز، ہیئت ظاہری، سیرت اور طریقے میں ارشاد و وقار میں سب سے زیادہ آپ سے مشابہ ہونا، آنحضرت کا ارشاد، تمسکوا بعہد ابن ام عبد، ابن مسعود رض کی

وصیت اور تمسک کو [illegible] حضرت عمر رض کا ان کے علم و تفقہ پر اعتماد کرنا، اہل کوفہ کو [illegible] اطاعت اور ان سے علم لینے کا حکم، حضرت علی رض کا ان کے علم کتاب و فقہ و سنت کی توثیق، فقہ میں باریک نظری، روایت حدیث کی تقلیل اور حفاظت الفاظ میں احتیاط۔

یہ تم سن چکے کہ تمام صحابہ کرام رض کے علم کے حامل چھ حضرات تھے، حضرت عمر رض، حضرت علی رض، حضرت ابن مسعود رض، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم۔ تم یہ بھی سن چکے ہو کہ حضرت عمر رض اور حضرت علی رض کا علم حضرت ابن مسعود رض اور ان کے شاگردوں کے پاس رہا، حضرت ابن عمر رض اور حضرت ابن عباس رض نے ان سے حدیث سنی، مسروق کا قول پڑھ چکے کہ چھ کا علم دو کو پہنچا، حضرت ابن مسعود رض اور حضرت علی رض کو، یہ بھی سن چکے کہ حضرت علی رض کا علم وہی محفوظ رہا جو اہل بیت اطہار کے سینوں میں رہا یا حضرت ابن مسعود رض کے، نتیجہ ظاہر ہے کہ علم صحابہ رض کے مرجع میر اور خزینہ دار حضرت ابن مسعود تھے رضی اللہ عنہ۔

ان خلاصہ حالات سے حضرت ابن مسعود رض کے وجود کی عظمت علم و تعلیم کی جلالت ثابت ہوتی ہے، اسی کا اثر تھا جو خطیب نے لکھا ہے کہ نبث عبد اللہ فیہم علما کثیرا وفقہ منہم جما غفیرا، عبد اللہ نے اہل کوفہ میں علم حدیث پھیلایا اور بہت زیادہ کو فقیہ بنا دیا۔ حضرت ابن مسعود رض کے شاگردوں کی بابت حافظ ابن حزم رح کا قول پڑھ چکے کہ اکابر تابعین سے تھے اور اکابر صحابہ رض کی موجودگی میں فتوی دیتے تھے، جس کو وہ حضرات جائز رکھتے۔

علقمہ بن قیس یہی ہیں الفقیہ الکبیر الجلیل "العلامۃ [illegible]" [illegible] جلیل القدر فقیہ عقل و دانش میں ماہر کامل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابراہیم نخعی کا قول ہے کان علقمۃ یشبہ بابن مسعود، علقمہ ابن مسعود رض سے مشابہ تھے۔ [illegible] نووی۔

دیکھو عہد اسلام کی سیرت [illegible] ان کے دو بھتیجے اسود اور عبد الرحمن بلند مرتبہ تابعی ہیں [illegible]

ایک ہی دادا ابراہیم نخعی، ایک گھر میں چار عالی قدر تابعی۔

مسروق الہمدانی | اتفقوا علی جلالتہ وتوثیقہ وفضیلتہ وامامتہ۔ ان کی جلالت، امامت اور ثقہ ہونے پر اجماع ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ سے ملاقات کی، امام شعبیؒ کے اُستاد ہیں۔ (تہذیب الاسماء)

اسود النخعی | تابعی فقیہ امام صالح۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ کو دیکھا، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ و حضرت عائشہؓ وغیرہم سے روایت کی، اتفقوا علی توثیقہ وجلالتہ۔ ان کے ثقہ ہونے اور جلالت پر اتفاق ہے، ختمی حج اور عمرے علیحدہ علیحدہ کیے (تہذیب الاسماء)

عمرو بن شرحبیل الہمدانی | امام بخاریؒ، مسلمؒ، و ترمذیؒ اور نسائیؒ نے ان سے روایت کی ہے، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے روایت کی۔ (خلاصہ تذہیب، ثقہ عابد تھے۔ تقریب التہذیب)

شریح القاضی | زمانۂ نبوت پایا، حضوری سے مشرف نہ ہوسکے، حضرت عمرؓ نے ان کو قاضی کوفہ مقرر کیا وہاں ساٹھ برس قاضی رہے، حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا انت اقضی العرب تم عرب میں قضا میں فائق ہو۔ ان کی روایتوں کے حجت ہونے اور ان کے ثقہ ہونے اور دین وفضل پر اور ذکاوت پر اتفاق ہے نیز ان کے سب سے زیادہ عالم قضا ہونے پر۔ (تہذیب الاسماء)

ابراہیم النخعی | تابعی جلیل القدر، حضرت عائشہؓ کی خدمت میں باریاب ہوئے، ان کے ثقہ ہونے جلالت شان اور فقہ میں فائق ہونے پر اتفاق ہے، شعبیؒ نے ان کی وفات کے وقت فرمایا، ما ترک احدا اعلم منہ وافقہ، انھوں نے اپنے سے زیادہ عالم اور فقیہ نہیں چھوڑا۔ اعمش کا قول ہے، کان النخعی صیرفی الحدیث، نخعی حدیث کے نقاد تھے۔ (تہذیب الاسماء)

حماد بن ابی سلیمان | اشعری کوفی ہیں ابو اسمٰعیل کنیت، حضرت انسؓ، اور ابن المسیبؒ اور ابراہیمؒ سے روایت کی اور ان سے ابو حنیفہؒ اور شعبہؒ نے۔ ثقہ، امام مجتہد، سخی وجواد تھے، ابو اسحٰقؒ کا قول ہے کہ وہ شعبیؒ سے فقہ میں فائق تھے۔ (الکاشف للذہبی)

فقہ حنفی پر ایک نظر

(۱) بیان بالا سے واضح ہو چکا کہ جس علم صحابۂ کرامؓ کے مرجع آخر و خزینہ دار حضرت ابن مسعودؓ تھے اور تابعین کبار کو پہنچا۔ ان سے ابراہیم نخعیؒ کو، ان سے حماد بن ابی سلیمان کو، ان سے امام ابو حنیفہؒ کو، ان سے ابو یوسفؒ و محمد بن حسن وغیرہما تلامذہ کو، یہی وہ علم تھا جس کی تدوین و ترویج کا اہتمام اکابر صحابۂ کرامؓ نے اہتمام کتاب اللہ کے بعد اس زمانے میں کیا جبکہ روایت حدیث قلیل تھی، بلکہ روکی جاتی تھی، خلفائے راشدینؓ کا دور اسی کے اہتمام میں صرف ہو گیا، امام اعظمؒ اور ان کے تلامذہ کی کوششوں نے اس علم دین کو مدون و مرتب کر کے ایک ایسا آئین شریعت ملک وملت کے سامنے رکھ دیا جو حق و ہدایت کی قوت سے دنیائے اسلام کی عبادات و معاملات کی ضرورتوں اور حاجتوں کو روا کرنے اور دنیائے اسلام میں پھیلنے کے لئے تیار اور آمادہ تھا۔ اس علم کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ چار پشت تک تابعینؒ کے سینوں میں رہنے کے بعد امت کو ملا، اس کا نتیجہ بدیہی یہ ہے کہ امام اعظمؒ کا علم صحابۂ کرامؓ کے علم کا مجموعہ ہے اور وہ فقہ حنفی ہے۔

(۲) مذہب اسلام روئے زمین کے انسانوں کے لئے آخری دین الٰہی ہے۔ اس کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ غالب رہیں گے۔ یہ بھی اس کا اعلان ہے کہ وہ تمام ادیان پر حق و ہدایت کی قوت سے غالب ہوگا، اور یہ بھی کہ حزب اللہ کا طرۂ امتیاز غلبہ ہے۔

اسلام کے فرق باطلہ کے باطل ہونے کی بڑی دلیل اس میں ہے کہ وہ کبھی دیرپا غلبہ روئے زمین پر نہ پا سکے، ان کا کارنامہ یہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح انھوں نے اپنے وجود کو قائم رکھا، مثال کے لئے دیکھو فرقۂ باطنیہ کی تاریخ۔

مذاہب حقہ میں سب سے زیادہ غلبہ مذہب حنفی کو ابتداء سے آج تک حاصل رہا ہے، مؤرخین و محدثین اس کے شیوع کو زمین پر چھا جانے سے تعبیر کرتے ہیں، امام سفیانؒ بن عیینہ کا قول ہے کہ سب سے پہلے ابو حنیفہؒ کی رسائی آفاق میں پہنچ گئی، وفقہ ملاء الآفاق، خطیب نے امام ابو یوسفؒ کے حالات میں لکھا ہے، وبث علم ابی حنیفۃ فی اقطار الارض، انھوں نے ابو حنیفہؒ کا علم زمین کے ایک کنارے

سے اور سب کہہ سکتے ہیں۔

اور یہ مدعا بھی ہے کہ شیخ ملا جیون صاحب مجتہد نے اپنی تفسیر میں فقہ حنفی کا سارے عالم میں پھیل جانا اور دوسرے مذاہب کو دبا لینا لکھا ہے ان کے الفاظ ہیں "المعمول المنتشر فی الاقطار والعمل في الارض" یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر مذہب حنفی میں ملت اسلام کا ساتھ نہ ہوتا تو عجب نہ تھا کہ قریب تھا اسلام اُس کے مفید کے مٹ جانے سے بچ نہ ہوتا۔ ملا علی قاری نے دولت آل اسلام کا گیارہویں صدی تک ہی میں منتقل ہونا لکھا ہے۔

اس کی قوت ظہور اور ہوائی تدوین و کمال ترتیب کا اندازہ اس سے ہو کہ امام اعظمؒ کی وفات کے ٹھیک سولہ برس بعد خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں امام ابو یوسفؒ ۱۷۰ھ میں قاضی القضاۃ رہے ہیں۔ وہ قوت اس کے علم میں ہے کہ عہد اسلام میں اول مرتبہ قاضی القضاۃ کی کرسی ان کے ہاتھ راست آئی ہے۔ اور فقہ حنفی دوسرے زمین پر کارفرما بن جاتی ہے ہارون الرشید کی خلافت کے تمام قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ ہی تھے۔ خلافت عباسیہ کے بعد جتنی بھی قوتیں برسر کار آئیں ان کی قوت اور قدر کو بین الاقوام دین میں مالک مرتبہ حاصل ہوا وہ قریباً سب کے سب حنفی تھیں مثلاً آل سلجوق، آل عثمان، عالمگیری ہندوستان بلکہ خود ملک ہند اعظم تک۔ اور ملا روم حافظ ابن قیم کے اس بیان کی کہ صدیق کا قول ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کا علم وہ کھیتی ہے کہ اگر ہم پروردہ زمین کے تمام عالم در دو جامیں تو سیراب ہو سکیں علاوہ اس کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی کا کشف۔ نظر کشفی میں دو سرے مذہب حیاض و جداول کی شکل میں منکشف ہوتے ہیں مذہب حنفی شکل دریا رکھتا ہے جو ہر ایک پر ہے دوسرے مذہب عموماً ایک ملک سے مخصوص ہے یا اس سے بین الاقوامی کمتر پائے۔

اسلام کی قوت و حقانیت کی کھلی ہوئی دلیل اس میں ہے کہ اس کے احکام میں مختلف ممالک و مختلف اقوام انسانی کی ضرورتوں کا لحاظ پایا جاتا ہے۔ اور ان کے حامل مذہب حنفی ہیں اگر کبھی یہ بحث لکھی جائے کہ مذہب ابو حنیفہ مختلف ممالک و مختلف نسلوں میں اس مناسبت سے پھیلے تو عجیب تعصبات کا علم ہوگا۔

دیکھو تابعین و تبع تابعین کے دور میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں صاحب مذہب امام و مجتہد تھے ان کے مذہب پھیلے اور معطل ہو گئے بالآخر ختم ہو جاتی رہے۔

اس میں بھی جو شیوع و غلبہ مذہب حنفی کو رہا ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا علم و ظہور کی جو قوت و برق حق و ہدایت کی مدد سے تھی اس کا وافر حصہ مذہب حنفی میں ودیعت تھا اور یہی وہ حقیقی حق ہے جس کو شیخ ملا جیون مذہب حنفی کی کامیابی و غلبہ کا سبب بتاتے ہیں۔

یک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے عام طور پر مذہب حنفی اور مذہب مالکی کی کامیابی کا سہرا امام ابو یوسفؒ اور امام یحیی بن یحیی المصمودی کے سر باندھا جاتا ہے کہ ان کا وجود نہ ہوتا تو شیوع حاصل نہ ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ یہ دونوں امام ان دونوں مذہبوں کے شیوع و رواج کا زبردست ذریعہ ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں کہ ان کے شیوع اور ترویج کی علت تامہ وہ دونوں ہیں۔ اس پر غور کرنا چاہیئے کہ تعلیم سے شاگرد پیدا ہوتے ہیں تصانیف پیدا ہوتی ہیں اور یہ کہ اُستاد کی تعلیم کی خوبی شاگرد پیدا کرتا ہے شخصی کوششوں سے ترقی و رواج تعلیم ضرور ہوتا ہے۔ مگر یہ ملکیہ غلبہ و ظہور جو صدیوں تک قائم و باقی رہے وہ خود اس تعلیم کی اندرونی قوت و اثر ہی سے ہو سکتا ہے۔ بالآخر کامل شاگردوں کا وجود بھی تو قوت و خوبی تعلیم کا منت کش ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام یحییؒ بھی مذہب حنفی و مالکی کی قوت کا ثبوت ہیں۔

نتیجہ و تعقبات بلا یہ ہے کہ مذہب کی بشہادت توثیق کے بموجب امام ابو حنیفہؒ کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علم تھا جو تیئیس برس کی صحبت تام اور قرب خاص میں مشکوٰۃ نبوت سے براہ راست حاصل کیا گیا۔ اور جو آخر تمام صحابہ رضؓ کے علم کا مجموعہ بنا۔ اور چار پشت تک تابعین کبار و کرام کے سینوں سے گزر کر امام اعظمؒ کے تلامذہ رشید کو پہنچا اور انھوں نے عالم اسلام کو پہنچایا۔ اور جو آخر تک فقہائے عظام کی کوششوں سے ایک عالم کے واسطے

سے خاک اس حصہ مضمون و حضرت کی نگارش میں حتی سید عبداللطیف صاحب مدد حامد کتابیہ کے مسودہ کا اس سے ممنون سے اگر وہ مسودہ نہ ہوتا تو مشکل ہے کہ حق بحث اس جامعیت سے ادا ہوتا (مسعود)

سرمایۂ اعمالِ حسنہ بنا ہوا ہے اور چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ قرب الی اللہ وسیلہ تھے لہٰذا خالق کبریا جل مجدہٗ کی بارگاہ میں اس کے عاجز بندوں کیلئے وسیلۂ عظمیٰ ہے، والحمد للہ علی ذالک۔



قاضی

ابو یوسفؒ

قاضی ابو یوسفؒ

یعقوب بن ابراہیم، ابو یوسف القاضی شاگرد ابو حنیفہؒ۔ نسب یہ ہے: ابو یوسف یعقوب ابن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن بجیر بن معاویہ الانصاری (حضرت) سعدؓ صحابی ہیں، اُن کی ماں حبتہ صحابیہ۔ سعدؓ احد کے دن (حضرت) رافع بن خدیجؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ملاحظہ میں پیش ہوئے۔ کم سنی کی وجہ سے بھرتی نہیں ہوئے۔

تحصیل علم: ابو یوسف ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ گھر مفلس تھا۔ حدیث اور فقہ کی تحصیل کا شوق تھا۔ حدیث کی روایت منجملہ دیگر متاخرین کے یحییٰ بن سعید الانصاری، سلیمان الاعمش، ہشام بن عروہ، عطاء بن السائب، [illegible] سے کی۔ محمد بن حسن، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین وغیرہم نے ان سے روایت کی۔ بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ایک روز ابو حنیفہؒ کی محفل میں بیٹھے تھے کہ ان کے والد وہاں پہنچے اور باپ کے ساتھ ہو لئے۔ باپ نے کہا کہ ابو حنیفہؒ کے قدم بقدم مت چلو، ان کو تو کھانا ملتا ہے، تمہیں پیٹ پالنے کی ضرورت ہے۔ [illegible] طلب علم میں کمی کر دی۔ ان کا بیان ہے کہ ابو حنیفہؒ نے میری جستجو کی۔ بیٹھ رہے

۱؎ [illegible] سے محمد بن حسن، احمد بن حنبل [illegible] جیسے [illegible] لوگوں نے سماعت حدیث کی۔

[illegible] ابو یوسف صاحب حدیث، صاحب سنت ہے [illegible] ابو یوسف حدیث [illegible] کا قول ہے [illegible] ابو یوسف اور محمد بن حسن کے حالات علیحدہ کتابوں میں لکھے ہیں

(تذکرۃ الحفاظ ذہبی)

کے بعد میں ان کے پاس پہنچا تو پوچھا آئے کیوں چھوڑ دیا، میں نے کہا کہ پیٹ کی فکر اور باپ کی فرمانبرداری کی وجہ سے، یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا، وہ چلے گئے، تو ایک تھیلی مجھ کو دی اور کہا اس کو خرچ کرو، جب ختم ہو جائے تو اطلاع کرنا، پڑھنا مت چھوڑو، میں نے دیکھا تو سو درم تھے، اب میں نے پابندی سے پڑھنا شروع کیا، چند روز کے بعد سو درم اور عنایت ہوئے، حالانکہ میں نے اشارۃً بھی ختم ہونے کا ذکر نہیں کیا تھا، اسی طرح بے طلب عنایت ہوتی رہی، یہاں تک کہ میں آسودہ حال ہو گیا۔

ایک روایت کے بموجب باپ نے چھوٹا چھوڑا تھا، ماں درس سے اٹھا لے جاتی تھی، ایک روز ابوحنیفہؒ نے ان کی والدہ سے کہا: نیک بخت! جا، یہ علم سیکھ کر فالودہ روغن پستہ کے ساتھ کھائے گا، یہ سنکر وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں۔ جب قاضی القضاۃ ہو گئے، تو ایک بار خلیفہ ہارون رشید کے دستر خوان پر فالودہ پیش ہوا، خلیفہ نے ان سے کہا، یہ کھاؤ، یہ روز روز نہیں تیار ہوتا ہے، پوچھا، امیرالمومنین کیا ہے، کہا فالودہ اور روغن پستہ، یہ سنکر ابو یوسف ہنس پڑے، خلیفہ نے پوچھا، کیوں ہنسے، کہا بخیر، امیرالمومنین کو اللہ تعالیٰ زندہ و سلامت رکھے، ہارون رشید نے اصرار کیا تو انھوں نے واقعۂ بالا بیان کیا، سنکر خلیفہ کو حیرت ہوئی اور کہا علم دین و دنیا میں عزت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ابوحنیفہؒ پر رحمت فرمائے، وہ عقل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔

امام اعظمؒ کی صحبت میں

سترہ برس تک ابوحنیفہؒ کی صحبت میں حاضر رہے، ایک بار اس زمانہ میں سخت بیمار ہو گئے، امام صاحبؒ نے آکر دیکھا تو واپسی میں ان کے دروازے پر متفکر کھڑے ہو گئے، کسی نے سبب پوچھا، تو کہا یہ جوان مر گیا تو زمین کا سب سے بڑا عالم اٹھ جائے گا۔

ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی چیز مجھ کو ابوحنیفہؒ اور ابن ابی لیلیٰ کی مجلس سے زیادہ محبوب نہ تھی، ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ اور ابن ابی لیلیٰ سے اچھا قاضی میں نے نہیں دیکھا۔

خطیب کا قول ہے کہ ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں دو شاگرد سب سے زیادہ ممتاز تھے، ابو یوسفؒ اور زفرؒ، عمار (بن ابی مالک) کا قول ہے کہ ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں ابو یوسفؒ کی مثال نہ تھی، اگر وہ نہ ہوتے تو نہ کوئی ابوحنیفہؒ کو جانتا، نہ ابن ابی لیلیٰ کو، وہی تھے، جنھوں نے ان کا علم پھیلایا

اور ان کے اقوال کو دور دور پہنچایا۔

طلحہ (بن محمد) کا قول ہے، ابو یوسفؒ کی شان مشہور، علم و فضل بلند تھا، ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے، خود اپنے معاصرین میں سب سے بڑھ کر تھے، ان سے بڑھ کر ان کے زمانے میں کوئی نہ تھا، علم و حکمت و ریاست و قدر میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ابوحنیفہؒ کا علم زمین کے کناروں تک پہنچا دیا، اصول فقہ کی کتابیں لکھیں، مسائل کا نشر املا کے ذریعے سے کیا۔

ایک بار اعمش نے ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا، جواب سنکر کہا، یہ کہاں سے کہتے ہو، کہا فلاں حدیث سے جو آپ نے روایت کی ہے، اعمش نے ہنس کر کہا کہ یہ حدیث مجھ کو اس وقت سے یاد ہے کہ تمہارے باپ کی شادی بھی نہ ہوئی تھی، معنے اس کے آج معلوم ہوئے۔

امام مزنیؒ سے کسی نے اہل عراق کی بابت پوچھا، ابوحنیفہؒ کی بابت کہا "سیدھم" ان کے سردار، ابو یوسفؒ کی بابت کہا اتبعھم للحدیث ان میں سب سے زیادہ حدیث کے پیرو، محمد بن حسن سب سے زیادہ مسائل اخذ کرنے والے، زفر سب سے زیادہ قیاس میں تیز۔

بلال بن یحییٰ کا قول ہے، کہ ابو یوسف تفسیر، مغازی، ایام عرب کے حافظ تھے، فقہ ان کے علوم میں اقل علوم تھی۔

ایک بار ابوحنیفہؒ کے سامنے ابو یوسفؒ اور زفرؒ نے کسی مسئلے پر بحث کی، ظہر تک جاری رہی، اور ایک دوسرے کی دلیل کو رد کرتا رہا، ظہر کے وقت ابوحنیفہؒ نے زفرؒ کی ران پر ہاتھ مار کر کہا، جس شہر میں ابو یوسفؒ ہوں، اس کی ریاست کی ہوس مت کرو۔

ایک بار ابوحنیفہؒ نے اپنے شاگردوں کی بابت کہا، یہ چھتیس مرد ہیں، ان میں سے اٹھائیس عہدۂ قضا کی اہلیت رکھتے ہیں، چھ فتویٰ دینے کی، دو ایسے ہیں جو قاضیوں کو بنا سکتے ہیں، یہ کہکر ابو یوسفؒ اور زفرؒ کی طرف اشارہ کیا۔

ایک بار ابوحنیفہؒ (جو فراست میں ممتاز تھے) نے داؤد طائی سے کہا کہ تم عبادت کے ہو رہو گے، ابو یوسفؒ سے کہا، تم دنیا کی طرف مائل ہو گے، اسی طرح زفر وغیرہ کی نسبت رائے ظاہر کی، جو کہا تھا،

واقعات سے [illegible] کیا

لطیفہ: ایک شخص ابو یوسفؒ کی صحبت میں خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ ایک دن ابو یوسف نے کہا آپ بولتے کیوں نہیں، کہا بہت اچھا، روزہ کب افطار کرنا چاہیئے، کہا جب آفتاب غروب ہو، بولے اگر آفتاب آدھی رات تک غائب نہ ہو تو، یہ سنکر ابو یوسفؒ ہنس پڑے اور کہا تمہارا خاموش رہنا ہی ٹھیک تھا، تمہاری زبان کھلوا کر میں نے غلطی کی۔

عہدۂ قضاء خلیفہ ہادی (موسیٰ بن مہدی) نے سنہ ۱۶۶ھ میں بغداد کا قاضی مقرر کیا، ہارون رشید نے اپنی خلافت میں بحال رکھا، اسلام میں وہ اوّل شخص ہیں، جو قاضی القضاۃ ہوئے۔ سترہ برس تک قاضی القضاۃ رہے۔

ان کے قاضی ہونے کے عہد میں ایک بار امیر المومنین ہادی کے ایک باغ پر کسی نے ملکیت کی عدالت میں دعویٰ کیا، بظاہر خلیفہ کا پہلو زبردست تھا مگر واقعہ اس کے خلاف تھا، امیر المومنین نے کسی موقع پر ان سے پوچھا، کہ تم نے فلاں باغ کے معاملہ میں کیا کیا، جواب دیا مدعی کی درخواست یہ ہے کہ امیر المومنین کی حلفیہ شہادت اس پر لیجائے کہ ان کے گواہوں کا بیان سچا ہے، ہادی نے پوچھا کیا ان کی یہ درخواست واجبی ہے، جواب دیا کہ ابن ابی لیلیٰ کے فیصلے کے مطابق صحیح ہے، خلیفہ نے کہا اس صورت میں باغ مدعی کو دلا دو، یہ ابو یوسفؒ کی ایک تدبیر تھی۔

وفات ۵ ربیع الاول یا ربیع الآخر بخلافِ قولین سنہ ۱۸۲ھ میں انتقال کیا۔ انتقال کے وقت انہتر ۶۹ برس کی عمر تھی۔

وفات کے وقت کہا، کاش میں اس فقر کی حالت میں مرتا، جو شروع میں تھی اور قضا کے کام میں نہ پھنستا، خدا کا شکر ہے اور اس کی یہ نعمت ہے کہ میں نے قصداً کسی پر ظلم نہیں کیا، اور نہ ایک فریق معاملہ کی دوسرے کے مقابلے میں پروا کی، خواہ وہ بادشاہ تھا یا بازاری۔

لہ ابن عبد البر کا قول ہے، میرے علم میں کوئی ایسا قاضی سوائے ابو یوسفؒ کے نہیں جس کا حکم مشرق سے مغرب تک [illegible]
[illegible] شذرات الذہب [illegible]

وفات کے وقت یہ قول بھی منقول ہے، بار الہا! تو خوب جانتا ہے، کہ میں نے کسی فیصلے میں جو تیرے بندوں کے درمیان کیا خود رائی سے کام نہیں لیا تیری کتاب اور تیرے رسولؐ کی سنت کی پیروی کی کوشش کی، جہاں مجھ کو اشکال پیش آیا ابو حنیفہؒ کو اپنے اور تیرے درمیان میں واسطہ کیا، اور واللہ وہ میرے نزدیک ان لوگوں میں سے تھے، جو تیرے حکم کو پہچانتے تھے، اور کبھی جان کر حق کے دائرے سے نہیں نکلتے تھے، یہ بھی موت کے وقت ان کی زبان پر تھا، بار الہا! تو جانتا ہے، کہ میں نے جان کر حرام نہیں کیا اور نہ جان کر کوئی درم حرام کا کھایا۔

ان کی علالت کے دور میں معروف کرخیؒ نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ میں نے سنا ہے، ابو یوسفؒ زیادہ علیل ہیں، تم ان کی وفات کی خبر مجھ کو دینا، راوی کا بیان ہے کہ میں دار الرقیق کے دروازہ پر پہنچا تو ابو یوسفؒ کا جنازہ نکل رہا تھا، دل میں کہا کہ اب معروف کرخیؒ کو خبر کرنے جاتا ہوں تو نماز جنازہ نہ ملے گی، چنانچہ نماز میں شریک ہو کر ان کے پاس پہنچا اور خبر وفات سنائی، ان کو سخت صدمہ ہوا، بار بار انا للہ پڑھتے تھے، میں نے کہا یا ابا محفوظ! آپ کو نماز جنازہ میں شریک نہ ہونے کا اس قدر صدمہ کیوں ہے؟ کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں، دیکھتا ہوں کہ ایک محل تیار ہو رہا ہے اس کا بالائی حصہ مکمل ہو چکا، پردے آویزاں کردیئے گئے، غرض ہر طرح پورا ہو چکا، میں نے پوچھا یہ کس کیلئے تیار ہوا ہے، لوگوں نے کہا ابو یوسفؒ کے واسطے، میں نے کہا یہ مرتبہ انہوں نے کیوں کر پایا، جواب ملا، اچھی تعلیم دینے اور اس کے شوق کے صلے میں اور لوگوں نے جو اذیت پہنچائی، اس کے صلے میں۔

شجاع بن مخلد کا قول ہے کہ ہم ابو یوسفؒ کے جنازے میں شریک ہوئے، عباد بن العوام بھی ہمارے ساتھ تھے، میں نے ان کو یہ کہتے سنا، کہ اہل اسلام کو چاہیئے کہ ابو یوسفؒ کی وفات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعزیت کریں۔

لہ خلیفہ ہارون الرشید جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے، نماز جنازہ خود انھوں نے پڑھائی مقابر قریش میں ام جعفر زبیدہ کی قبر کے پاس دفن کیا، محمد بن جعفر کا قول ہے ابو یوسفؒ کی شان مشہور، فضل ظاہر ہے [illegible] ان سے زیادہ کوئی [illegible] نہ تھا علم [illegible] ریاست [illegible] میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے [illegible] ابو یوسف [illegible]

وفات سے پہلے کہتے تھے کہ سترہ برس ابو حنیفہؒ کی صحبت میں رہا، سترہ برس دنیا کے کام میں رہ چکا میرا گمان ہے کہ اب میری موت قریب ہے۔ اس قول کے چند مہینے کے بعد وفات پائی۔

ان کے بیٹے یوسفؒ غربی بغداد کے قاضی تھے۔

مناقب و جرح ابن کامل کا قول ہے کہ یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل اور علی مدینی ان کے ثقہ فی النقل ہونے پر متفق ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے، کہ ابو یوسفؒ اصحاب حدیث کی جانب مائل تھے۔ اور ان کو دوست رکھتے تھے، اور میں نے ان سے حدیثیں لکھی ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کا قول ہے، کہ حدیث میں میرے پہلے استاد ابو یوسفؒ ہیں، ان کے بعد میں نے اوروں سے حدیث لکھی۔ ابن مدینی کا قول ہے، کہ ابو یوسفؒ صدوق تھے۔

خطیب بغدادی نے اپنا متعصبانہ فرض امام ابو یوسفؒ کے حالات میں بھی جرح کے متعلق ادا کیا ہے۔ اور متواتر روایتیں جرح کی نقل کی ہیں، اسی کے ساتھ اثنائے بیان میں بعض جرحوں کا جواب بھی دیا ہے۔ جرح سب کی سب غیر مفسر اور غیر مبین السبب ہیں، مواد جرح وہی ہے، جو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کی نسبت جرحوں کا ہے، یعنی مرجی ہونا وغیر ذلک، مذکور الصدر کے دونوں اماموں کے ذکر میں اس پر جو بحث مجمل و مفصل ہو چکی وہی یہاں بھی کی جا سکتی ہے۔[1] اعادہ تحصیل حاصل۔ بلا حاصل، متاخرین ائمہ رجال نے امام ابو یوسفؒ کے متعلق بھی جرح متروک کر دی ہے، صرف مناقب تعدیل لکھی ہے۔

مثلاً دیکھو تذکرۃ الحفاظ امام ذہبیؒ، اور شذرات الذہب ابن عماد الحنبلی۔

متقدمین میں سے امام ابن قتیبہؒ نے معارف میں نہ امام اعظمؒ پر جرح کی ہے اور نہ ابو یوسفؒ پر، حالانکہ دوسرے رجال پر جرح کرتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ [illegible]) ابو حاتم کا قول ہے، کہ حدیث لکھی جائے، بیہقی، ابن عدی کا قول ہے کہ اکثر علماء ابو یوسفؒ کی صحت روایت کے قائل ہیں۔ ابن عبد البر کا قول ہے، ابو یوسفؒ فقیہ عالم حافظ تھے کثیر الحدیث و شذرات الذہب لابن عماد الحنبلی۔

[1] امام اعظمؒ کا ذکر گزر چکا امام محمدؒ کا آگے آتا ہے۔ (مترجم)

امام محمدؒ

امام محمدؒ

محمد بن حسن بن فرقد ابو عبداللہ شیبانی صاحب امام ابو حنیفہؒ و امام اہل الرائے دراصل دمشق میں حرستا نامی قریہ کے باشندے ان کے والد عراق آئے، محمدؒ واسط میں پیدا ہوئے کوفہ میں نشو و نما پائی، وہیں امام ابو حنیفہؒ، مسعر بن کدام، سفیان ثوریؒ وغیرہ سے علم سنا، سماع حدیث بکثرت کیا، نیز امام مالکؒ، و زمعیؒ، اور امام ابو یوسف قاضی سے، بغداد میں سکونت اختیار کی اور حدیث و فقہ کی روایت کی، امام شافعیؒ، ابو سلیمان، جوزجانی وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے، ہارون رشید نے قاضی مقرر کیا اس کے ساتھ خراسان گئے، بمقام رے انتقال کیا، وہیں مدفون ہیں، اسی روز کسائی نے وفات پائی، ہارون رشید افسوس کرتے ہوئے بولے کہ آج میں نے نحو اور فقہ کو دفن کر دیا۔

پیدائش ۱۳۲ھ میں وفات ۱۸۹ھ میں عمر ۵۸ سال، اگرچہ حدیث کی سماعت کثیر تھی مگر رائے پر غور کیا، اسی کا غلبہ ہوا، اور اسی میں شہرت پائی۔

ان کا قول ہے کہ باپ نے تیس ہزار روپیے چھوڑے تھے میں نے پندرہ ہزار نحو اور شعر کی تحصیل میں اور پندرہ ہزار حدیث و فقہ کی تحصیل میں خرچ کر دیے۔

امام شافعیؒ نے امام محمدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں تین برس سے زیادہ امام مالکؒ کے پاس رہا اور ان سے سات سو سے زیادہ حدیثیں سنیں، امام شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے کہ جب محمد بن حسن مالک سے روایت حدیث کرتے تھے تو کثرت سامعین سے گھر بھر جاتا، گنجائش نہ رہتی، ایک موقع پر خلیفہ ہارون رشید کی آمد پر سب لوگ کھڑے ہو گئے محمدؒ بن حسن بیٹھے رہے، تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ کے نقیب نے محمدؒ بن حسن کو بلایا، ان کے شاگرد و احباب پریشان ہوئے، یہ خلیفہ کے سامنے پہنچے تو پوچھا کہ تم فلاں موقع پر

تم مجھ سے کیوں نہیں ہوتے۔ کہا کہ جس طبقے میں خلیفہ نے مجھ کو قائم کیا ہے اس سے نکلنا میں نے پسند نہیں کیا۔ اہل علم کے طبقے سے نکل کر اہل حکومت کے طبقے میں آجانا پسند نہیں آیا۔ آپ کے ابن عم یعنی آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اس بات کو محبوب رکھتا ہو کہ آدمی اس کے لئے کھڑے رہیں، وہ اپنا مقام جہنم میں بنالے۔ آپ کی مراد اس سے گروہ علماء ہے، پس جو لوگ حق خدمت اور عزت شاہی خیال کرکے کھڑے ہوں تو یہ دشمن کے لئے ہیبت کا سامان ہوگا، اور جو بیٹھے رہے انھوں نے اتباع سنت کیا جو آپ کے خاندان سے لی گئی ہے، اور آپ کے لئے زینت ہے۔ ہارون رشید نے کہا سچ کہتے ہو

بیس برس کی عمر میں مسجد کوفہ میں علم کی تعلیم شروع کردی تھی۔ یحییٰ بن صالح کا قول ہے کہ مجھ سے ابن اکثم نے پوچھا تم نے مالکؒ کو دیکھا ہے، ان سے حدیث سنی ہے، محمد بن حسن کی صحبت میں رہے ہو کون زیادہ فقیہ تھا، میں نے کہا محمدؒ بن حسن مالکؒ سے افقہ ہیں۔

ابو عبیدؒ کا قول ہے کہ کتاب اللہ کا جاننے والا محمدؒ بن حسن سے زیادہ کوئی نہ تھا، ربیع بن سلیمان نے امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ قرآن محمدؒ بن حسن کی لغت میں اترا ہے تو محمدؒ کی فصاحت کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں۔

مزنیؒ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے کوئی موٹا آدمی محمدؒ سے زیادہ سبک روح نہیں دیکھا، ان سے زیادہ فصیح بھی نہیں دیکھا، جب میں ان کو قرآن پڑھتے دیکھتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ قرآن انہی کی لغت میں نازل ہوا ہے۔

ربیع بن سلیمان نے امام شافعیؒ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ میں نے محمدؒ بن حسن سے زیادہ عاقل آدمی نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ جامع صغیر میں نے محمدؒ بن حسن سے لکھی ہے۔ ربیع کا قول ہے کہ امام شافعیؒ کا مقولہ تھا کہ میں نے محمد بن حسنؒ سے ایک شتر بار کتابیں سیکھی ہیں۔

مزنیؒ سے کسی نے پوچھا کہ ابوحنیفہؒ کے حق میں کیا کہتے ہو، کہا، سیدھم، ان کے سردار ہیں کہا اور ابو یوسفؒ، کہا، اتبعھم للحدیث، ان میں حدیث کے سب سے زیادہ تابع۔ کہا محمد بن حسن، کہا، اکثرھم تفریعاً سب سے زیادہ مسئلے نکالنے والے، کہا زفرؒ، کہا، احدھم قیاساً، قیاس میں

سب سے زیادہ تیز۔

امام شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے کہ فقہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ احسان مجھ پر محمدؒ بن حسن کا ہے۔

محمدؒ بن حسن کا اپنے متعلقین کو یہ حکم تھا کہ مجھ سے دنیا کی کوئی فرمائش نہ کرو، جو ضرورت ہو میرے مختار سے لے لو تاکہ میرا قلب فارغ البال رہے اور بے فکر رہوں۔

حسن بن داؤد کا قول ہے کہ بصرہ والوں کا فخر چار کتابیں ہیں، جاحظ کی کتاب البیان والتبیین نیز کتاب الحیوان، سیبویہ کی الکتاب، خلیل کی کتاب العین، ہمارا فخر ستائیس ہزار مسائل پر ہے، جو حلال و حرام کے متعلق ایک کوفی محمد حسنؒ کے نتیجہ عقل ہیں، وہ ایسے قیاسی وعقلی ہیں کہ کسی انسان کو ان کا نہ جاننا روا نہیں۔

ابراہیم الحربی کا قول ہے کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا کہ یہ مسائل دقیق تم کو کہاں سے حاصل ہوئے، کہا محمد بن حسنؒ کی کتابوں سے۔

قاضی ابن ابی رجاء نے محمویہ سے (جو ابدال میں شمار ہوتے تھے) روایت کی ہے کہ میں نے بعد وفات محمد بن حسنؒ کو خواب میں دیکھا، پوچھا ابو عبداللہؒ کیا گزری، کہا مجھ سے ارشاد ہوا کہ میں تم کو علم کا خزانہ نہ بناتا اگر تم کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا، میں نے کہا ابو یوسفؒ کا کیا حال ہے، کہا مجھ سے بالاتر ہیں، میں نے پوچھا ابوحنیفہؒ، کہا، وہ تو طبقات ابو یوسفؒ سے بہت سے طبقے اوپر۔

خطیب نے امام محمد بن حسنؒ کی بابت جرح بھی نقل کی ہے جن میں بعض سخت ہیں، مگر اس قریباً ڈیڑھ ہزار برس کے زمانے میں، اکابر امت نے جو فیصلہ امام محمدؒ کی عظمت کی بابت کیا ہے ظاہر ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی جرح قائم نہیں رہ سکتی۔ خطیب کا قول ہے کہ جو قول آخر میں نقل کروں وہ میری رائے ہے (تذکرۃ الحفاظ)، چنانچہ محمویہ کا خواب جو سب سے اخیر میں نقل کیا ہے، اس سے جرح و تعدیل کا فیصلہ خطیب کی تنقید کے مطابق بھی ہو جاتا ہے۔

تاريخ بغداد

أو مدينة السلام

للحافظ أبي بكر احمد بن علي الخطيب البغدادي

وضعه في أزهى عصور الإسلام منذ تأسيسها إلى وفاته عام ٤٦٣ه

من الجزء الثالث عشر (ترجمة نعمان بن ثابت الإمام أبو حنيفة)

النعمان بن ثابت، أبو حنيفة التيمي إمام أصحاب الرأي وفقيه أهل العراق، رأى أنس بن مالك، وسمع عطاء بن أبي رباح، وأبا إسحاق السبيعي، ومحارب ابن دثار، وحماد بن أبي سليمان، والهيثم بن حبيب الصواف، وقيس بن مسلم، ومحمد بن المنكدر، ونافعا مولى ابن عمر، وهشام بن عروة، ويزيد الفقير، وسماك بن حرب، وعلقمة بن مرثد، وعطية العوفي، وعبد العزيز بن رفيع، وعبد الكريم أبا أمية، وغيرهم. روى عنه أبو يحيى الحماني، وهشيم بن بشير، وعباد ابن العوام، وعبد الله بن المبارك، ووكيع بن الجراح، ويزيد بن هارون، وعلي بن عاصم، ويحيى بن نصر بن حاجب، وأبو يوسف القاضي، ومحمد بن الحسن الشيباني، وعمرو بن محمد العنقزي، وهوذة بن خليفة، وأبو عبد الرحمن المقرئ، وعبد الرزاق بن همام، في آخرين. وهو من أهل الكوفة نقله أبو جعفر المنصور إلى بغداد فأقام بها حتى مات ودفن بالجانب الشرقي منها في مقبرة الخيزران، وقبره هناك ظاهر معروف. أخبرنا حمزة بن محمد بن طاهر حدثنا الوليد بن بكر حدثنا علي بن أحمد بن زكريا الهاشمي حدثنا أبو مسلم صالح بن أحمد بن عبد الله ابن صالح العجلي حدثني أبي. قال: أبو حنيفة النعمان بن ثابت كوفي تيمي من رهط حمزة الزيات، وكان خزازا يبيع الخز. أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا محمد بن العباس بن أبي ذهل الهروي حدثنا أحمد بن محمد بن يونس الحافظ حدثنا عثمان بن سعيد الدارمي قال سمعت محبوب بن موسى يقول سمعت ابن أسباط يقول: ولد أبو حنيفة وأبوه[1] نصراني. أخبرنا الحسن بن محمد الخلال أخبرنا علي بن عمرو الحريري أن أبا القاسم علي بن محمد بن كاس النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا محمد بن إسحاق البكائي عن عمر بن حماد بن أبي حنيفة قال: أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى، فأما زوطى فإنه من أهل

---

(١) ولكن من رد هذه الرواية أن يكون في سندها ابن أسباط وأبو صالح الفراء على جلالتهما رواية جماعة من الثقات الأثبات.

كابل، وولد ثابت على الإسلام، وكان زوطى مملوكا لبني تيم الله بن ثعلبة فأعتق، فولاؤه لبني تيم الله بن ثعلبة، ثم لبني قفل. وكان أبو حنيفة خزازا ودكانه معروف في دار عمرو بن حريث. قال محمد بن علي بن عفان: وسمعت أبا نعيم الفضل بن دكين يقول: أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى أصله من كابل. أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو أحمد الغطريفي قال سمعت الساجي[1] يقول سمعت محمد بن معاوية الزيادي يقول سمعت أبا جعفر يقول: كان أبو حنيفة اسمه عتيك بن زوطرة، فسمى نفسه النعمان وأباه ثابتا. أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا محمد بن جعفر بن محمد بن سلم الختلي حدثنا أحمد بن علي الأبار حدثنا عبيد الله بن محمد العتكي البصري حدثنا محمد بن أيوب الذارع قال سمعت يزيد بن زريع يقول: كان أبو حنيفة نبطيا. أخبرنا محمد بن عمر بن روح النهرواني أخبرنا المعافى بن زكريا حدثنا محمد بن نصر بن طالب حدثنا إسماعيل بن عبد الله بن ميمون قال سمعت أبا عبد الرحمن المقرئ يقول: كان أبو حنيفة من أهل بابل، ودليل على ذلك قوله البابلي كذا. أخبرنا الخلال أخبرنا علي بن محمد بن كاس النخعي حدثهم قال حدثنا أبو بكر المروزي حدثنا النضر بن محمد حدثنا يحيى بن النضر القرشي قال: كان والد أبي حنيفة من نسا. وقال النخعي حدثنا سليمان بن الربيع قال سمعت الحارث بن إدريس يقول: أبو حنيفة أصله من ترمذ. وقال النخعي أيضا حدثنا أبو جعفر أحمد بن إسحاق بن البهلول القاضي قال سمعت أبي يقول عن جدي قال: ثابت والد أبي حنيفة من أهل الأنبار. أخبرنا القاضي أبو عبد الله الحسين بن علي الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمد بن عبيد الله بن رشد [illegible] قال حدثني

(١) كان وفاته سنة [illegible] كبير من محدثي نادي التعصب، قال ابن القطان وثقه قوم وضعفه آخرون وكلام ابن حبان في رواية النجيرمي مذكور في أنساب ابن السمعاني.

أبي عن جدي قال سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول: أنا إسماعيل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبناء فارس الأحرار، والله ما وقع علينا رق قط، ولد جدي في سنة ثمانين، وذهب ثابت إلى علي بن أبي طالب وهو صغير فدعا له بالبركة فيه وفي ذريته، ونحن نرجو من الله أن يكون قد استجاب الله ذلك لعلي بن أبي طالب فينا. قال والنعمان بن المرزبان أبو ثابت هو الذي أهدى لعلي بن أبي طالب الفالوذج في يوم النيروز، فقال: نوروزنا كل يوم. وقيل كان ذلك في المهرجان، فقال: مهرجونا كل يوم.

﴿ ذكر إرادة ابن هبيرة أبا حنيفة على ولاية القضاء وامتناع أبي حنيفة من ذلك ﴾

أخبرنا القاضي أبو العلاء محمد بن علي الواسطي حدثنا أبو الحسن محمد بن جعفر بن سفيان -بالكوفة- حدثنا الحسين بن محمد بن الفرزدق الفزاري حدثنا أبو عبد الله عمرو بن أحمد بن عمرو بن السرح -بمصر- حدثنا يحيى بن سليمان الجعفي الكوفي حدثنا علي بن معبد حدثنا عبيد الله بن عمرو الرقي قال: كلم ابن هبيرة أبا حنيفة أن يلي له قضاء الكوفة فأبى عليه فضربه مائة سوط وعشرة أسواط، في كل يوم عشرة أسواط، وهو على الامتناع، فلما رأى ذلك خلى سبيله. كتب إلي القاضي أبو القاسم الحسن بن محمد بن أحمد بن إبراهيم المعروف بالأسدي من مصر، وحدثني أبو طاهر محمد بن أحمد بن محمد بن أبي الصقر عنه [illegible] بالإسكندرية قال أخبرنا محمد بن محمد بن منصور البزاز حدثنا أبو عمرو المقدام بن داود الرعيني حدثنا علي بن معبد حدثنا عبيد الله بن عمرو أن ابن هبيرة ضرب أبا حنيفة مائة سوط وعشرة أسواط في أن يلي القضاء فأبى، وكان ابن هبيرة عاملا لمروان على العراق في زمن بني أمية. أخبرنا أبو الحسن علي بن القاسم بن الحسن الشاهد -بالبصرة- حدثنا علي بن إسحاق المادرائي قال سمعت إبراهيم

ابن عمر الدهقان يقول سمعت أبا معمر يقول سمعت أبا بكر بن عياش يقول إن أبا حنيفة ضرب على القضاء. أخبرنا التنوخي حدثنا احمد بن عبد الله الدوري أخبرنا احمد بن القاسم بن نصر — أخو أبي الليث الفرائضي — حدثنا سليمان ابن أبي شيخ قال حدثني الربيع بن عاصم — مولى بني فزارة — قال أرسلني يزيد بن عمر بن هبيرة فقدمت بأبي حنيفة فأراده على بيت المال فأبى، فضربه أسواطا. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا يحيى بن عبد الحميد عن أبيه قال كان أبو حنيفة يخرج كل يوم — أو قال بين الأيام — فيضرب ليدخل في القضاء فأبى، ولقد بكى في بعض الأيام فلما أطلق قال لي كان غم والدي أشد علي من الضرب. وقال النخعي حدثنا ابرهيم بن مخلد البلخي حدثنا محمد بن سهل بن أبي منصور المروزي حدثني محمد بن النضر قال سمعت اسماعيل بن سالم البغدادي يقول ضرب أبو حنيفة على الدخول في القضاء، فلم يقبل القضاء. قال وكان احمد بن حنبل إذا ذكر ذلك بكى وترحم على أبي حنيفة، وذلك بعد أن ضرب احمد.

أخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم بن عمر المؤدب أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب بن شيبة حدثنا جدي أخبرني عبد الله بن الحسن بن المبارك عن اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة قال مررت مع أبي بالكناسة فبكى فقلت له يا أبت ما يبكيك؟ قال يا بني في هذا الموضع ضرب ابن هبيرة أبي عشرة أيام في كل يوم عشرة أسواط على أن يلي القضاء فلم يفعل. وقيل إن أبا جعفر المنصور أشخص أبا حنيفة من الكوفة إلى بغداد ليوليه القضاء.

﴿ ذكر قدوم أبي حنيفة بغداد وموته بها ﴾

أخبرنا أبو عمر الحسن بن عثمان الواعظ أخبرنا جعفر بن محمد بن احمد بن الحكم الواسطي. وأخبرنا القاضي أبو العلاء الواسطي حدثنا طلحة بن محمد بن

جعفر المعدل. قالا حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدي حدثني بشر بن الوليد الكندي قال أشخص أبو جعفر أمير المؤمنين أبا حنيفة، فأراده على أن يوليه القضاء فأبى، فحلف عليه ليفعلن، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل، فحلف المنصور ليفعلن، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل، فقال الربيع الحاجب ألا ترى أمير المؤمنين يحلف؟ فقال أبو حنيفة: أمير المؤمنين على كفارة أيمانه أقدر مني على كفارة أيماني، وأبى أن يلي، فأمر به إلى الحبس في الوقت. هذا لفظ أبي العلاء وبمعنى حديث الواعظ، وزاد أبو العلاء: والقوم يدعون أنه تولى عدد اللبن أياما ليكفر بذلك عن يمينه، ولم يصح هذا من جهة النقل، والصحيح أنه توفي وهو في السجن. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا سليمان بن الربيع حدثنا خارجة بن مصعب بن خارجة قال سمعت مغيث بن بديل يقول قال خارجة دعا أبو جعفر أبا حنيفة إلى القضاء فأبى عليه فحبسه، ثم دعا به يوما فقال: أترغب عما نحن فيه؟ فقال أصلح الله أمير المؤمنين لا أصلح للقضاء، فقال له كذبت، قال ثم عرض عليه الثانية، فقال أبو حنيفة قد حكم علي أمير المؤمنين أني لا أصلح للقضاء، لأنه ينسبني إلى الكذب، فإن كنت كاذبا فلا أصلح، وإن كنت صادقا فقد أخبرت أمير المؤمنين أني لا أصلح. قال فرده إلى الحبس. أخبرني أبو بشر محمد بن عمر الوكيل وأبو الفتح عبد الكريم بن محمد بن احمد الضبي المحاملي قالا حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن محمد الحماني قال سمعت اسماعيل بن أبي أويس يقول سمعت الربيع بن يونس يقول رأيت أمير المؤمنين المنصور ينازل أبا حنيفة في أمر القضاء وهو يقول اتق الله ولا ترع أمانتك إلا من يخاف الله، والله ما أنا مأمون الرضى، فكيف أكون مأمون الغضب؟! ولو اتجه الحكم عليك ثم هددتني أن تغرقني في الفرات أو أن تلي الحكم لاخترت أن أغرق، ولك حاشية يحتاجون إلى من يكرمهم لك

فلا أصلح لذلك. فقال له: كذبت أنت تصلح، فقال قد حكمت لي على نفسك كيف يحل لك أن تولي قاضيا على أمانتك وهو كذاب. أخبرنا الصيمري أخبرنا أبو عبيد الله المرزباني حدثنا محمد بن أحمد الكاتب حدثنا عيسى العذري قال حدثونا عن المنصور أنه لما بنى مدينته ونزلها ونزل المهدي في الجانب الشرقي، وبنى مسجد الرصافة، أرسل إلى أبي حنيفة، فجيء به فعرض عليه قضاء الرصافة، فأبى فقال له إن لم تفعل ضربتك بالسياط، قال أو تفعل؟ قال نعم. فقعد في القضاء يومين فلم يأته أحد، فلما كان في اليوم الثالث أتاه رجل صفار ومعه آخر فقال الصفار لي على هذا درهمان وأربعة دوانيق ثمن تور صفر. فقال أبو حنيفة: اتق الله وانظر فيما يقول الصفار. قال ليس له علي شيء، فقال أبو حنيفة للصفار ما تقول؟ قال استحلفه لي. فقال أبو حنيفة للرجل قل والله الذي لا إله إلا هو. فجعل يقول، فلما رآه أبو حنيفة مقدما على أن يحلف، قطع عليه وضرب بيده إلى كمه فحل صرة وأخرج درهمين ثقيلين، فقال للصفار هذان الدرهمان عوض من باقي تورك. فنظر الصفار إليهما وقال نعم، فأخذ الدرهمين، فلما كان بعد يومين اشتكى أبو حنيفة فمرض ستة أيام ثم مات. قال أبو الفضل يعني عباسا، وقبره في مقابر الخيزران، إذا دخلت من باب القطانين يسرة بعد قبرين أو ثلاثة.

وقيل إن المنصور قدمه بغداد لأمر غير القضاء. أخبرنا أبو العلاء الواسطي حدثنا أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن يعقوب بن شيبة عن جده يعقوب قال حدثني عبد الله بن الحسن قال سمعت الواقدي يقول: كنت بالكوفة وقد أشخص أبو جعفر أمير المؤمنين أبا حنيفة إلى بغداد. أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا إسماعيل بن علي الخطبي حدثنا محمد بن عثمان حدثنا نصر بن عبد الرحمن قال حدثنا الفضل بن دكين حدثني زفر بن الهذيل قال كان أبو حنيفة يجهر بالكلام أيام إبراهيم جهارا شديدا فقلت

له والله ما أنت بمنته حتى يوضع الحبل في أعنقنا. قال فلم يلبث أن جاءه كتاب المنصور إلى عيسى بن موسى أن احمل أبا حنيفة. قال فغدوت إليه ووجهه كأنه مسح، قال فحمله إلى بغداد فعاش خمسة عشر يوما ثم سقاه فمات، وذلك في سنة خمسين، ومات أبو حنيفة وله سبعون سنة.

﴿ صفة أبي حنيفة وذكر السنة التي ولد فيها ﴾

أخبرنا القاضي أبو عبد الله الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبي عن أبي العباس بن سعيد قال حدثنا عبد الله بن إبراهيم بن قتيبة حدثنا الحسن بن الخلال قال سمعت مزاحم بن داود بن علية يذكر عن أبيه أو غيره قال ولد أبو حنيفة سنة إحدى وستين[1] ومات سنة خمسين ومائة لا أعلم لصاحب هذا القول متابعا. أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن عبد الله الأصبهاني ... حدثنا محمد بن إسحاق الثقفي حدثنا يوسف بن موسى حدثنا أبو نعيم قال ولد أبو حنيفة سنة ثمانين وكان له يوم مات سبعون سنة، ومات في سنة خمسين ومائة وهو النعمان بن ثابت. أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا أبو بكر محمد بن حمدان بن الصباح النيسابوري بالبصرة حدثنا أحمد بن الصلت بن المغلس الحماني قال سمعت أبا نعيم يقول: ولد أبو حنيفة سنة ثمانين ومات سنة خمسين ومائة، وعاش سبعين سنة. قال أبو نعيم وكان أبو حنيفة حسن الوجه، حسن الثياب، طيب الريح، حسن المجلس، شديد الكرم، حسن المواساة لإخوانه. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي ابن عفان قال سمعت عمر بن حماد يقول سمعت أبا يوسف يقول: كان أبو حنيفة ربعة من الرجال ليس بالقصير ولا بالطويل، وكان أحسن الناس منطقا

(1) ولم يجمع من الفقهاء من دون أحاديث الصحابة من الصحابة رضي الله عنهم كأبي سعيد الطبري الشافعي المقرئ وغيره.

وأحلامهم سعة ، وأتمهم على من يريده . وقال النخعي حدثنا محمد بن جعفر بن إسحاق عن عمر بن حماد بن أبي حنيفة أن أبا حنيفة كان طوالا تعلوه سمرة ، وكان لباسا حسن الهيئة كثير التعطر ، يعرف بريح الطيب إذا أقبل وإذا خرج من منزله قبل أن تراه . أخبرنا القاضي أبو بكر أحمد بن الحسن الحرشي حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثنا محمد بن الجهم حدثنا إبراهيم بن عمر بن حماد بن أبي حنيفة قال قال أبو حنيفة : لا يكتني بكنيتي بعدي إلا مجنون . قال فرأينا عدة اكتنوا بها فكان في عقولهم ضعف . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو بكر عبد الله بن يحيى الطلحي حدثنا عثمان بن عبد الله الطلحي حدثنا إسماعيل بن محمد الطلحي حدثنا سعيد بن سالم البصري قال سمعت أبا حنيفة يقول لقيت عطاء بمكة فسألته عن شيء فقال من أين أنت ؟ قلت من أهل الكوفة ، قال أنت من أهل القرية الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا ؟ قلت نعم ! قال فمن أي الأصناف أنت ؟ قلت ممن لا يسب السلف ويؤمن بالقدر ولا يكفر أحدا بذنب ، قال فقال لي عطاء عرفت فالزم

﴿ ذكر خبر ابتداء أبي حنيفة بالنظر في العلم ﴾

أخبرنا الخلال أخبرنا علي بن عمر الحريري أن علي بن محمد النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن محمود الصيدناني حدثنا محمد بن شجاع بن الثلجي حدثني الحسن بن أبي مالك عن أبي يوسف . قال قال أبو حنيفة : لما أردت طلب العلم جعلت أتخير العلوم وأسأل عن عواقبها ، فقيل لي تعلم القرآن ، فقلت إذا تعلمت القرآن وحفظته فما يكون آخره ؟ قالوا تجلس في المسجد ويقرأ عليك الصبيان والأحداث ثم لا تلبث أن يخرج فيهم من هو أحفظ منك ، أو يساويك في الحفظ فتذهب رياستك . قلت : فإن سمعت الحديث وكتبته حتى لم يكن في الدنيا أحفظ مني ؟ قالوا إذا كبرت وضعفت حدثت واجتمع عليك الأحداث والصبيان ثم لا تأمن أن تغلط فيرموك بالكذب فيصير عارا عليك في عقبك ، فقلت لا حاجة لي في هذا ، ثم

قلت أتعلم النحو ، فقلت إذا حفظت النحو والعربية ما يكون آخر أمري ؟ قالوا تقعد معلما فأكثر رزقك ديناران إلى ثلاثة ، قلت وهذا لا عاقبة له ، قلت فإن نظرت في الشعر فلم يكن أحد أشعر مني ما يكون أمري ؟ قال تمدح هذا فيهب لك ، أو يحملك على دابة ، أو يخلع عليك خلعة ، وإن حرمك هجوته فصرت تقذف المحصنات ، قلت لا حاجة لي في هذا . قلت فإن نظرت في الكلام ما يكون آخره ؟ قالوا لا يسلم من نظر في الكلام من مشنعات الكلام فيرمى بالزندقة ، فإما أن تؤخذ فتقتل ، وإما أن تسلم فتكون مذموما ملوما . قلت فإن تعلمت الفقه ؟ قالوا تسأل وتفتي الناس وتطلب للقضاء وإن كنت شابا . قلت ليس في العلوم شيء أنفع من هذا فلزمت الفقه وتعلمته . أخبرنا الصيمري حدثنا محمد بن العباس(1) حدثنا أبو أيوب سليمان بن إسحاق الجلاب قال سمعت إبراهيم الحربي يقول كان أبو حنيفة طلب النحو في أول أمره ، فذهب يقيس فلم يجيء ، وأراد أن يكون فيه أستاذا ، فقال قلب وقلوب وكلب وكلوب ، فقيل له كلب وكلاب ، فتركه ووقع في الفقه فكان يقيس ، ولم يكن له علم بالنحو ، فسأله رجل بمكة فقال له رجل شج رجلا بحجر فقال هذا خطأ ليس عليه شيء ، لو أنه حتى يرميه بأبا قبيس لم يكن عليه شيء . أخبرني البرقاني أخبرنا محمد بن العباس الخزاز حدثنا عمر بن سعد حدثنا عبد الله ابن محمد حدثني أبو مالك بن أبي عزة النخعي عن عبد الله بن صالح عن أبي يوسف قال قال لي أبو حنيفة إنهم يقرؤون حرفا في يوسف يلحنون فيه ؟ قلت ما هو ؟ قال قوله (لا يأتيكما طعام ترزقانه) قلت فكيف هو ؟ قال ترزقانه . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثني جعفر بن محمد بن حازم حدثنا الوليد بن حماد

(1) معروف بالتساهل في الرواية والتحديث بما ليس عنده سماعه كما أثره المصنف وقد استوفى الكلام في رد هذه الرواية عالم الملوك الملك المعظم في السهم المصيب وعلها الرواية التالية في الرد على أن الإمام نشأ في مهد العلوم العربية في بيئة عربية ومسائل الأيمان في الجامع الكبير مما يقضي له بالتغلغل في أسرار العربية .

عن الحسن بن زياد عن زفر بن الهذيل قال سمعت أبا حنيفة يقول: كنت أنظر في
الكلام حتى بلغت فيه مبلغاً يشار إليّ فيه بالأصابع، وكنا نجلس بالقرب من
حلقة حماد بن أبي سليمان، فجاءتني امرأة يوماً فقالت: رجل له امرأة أمة أراد أن يطلقها
للسنة كم يطلقها؟ فلم أدر ما أقول، فأمرتها أن تسأل حماداً ثم ترجع فتخبرني، فسألت
حماداً فقال: يطلقها وهي طاهر من الحيض والجماع تطليقة ثم يتركها حتى تحيض
حيضتين، فإذا اغتسلت فقد حلت للأزواج، فرجعت فأخبرتني، فقلت: لا حاجة لي
في الكلام. وأخذت نعلي فجلست إلى حماد فكنت أسمع مسائله فأحفظ قوله ثم
يعيدها من الغد، فأحفظها ويخطئ أصحابه. فقال: لا يجلس في صدر الحلقة بحذائي
غير أبي حنيفة. فصحبته عشر سنين، ثم نازعتني نفسي الطلب للرياسة فأحببت أن
أعتزله وأجلس في حلقة لنفسي. فخرجت يوماً بالعشي وعزمي أن أفعل، فلما دخلت
المسجد ورأيته لم تطب نفسي أن أعتزله فجئت وجلست معه. فجاءه في تلك الليلة
نعي قرابة له قد مات بالبصرة، وترك مالاً وليس له وارث غيره، فأمرني أن أجلس
مكانه، فما هو إلا أن خرج حتى وردت عليّ مسائل لم أسمعها منه، فكنت
أجيب وأكتب جوابي، فغاب شهرين، ثم قدم فعرضت عليه المسائل — وكانت
نحواً من ستين مسألة — فوافقني في أربعين وخالفني في عشرين، فآليت على نفسي
أن لا أفارقه حتى يموت، فلم أفارقه حتى مات. أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد
حدثنا الوليد بن بكر الأندلسي حدثنا علي بن أحمد بن زكريا الهاشمي حدثنا أبو مسلم
صالح بن أحمد بن عبد الله العجلي حدثني أبي قال: قال أبو حنيفة: قدمت البصرة
فظننت أني لا أسأل عن شيء إلا أجبت فيه، فسألوني عن أشياء لم يكن عندي
فيها جواب، فجعلت على نفسي أن لا أفارق حماداً حتى يموت، فصحبته ثماني عشرة
سنة. أخبرني الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبي عن أبي العباس
أحمد بن محمد بن سعيد قال حدثني محمد بن عبيد بن عتبة حدثنا محمد بن الحسين —

أبو بشير — حدثنا إبراهيم بن سماعة مولى بني عبس قال سمعت أبا حنيفة يقول:
ما صليت صلاة منذ مات حماد إلا استغفرت له مع والديّ، وإني لأستغفر لمن
تعلمت منه علماً أو علمته علماً. وأخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرئ
حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا ابن مغلس حدثنا هارون بن سري قال سمعت يونس
ابن بكير يقول سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي سليمان يقول: غاب أبي غيبة في سفر
له ثم قدم فقلت له: يا أبت إلى أي شيء كنت أشوق؟ قال: وأنا أرى أنه يقول إلى
ابني، فقال: إلى أبي حنيفة، ولو أمكنني أن لا أرفع طرفي عنه فعلت. أخبرني محمد
ابن عبد الملك القرشي أخبرنا أبو العباس أحمد بن محمد بن الحسين [illegible] حدثنا
علي بن أحمد الفارسي أخبرنا محمد بن فضيل [illegible] حدثنا أبو مطيع
قال قال أبو حنيفة: دخلت على أبي جعفر أمير المؤمنين فقال لي: يا أبا حنيفة عمن
أخذت العلم؟ قال قلت: عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب، وعن علي بن أبي
طالب، وعبد الله بن مسعود، وعبد الله بن عباس. قال: فقال أبو جعفر: بخ بخ،
استوثقت ما شئت يا أبا حنيفة، الطيبين الطاهرين المباركين صلوات الله عليهم.
أخبرني أبو بشر محمد بن عمر الوكيل، وأبو الفتح عبد الكريم بن محمد الضبي قالا:
حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا مكرم بن أحمد القاضي حدثنا أحمد بن عطية
الكوفي حدثنا ابن أبي أويس قال سمعت الربيع بن يونس يقول: دخل أبو
حنيفة يوماً على المنصور وعنده عيسى بن موسى، فقال للمنصور: هذا عالم الدنيا
اليوم. فقال له: يا نعمان عمن أخذت العلم؟ قال: عن أصحاب عمر عن عمر، وعن
أصحاب علي عن علي، وعن أصحاب عبد الله عن عبد الله، وما كان في وقت ابن
عباس على وجه الأرض أعلم منه. قال: لقد استوثقت لنفسك. أخبرنا القاضي
أبو بكر محمد بن عمر الداودي أخبرنا عبيد الله بن أحمد بن يعقوب المقرئ حدثنا
محمد بن محمد بن سليمان الباغندي حدثني شعيب بن أيوب حدثنا أبو يحيى الحماني

قال سمعت أبا حسنة يقول: رأيت رؤيا أفزعتني حتى رأيت كأني انبش قبر النبي صلى الله عليه وسلم فأتيت البصرة فأمرت رجلا يسأل محمد بن سيرين. فسأله فقال هذا رجل ينبش أخبار رسول الله صلى الله عليه وسلم. حدثني الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبي العباس بن سعيد قال أخبرني محمد بن عبد الله بن سالم قال سمعت أبي يقول سمعت هشام بن مهران يقول رأى أبو حنيفة في النوم كأنه ينبش قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم، فبعث من سأل له محمد بن سيرين، فقال محمد بن سيرين من صاحب هذه الرؤيا؟ فلم يجبه عنه ثم سأله الثانية، فقال مثل ذلك، ثم سأله الثالثة فقال صاحب هذه الرؤيا يثير علما لم يسبقه إليه أحد قبله. قال: هشام فنظر أبو حنيفة وتكلم حينئذ.

﴿ مناقب أبي حنيفة ﴾

• أخبرني القاضي أبو العلاء محمد بن علي الواسطي وأبو عبد الله أحمد بن أحمد بن علي القصري. قالا أخبرنا أبو زيد الحسين بن الحسن بن علي بن عامر السكندي - بالكوفة - أخبرنا أبو عبد الله محمد بن سعيد البورقي المروزي حدثنا سليمان بن جابر بن سليمان بن ياسر بن جابر حدثنا بشر بن يحيى قال أخبرنا الفضل بن موسى السيناني عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «إن في أمتي رجلا - وفي حديث القصري - يكون في أمتي رجل اسمه النعمان وكنيته أبو حنيفة، هو سراج أمتي، هو سراج أمتي، هو سراج أمتي» قال لي أبو العلاء الواسطي كتب عني هذا الحديث القاضي أبو عبد الله الصيمري.

♦ قلت: وهو حديث موضوع[1] تفرد بروايته البورقي وقد شرحنا فيما تقدم

(١) استوفى طرقه البدر العيني في تاريخه الكبير واستصعب الحكم عليه بالوضع مع وروده بتلك الطرق الكثيرة.

أمره وبيان حاله. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم أخبرنا سليمان ابن الربيع الخزاز حدثنا محمد بن حفص عن الحسن بن سليمان أنه قال في تفسير الحديث «لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم» قال هو علم أبي حنيفة وتفسيره الآثار. أخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا القاضي أبو نصر أحمد بن نصر بن محمد ابن أشكاب البخاري قال سمعت محمد بن خلف بن رجاء يقول سمعت محمد بن سلمة يقول قال خلف بن أيوب صار العلم من الله تعالى إلى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار إلى أصحابه، ثم صار إلى التابعين، ثم صار إلى أبي حنيفة وأصحابه، فمن شاء فليرض، ومن شاء فليسخط. أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق حدثنا محمد بن عمر الجعابي حدثني أبو بكر إبراهيم بن محمد بن داود بن سليمان القطان حدثنا إسحاق بن البهلول سمعت ابن عيينة يقول ما مقلت عيني مثل أبي حنيفة. أخبرني محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا محمد بن نعيم الضبي قال سمعت أبا الفضل محمد بن الحسين قاضي نيسابور سمعت حماد بن أحمد القاضي المروزي يقول سمعت إبراهيم بن عبد الله الخلال يقول سمعت ابن المبارك يقول كان أبو حنيفة آية فقال له قائل: في الشر يا أبا عبد الرحمن أو في الخير؟ فقال اسكت يا هذا فإنه يقال: غاية في الشر، وآية في الخير ثم تلا هذه الآية (وجعلنا ابن مريم وأمه آية). أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن محمد بن مغلس حدثنا الحماني قال سمعت ابن المبارك يقول ما كان أوقر مجلس أبي حنيفة، كان يشبه الفقهاء، وكان حسن السمت، حسن الوجه، حسن الثوب، ولقد كنا يوما في مسجد الجامع، فوقعت حية، فسقطت في حجر أبي حنيفة، وهرب الناس غيره، فما رأيته زاد على أن نفض الحية وجلس مكانه. أخبرنا الحسن بن أبي بكر حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن الصواف أخبرنا محمد بن محمد المروزي حدثنا حامد بن آدم حدثنا أبو وهب محمد بن مزاحم قال سمعت

عبد الله بن المبارك يقول: لولا أن الله أعانني بأبي حنيفة، وسفيان، كنت كسائر الناس. أخبرنا أبو نعيم الحافظ أخبرنا علي بن أحمد بن أبي غسان الدقيق المصري حدثنا جعفر بن محمد بن موسى النيسابوري الحافظ قال: سمعت علي بن سالم العمري يقول: سمعت أبا يحيى الحماني يقول: ما رأيت رجلا قط خيراً من أبي حنيفة. حدثني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي قالا: أخبرنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن عطية الكوفي حدثنا سحاب قال سمعت أبا بكر بن عياش يقول: أبو حنيفة أفضل أهل زمانه. أخبرني الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبي العباس بن سعيد قال حدثنا محمد بن عبد الله بن أبي حكيمة حدثنا ابراهيم بن أحمد الخزاعي قال سمعت أبي يقول: سمعت سهل بن مزاحم يقول: بذلت الدنيا لأبي حنيفة فلم يردها، وضرب عليها بالسياط فلم يقبلها. أخبرنا علي بن القاسم الشاهد - بالبصرة - حدثنا علي بن إسحاق المادرائي أخبرنا أحمد بن زهير - إجازة - أخبرني سليمان بن أبي شيخ. وأخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي قالا: أخبرنا عمر بن أحمد حدثنا الحسين بن أحمد بن صدقة الفرائضي - وهذا لفظ حديثه - حدثنا أحمد بن خيثمة حدثنا سليمان بن أبي شيخ حدثني حجر بن عبد الجبار قال قيل للقاسم بن معن ابن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود: ترضى أن تكون من غلمان أبي حنيفة؟ قال ما جلس الناس إلى أحد أنفع من مجالسة أبي حنيفة. وقال له القاسم: تعال معي إليه، فجاء فلما جلس إليه لزمه. وقال: ما رأيت مثل هذا. زاد الفرائضي قال سليمان: وكان أبو حنيفة ورعا سخياً.

﴿ ما قيل في فقه أبي حنيفة ﴾

أخبرنا البرقاني حدثنا أبو العباس بن حمدان لفظا حدثنا محمد بن أيوب أخبرنا أحمد بن الصباح قال سمعت الشافعي - محمد بن إدريس - قال قيل لمالك بن

أنس: هل رأيت أبا حنيفة؟ قال نعم، رأيت رجلا لو كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته. حدثني الصوري أخبرنا الخصيب بن عبد الله القاضي - بمصر - حدثني أحمد بن جعفر بن حمدان الطرسوسي حدثنا عبد الله بن جابر البزاز قال سمعت جعفر بن محمد بن عيسى بن نوح يقول سمعت محمد بن عيسى ابن الطباع يقول: سمعت روح بن عبادة يقول: كنت عند ابن جريج سنة خمسين - وأتاه موت أبي حنيفة - فاسترجع وتوجع، وقال: أي علم ذهب! قال ومات فيها ابن جريج. أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي. قالا حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا أحمد بن محمد بن عصمة الخراساني حدثنا أحمد بن بسطام حدثنا الفضل بن عبد الجبار قال سمعت أبا عثمان حمدون بن أبي الطوسي يقول. سمعت عبد الله بن المبارك يقول: قدمت الشام على الأوزاعي فرأيته ببيروت، فقال لي: يا خراساني من هذا المبتدع الذي خرج بالكوفة يكنى أبا حنيفة؟ فرجعت إلى بيتي، فأقبلت على كتب أبي حنيفة، فأخرجت منها مسائل من جياد المسائل، وبقيت في ذلك ثلاثة أيام، فجئت يوم الثالث، وهو مؤذن مسجدهم وإمامهم، والكتاب في يدي، فقال: أي شيء هذا الكتاب؟ فناولته فنظر في مسألة منها وقعت عليها قال النعمان، فما زال قائما بعدما أذن حتى قرأ صدراً من الكتاب، ثم وضع الكتاب في كمه، ثم أقام وصلى، ثم أخرج الكتاب حتى أتى عليها. فقال لي: يا خراساني من النعمان بن ثابت هذا؟ قلت شيخ لقيته بالعراق. فقال: هذا نبيل من المشايخ، اذهب فاستكثر منه. قلت: هذا أبو حنيفة الذي نهيت عنه. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا سليمان بن الربيع حدثنا همام بن مسلم قال سمعت مسعر بن كدام يقول: ما أحسد أحداً بالكوفة إلا رجلين: أبو حنيفة في فقهه، والحسن ابن صالح في زهده. أخبرني الصيمري قال قرأت على الحسين بن هارون عن

أبو العباس بن سعيد قال حدثنا عبد الله بن محمد بن مسرور حدثنا علي بن
مكيف حدثني أبي عن إبراهيم بن الزبرقان قال كنت يوماً عند مسعر فمر بنا
أبو حنيفة فسلم ووقف عليه ثم مضى، فقال بعض القوم لمسعر: ما أكثر خصوم
أبي حنيفة! فاستوى مسعر منتصباً ثم قال: إليك فما رأيته خاصم أحداً قط إلا فلج
عليه. أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا
أحمد بن محمد بن مغلس أخبرنا أبو غسان قال سمعت إسرائيل يقول: كان نعم
الرجل النعمان، ما كان أحفظه لكل حديث فيه فقه، وأشد فحصه عنه، وأعلمه
بما فيه من الفقه، وكان قد ضبط عن حماد فأحسن الضبط عنه، فأكرمه الخلفاء
والأمراء والوزراء، وكان إذا ناظره رجل في شيء من الفقه همته نفسه، ولقد
كان مسعر يقول: من جعل أبا حنيفة بينه وبين الله رجوت أن لا يخاف ولا يكون
فرط في الاحتياط لنفسه. أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان بن
الصباح النيسابوري حدثنا أحمد بن الصلت الحماني حدثنا علي بن المديني قال
سمعت عبد الرزاق يقول: كنت عند معمر فأتاه ابن المبارك فسمعنا معمراً يقول:
ما أعرف رجلاً يحسن يتكلم في الفقه أو يسعه أن يقيس ويشرح لمخلوق النجاة
في الفقه أحسن معرفة من أبي حنيفة، ولا أشفق على نفسه من أن يدخل في
دين الله شيئاً من الشك من أبي حنيفة. أخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين
ابن هارون عن أبي سعيد قال حدثنا محمد بن تميم بن عباد المروزي حدثنا
حامد بن آدم حدثنا عبد الله بن أبي جعفر الرازي. قال سمعت أبي يقول:
ما رأيت أحداً أفقه من أبي حنيفة، وما رأيت أحداً أورع من أبي حنيفة. أخبرني
أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي. قالا: حدثنا عمر بن أحمد حدثنا مكرم بن
أحمد حدثنا أحمد بن عطية حدثنا سعيد بن منصور. وأخبرني التنوخي حدثني
أبي حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا أحمد بن الصلت قال حدثنا سعيد

ابن منصور قال سمعت الفضيل بن عياض يقول: كان أبو حنيفة رجلاً فقيهاً معروفاً
بالفقه، مشهوراً بالورع، واسع المال، معروفاً بالأفضال على كل من يطيف به،
صبوراً على تعليم العلم بالليل والنهار، حسن الليل، كثير الصمت، قليل الكلام
حتى ترد مسألة في حلال أو حرام، فكان يحسن أن يدل على الحق، هارباً من مال
السلطان. هذا آخر حديث مكرم. وزاد ابن الصباح: وكان إذا وردت عليه
مسألة فيها حديث صحيح اتبعه، وإن كان عن الصحابة والتابعين، وإلا قاس
وأحسن القياس. أخبرني التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان قال حدثنا
أحمد بن الصلت حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت أبا يوسف يقول: ما رأيت أحداً
أعلم بتفسير الحديث ومواضع النكت التي فيه من الفقه من أبي حنيفة. أخبرنا
الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن محمد بن
مغلس قال سمعت محمد بن سماعة يقول سمعت أبا يوسف يقول: ما خالفت أبا حنيفة
في شيء قط فتدبرته إلا رأيت مذهبه الذي ذهب إليه أنجى في الآخرة، وكنت
ربما ملت إلى الحديث، وكان هو أبصر بالحديث الصحيح مني. أخبرني أبو
منصور علي بن محمد بن الحسين الدقاق قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبي عن
أحمد بن محمد بن سعيد قال حدثنا محمد بن عبد الله بن نوفل حدثني عبد الرحمن
ابن فضل بن موفق أخبرني إبراهيم بن سمعة العيدلي قال سمعت أبا يوسف يقول:
إني لأدعو لأبي حنيفة قبل أبوي، ولقد سمعت أبا حنيفة يقول: إني لأدعو لحماد
مع أبوي. أخبرنا القاضي علي بن أبي علي البصري حدثنا أحمد بن عبد الله الدوري
أخبرنا أحمد بن القاسم بن نصر أخو أبي الليث الفرائضي حدثنا سليمان بن أبي
شيخ حدثني محمد بن عمر الحنفي عن أبي عياد — شيخ لهم — قال قال الأعمش
لأبي يوسف: كيف ترك صاحبك أبو حنيفة قول عبد الله: عتق الأمة طلاقها؟
قال: تركه لحديثك الذي حدثته عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة أن بريرة حين

اعتقدت خيرت، قال الاعمش: ان أبا حنيفة لعطى. قال وأحسبه ما أحسد به أبو حنيفة. أخبرنا القاضي أبو جعفر محمد بن احمد بن محمد السمناني أخبرنا اسماعيل ابن الحسين بن علي البخاري الزاهد حدثنا أبو بكر احمد بن سعد بن نصر حدثنا علي بن موسى القمي حدثني محمد بن سعدان قال سمعت أبا سليمان الجوزجاني يقول سمعت حماد بن زيد يقول: أردت الحج، فأتيت أيوب أودعه، فقال: بلغني أن الرجل الصالح فقيه أهل الكوفة - يعني أبا حنيفة - يحج العام. فاذا لقيته فأقرئه مني السلام. أخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابن سعيد قال حدثنا عبد الله بن ابراهيم بن قتيبة حدثنا ابن نمير حدثني ابراهيم بن المصير عن اسماعيل بن حماد عن أبي بكر بن عياش قال: مات عمر بن سعيد أخو سفيان فأتيناه نعزيه، فاذا المجلس غاص بأهله، وفيهم عبد الله بن إدريس، إذ أقبل أبو حنيفة في جماعة معه، فلما رآه سفيان تحرك من مجلسه، ثم قام فاعتنقه، وأجلسه في موضعه وقعد بين يديه، قال أبو بكر: فاغتظت عليه، وقال ابن ادريس: ويحك ألا ترى؟ فجلسنا حتى تفرق الناس، فقلت لعبد الله بن ادريس: لا تقم حتى نعلم ما عنده في هذا، فقلت: يا أبا عبد الله رأيتك اليوم فعلت شيئاً أنكرته، وأنكره أصحابنا عليك، قال: وما هو؟ قلت: جاءك أبو حنيفة فقمت اليه وأجلسته في مجلسك وصنعت به صنيعاً بليغاً، وهذا عند أصحابنا منكر. فقال: وما أنكرت من ذاك؟ هذا رجل من العلم بمكان، فان لم أقم لعلمه قمت لسنه، وإن لم أقم لسنه قمت لفقهه، وإن لم أقم لفقهه قمت لورعه. فأحجمني فلم يكن عندي جواب. أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي قالا حدثنا عمر بن احمد قال سمعت محمد بن احمد بن القسم النيسابوري - قدم علينا - قال سمعت احمد بن حم العتكي يقول سمعت محمد بن الفضيل الزاهد البلخي يقول سمعت أبا مطيع حكم بن عبد الله يقول: ما رأيت صاحب - يعني حديث - أفقه من سفيان الثوري،

وكان أبو حنيفة أفقه منه. أخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم المؤدب أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب بن شيبة حدثنا جدي يعقوب بن احمد قال سمعت الحسن بن علي قال سمعت يزيد بن هارون - وسأله انسان - فقال: يا أبا خالد من أفقه من رأيت؟ قال: أبو حنيفة. قال الحسن: ولقد قلت لأبي عاصم - يعني النبيل - أبو حنيفة أفقه، أو سفيان؟ قال: عبد أبي حنيفة أفقه من سفيان. أخبرنا الحسين بن علي أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا ضرار بن صرد قال سئل يزيد بن هارون أيما أفقه، أبو حنيفة أو سفيان؟ قال سفيان أحفظ للحديث، وأبو حنيفة أفقه. قال وسألت أبا عاصم النبيل فقلت أيما أفقه، سفيان أو أبو حنيفة؟ قال: غلام من غلمان أبي حنيفة أفقه من سفيان. أخبرنا الحسين بن علي الصيمري أخبرنا عبد الله بن محمد الحلواني حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد ابن محمد - يعني الحماني - قال سمعت سجادة يقول: دخلت أنا وأبو مسلم المستملي على يزيد بن هارون - وهو نازل ببغداد على منصور بن المهدي - فصعدنا إلى غرفة هو فيها فقال له أبو مسلم: ما تقول يا أبا خالد في أبي حنيفة والنظر في كتبه؟ قال: انظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا فاني ما رأيت أحداً من الفقهاء يكره النظر في قوله، ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا أبو كريب قال سمعت عبد الله بن المبارك يقول. أخبرني محمد بن احمد ابن يعقوب أخبرنا محمد بن نعيم الضبي حدثنا أبو سعيد محمد بن الفضل المذكر حدثنا أبو عبد الله محمد بن سعيد المروزي حدثنا أبو حمزة - يعني ابن حمزة - قال سمعت أبا وهب محمد بن مزاحم يقول سمعت عبد الله بن المبارك يقول: رأيت أعبد الناس، ورأيت أورع الناس، ورأيت أعلم الناس، ورأيت أفقه

الناس، فإن أعبد الناس عبد العزيز بن أبي رواد، وإن أورع الناس الفضيل
ابن عياض، وإن أعلم الناس سفيان الثوري، وإن أفقه الناس أبو حنيفة،
ثم قال: ما رأيت في الفقه مثله. أخبرنا الصيمري حدثنا عمر بن إبراهيم حدثنا
مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن محمد بن مغلس حدثنا محمد بن مقاتل قال سمعت ابن
المبارك قال: إن كان الأثر قد عرف واحتيج إلى الرأي فرأي مالك، وسفيان
وأبي حنيفة، وأبو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة، وأغوصهم على الفقه، وهو أفقه
الثلاثة. وقال أحمد بن محمد حدثنا نصر بن علي قال سمعت أبا عاصم النبيل
سئل: أيما أفقه سفيان أو أبو حنيفة؟ فقال: غمز بعلى الثوري في [illegible]
أبو حنيفة فقيه تام الفقه، وسفيان رجل متفقه. أخبرنا محمد بن أحمد بن الفضل
القطان أخبرنا عثمان بن أحمد الدقاق حدثنا محمد بن إبراهيم - أبو حمزة المروزي -
قال سمعت ابن أعين أبا الوزير المروزي قال قال عبد الله - يعني ابن المبارك -
إذا اجتمع سفيان وأبو حنيفة فمن يقوم لهما على فتيا؟ أخبرنا الحسين بن علي
ابن محمد المعدل حدثنا علي بن الحسن الرازي حدثنا محمد بن الحسين الزعفراني
حدثنا أحمد بن زهير حدثنا الوليد بن شجاع حدثني علي بن الحسن بن شقيق
قال: كان عبد الله بن المبارك يقول: إذا اجتمع هذان على شيء فذلك قوي - يعني
الثوري وأبا حنيفة. أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا أبو بكر محمد بن حمدان
ابن الصباح حدثنا محمد بن الصلت بن المغلس حدثنا حبان حدثنا ابن المبارك.
قال: رأيت مسعرا في حلقة أبي حنيفة جالسا بين يديه يسائله ويستفيد منه،
وما رأيت أحدا قط تكلم في الفقه أحسن من أبي حنيفة. أخبرنا أبو نعيم
الحافظ حدثنا محمد بن إبراهيم بن علي حدثنا أبو عروبة الحراني قال سمعت سلمة
ابن شبيب يقول سمعت عبد الرزاق يقول سمعت ابن المبارك يقول: إن كان
أحد ينبغي له أن يقول برأيه، فأبو حنيفة ينبغي له أن يقول برأيه. أخبرني

عبد الباقي بن عبد الكريم أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن
أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال حدثني علي بن أبي الربيع قال سمعت بشر بن
الحارث يقول سمعت عبد الله بن داود - قال جدي وحدثنيه إبراهيم بن هاشم قال
بشر حدثنيه عن ابن داود - قال: إذا أردت الآثار - أو قال الحديث، وأحسبه
قال والورع - فسفيان، وإذا أردت تلك الدقائق، فأبو حنيفة. أخبرنا الخلال
أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا عمر بن شهاب العبدي حدثنا حنبل
ابن واقد حدثني محمد بن بشر قال: كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفيان
فآتي أبا حنيفة فيقول لي من أين جئت؟ فأقول من عند سفيان. فيقول لقد
جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله، فآتي سفيان
فيقول لي من أين؟ فأقول من عند أبي حنيفة. فيقول لقد جئت من عند أفقه أهل
الأرض. أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا أحمد بن شعيب البخاري حدثنا
علي بن موسى القمي قال سمعت محمد بن عمار يقول قال علي بن عاصم: كنت في مجلس
فذكر أبو حنيفة، فقال لي خالد الطحان: ليت نفسي عنه بيني وبينك. أخبرنا
علي بن القاسم البصري حدثنا علي بن إسحاق المادرائي حدثنا أبو قلابة حدثنا بكر
ابن يحيى بن زبان عن أبيه قال قال لي أبو حنيفة: يا أهل البصرة أنتم أورع منا،
ونحن أفقه منكم. أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا محمد بن عبد الله الأصبهاني
حدثنا محمد بن إسحاق الثقفي حدثنا الجوهري حدثنا أبو نعيم قال: كان أبو
حنيفة صاحب غوص في المسائل. أخبرنا الجوهري أخبرنا محمد بن عمران المرزباني
حدثنا عبد الواحد بن محمد الخصيبي حدثني أبو مسلم الكجي إبراهيم بن عبد الله
قال حدثني محمد بن سعد أبو عبد الله الكاتب قال سمعت عبد الله بن داود
الخريبي يقول: يجب على أهل الإسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم
قال: وذكر حفظه عليهم السنن والفقه. أخبرنا علي بن أبي علي حدثنا أبو علي أحمد

ابن محمد بن محمد بن اسحاق المعدل النيسابوري حدثنا أبو حامد احمد بن محمد بن بلال قال سمعت محمد بن يزيد يقول سمعت عبد الله بن يزيد المقرئ يقول : ما رأيت أسود رأس أفقه من أبي حنيفة . أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا محمد بن مخروم حدثنا بشر بن موسى حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ — وكان اذا حدث عن أبي حنيفة — قال حدثنا شاهنشاه . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا ابراهيم ابن مخلد البلخي حدثنا أحمد بن محمد البلخي قال سمعت شداد بن حكيم يقول : ما رأيت أعلم من أبي حنيفة . وقال النخعي حدثنا اسماعيل بن محمد الفارسي قال سمعت مكي بن ابراهيم ذكر أبا حنيفة فقال : كان أعلم أهل زمانه . أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا أحمد بن الصلت قال سمعت مليح بن وكيع يقول سمعت أبي يقول : ما لقيت أحداً أفقه من أبي حنيفة ، ولا أحسن صلاة منه . وقال ابن الصلت : سمعت الحسين بن حريث يقول سمعت النضر ابن شميل يقول : كان الناس نياماً عن الفقه حتى أيقظهم أبو حنيفة بما فتقه وبينه ، ولخصه . أخبرنا الجوهري أخبرنا عبد العزيز بن جعفر الخرقي حدثنا هيثم ابن خلف الدوري حدثنا أحمد بن منصور بن سيار قال سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى بن سعيد يقول : كم من شيء حسن قد قاله أبو حنيفة . أخبرنا علي بن القسم الشاهد حدثنا علي بن اسحاق المادرائي قال سمعت أبا جعفر بن أشرس يقول سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى القطان يقول : لا نكذب الله ، ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة . أخبرنا العتيقي حدثنا عبد الرحمن ابن عمر بن نصر بن محمد الدمشقي — بها — حدثني أبي حدثنا محمد بن علي بن سعيد القصري قال سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول : لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة ، ولقد أخذنا بأكثر أقواله .

قال يحيى بن معين : وكان يحيى بن سعيد يذهب في الفتوى الى قول الكوفيين ، ويختار قوله من أقوالهم ، ويتبع رأيه من بين أصحابه . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا محمد بن ابراهيم بن علي قال سمعت حمزة بن علي البصري يقول سمعت الربيع يقول سمعت الشافعي يقول : الناس عيال على أبي حنيفة في الفقه . أخبرنا علي بن القاسم حدثنا علي بن اسحاق المادرائي حدثنا زكريا بن عبد الرحمن حدثني عبد الله بن احمد قال قال هارون بن سعيد سمعت الشافعي يقول : ما رأيت أحداً أفقه من أبي حنيفة .

قلت : أراد بقوله ما رأيت ، ما علمت . أخبرنا أبو طاهر محمد بن علي ابن محمد بن يوسف الواعظ أخبرنا عبيد الله بن عثمان بن يحيى الدقاق حدثنا ابراهيم ابن محمد بن احمد — أبو اسحاق البخاري — حدثنا عباس بن عزيز أبو الفضل القطان حدثنا حرملة بن يحيى قال سمعت محمد بن ادريس الشافعي يقول : الناس عيال على هؤلاء الخمسة ، من أراد أن يتبحر في الفقه فهو عيال على أبي حنيفة قال وسمعته — يعني الشافعي — يقول : كان أبو حنيفة ممن وفق له الفقه ، ومن أراد أن يتبحر في الشعر فهو عيال على زهير بن أبي سلمى ، ومن أراد أن يتبحر في المغازي فهو عيال على محمد بن اسحاق ، ومن أراد أن يتبحر في النحو فهو عيال على الكسائي ومن أراد أن يتبحر في تفسير القرآن فهو عيال على مقاتل بن سليمان . أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان حدثنا أحمد بن الصلت الحماني قال سمعت أبا عبيد يقول سمعت الشافعي يقول : من أراد أن يعرف الفقه فليلزم أبا حنيفة وأصحابه ، فإن الناس كلهم عيال عليه في الفقه . أخبرني أبو الوليد الحسن بن محمد الدربندي أخبرني محمد بن احمد بن محمد بن سليمان الحافظ — ببخارى — قال سمعت علي بن الحسن بن عبد الرحيم الكرخي يقول سمعت أبا محمد عبد الله بن محمد بن عمر الأديب يقول سمعت يعقوب بن ابراهيم بن أبي خيران يقول سمعت

الحسن بن عثمان القاضي يقول: وحدث العلم بالعراق والحجاز ثلاثة، علم أبي حنيفة وتفسير الكلبي، ومغازي محمد بن إسحاق. أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن عطية قال سمعت يحيى بن معين يقول: القراءة عندي قراءة حمزة، والفقه فقه أبي حنيفة، على هذا أدركت الناس. أخبرني إبراهيم بن مخلد المعدل حدثنا القاضي أبو بكر أحمد بن كامل إملاء حدثنا محمد بن إسماعيل السلمي حدثنا عبد الله بن الزبير الحميدي قال سمعت سفيان بن عيينة يقول: شيئان ما ظننت أنهما يجاوزان قنطرة الكوفة وقد بلغا الآفاق: قراءة حمزة، ورأي أبي حنيفة. أخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم قال أخبرنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال سمعت علي بن المديني يقول كان يزيد بن زريع يقول: - وذكر أبو حنيفة - هيهات طارت بفتياه البغال الشهب. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم حدثنا إبراهيم بن مخلد حدثنا محمد بن سهل قال حدثني محمد بن هانئ قال سمعت جعفر بن الربيع يقول: أقمت على أبي حنيفة خمس سنين فما رأيت أطول صمتا منه، فإذا سئل عن شيء من الفقه تفتح وسال كالوادي، وسمعت له دويا وجهارة بالكلام. أخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبي سعيد قال حدثنا عبد الله بن أحمد بن بهلول قال: هذا كتاب جدي إسماعيل ابن حماد، فقرأت فيه: حدثني سعيد بن سويد القرشي قال سمعت إبراهيم بن عكرمة المخزومي يقول: ما رأيت أحداً أورع ولا أفقه من أبي حنيفة. أخبرنا القاضي أبو الطيب طاهر بن عبد الله الطبري حدثنا المعافى بن زكريا حدثنا محمد ابن جعفر المطيري حدثني محمد بن منصور القاضي حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا علي بن عاصم قال: دخلت على أبي حنيفة وعنده حجام يأخذ من شعره فقال للحجام: تتبع مواضع البياض. قال الحجام: لا ترد. قال: ولم؟ قال: لأنه

يكثر. قال: فتتبع مواضع السواد لعله يكثر. فحكي لشريك هذه الحكاية عن أبي حنيفة فضحك وقال: لو ترك أبو حنيفة قياسه لتركه مع الحجام. أخبرني الحسن بن أبي طالب حدثنا محمد بن عبد الملك القرشي قال حدثنا وقال محمد أخبرنا أحمد بن محمد بن الحسين الرازي حدثنا علي بن أحمد الفارسي الفقيه حدثنا محمد بن فضيل الزاهد قال سمعت أبا مطيع يقول: مات رجل وأوصى إلى أبي حنيفة وهو غائب، قال: فقدم أبو حنيفة، فارتفع إلى ابن شبرمة، وادعى الوصية وأقام البينة أن فلاناً مات وأوصى إليه، فقال له ابن شبرمة: يا أبا حنيفة احلف أن شهودك شهدوا بحق. فقال: ليس علي يمين، كنت غائباً. فقال: ضلت مقاييسك يا أبا حنيفة. فقال: ما تقول في أعمى شج فشهد له شاهدان أن فلاناً شجه، على الأعمى يمين أن شهوده شهدوا بالحق ولا يرى. أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي قالا حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا إبراهيم بن سفيان المروزي - قدم علينا - قال قرئ على عبد الله بن علي القزاز عن أحمد بن إسحاق عن النضر بن محمد قال: دخل قتادة الكوفة ونزل في دار أبي بردة، فخرج يوماً وقد اجتمع إليه خلق كثير، فقال قتادة: والله الذي لا إله إلا هو ما يسألني اليوم أحد عن الحلال والحرام إلا أجبته، فقام إليه أبو حنيفة فقال: يا أبا الخطاب ما تقول في رجل غاب عن أهله أعواماً فظنت امرأته أن زوجها مات فتزوجت، ثم رجع زوجها الأول ما تقول في صداقها؟ وقال لأصحابه الذين اجتمعوا إليه: لئن حدث بحديث ليكذبن، ولئن قال برأي نفسه ليخطئن. فقال قتادة: ويحك أوقعت هذه المسألة؟ قال: لا، قال: فلم تسألني عما لم يقع؟ قال أبو حنيفة: إنا نستعد للبلاء قبل نزوله، فإذا ما وقع عرفنا الدخول فيه والخروج منه. قال قتادة: والله لا أحدثكم بشيء من الحلال والحرام، سلوني عن التفسير. فقام إليه أبو حنيفة فقال له: يا أبا الخطاب ما تقول في قول الله تعالى: (قال الذي

عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك) قال نعم ، هذا آصف بن برخيا بن شمعيا كاتب سليمان بن داود كان يعرف اسم الله الأعظم ، فقال أبو حنيفة : هل كان يعرف الاسم سليمان ؟ قال لا ، قال فيجوز أن يكون في زمن نبي من هو أعلم من النبي ؟ قال فقال قتادة : والله لا أحدثكم بشيء من التفسير ، سلوني عما اختلف فيه العلماء ، قال فقام إليه أبو حنيفة فقال : يا أبا الخطاب أمؤمن أنت ؟ قال أرجو ! قال ولم ؟ قال لقول إبراهيم عليه السلام (والذي أطمع أن يغفر لي خطيئتي يوم الدين) فقال أبو حنيفة : فهلا قلت كما قال إبراهيم عليه السلام (قال أولم تؤمن ؟ قال بلى) فهلا قلت بلى ؟ قال فقام قتادة مغضبا ودخل الدار وحلف أن لا يحدثهم. أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن محمد - يعني الحماني - حدثنا الفضل بن غانم قال : كان أبو يوسف مريضا شديد المرض ، فعاده أبو حنيفة مرارا ، فصار إليه آخر مرة فرآه ثقيلا فاسترجع ، ثم قال : لقد كنت أؤملك بعدي للمسلمين ، ولئن أصيب الناس بك ليموتن معك علم كثير ، ثم رزق العافية وخرج من العلة ، فأخبر أبو يوسف بقول أبي حنيفة فارتفعت نفسه ، وانصرفت وجوه الناس إليه فقعد لنفسه مجلساً في الفقه وقصر عن لزوم مجلس أبي حنيفة ، فسأل عنه ، فأخبر أنه قد قعد لنفسه مجلساً ، وأنه قد بلغه كلامك فيه ، فدعا رجلا كان له عنده قدر فقال : صر إلى مجلس يعقوب فقل له : ما تقول في رجل دفع إلى قصار ثوباً ليقصره بدرهم ، فصار إليه بعد أيام في طلب الثوب ، فقال له القصار : ما لك عندي شيء وأنكره ، ثم إن رب الثوب رجع إليه فدفع إليه الثوب مقصوراً ، أله أجرة ؟ فإن قال له أجرة فقل أخطأت ، وإن قال لا أجرة له فقل أخطأت. فصار إليه فسأله فقال أبو يوسف : له الأجرة ، فقال أخطأت ، فنظر ساعة ثم قال : لا أجرة له فقال أخطأت ، فقام أبو يوسف من ساعته فأتى أبا حنيفة ، فقال له : ما جاء بك إلا مسألة القصار ؟ قال

أجل ! قال سبحان الله من قعد يفتي الناس وعقد مجلساً يتكلم في دين الله وهذا قدره لا يحسن أن يجيب في مسألة من الإجارات ، فقال يا أبا حنيفة علمني ، فقال إن كان قصره بعد ما غصبه فلا أجرة له ، لأنه قصره لنفسه ، وإن كان قصره قبل أن يغصبه فله الأجرة لأنه قصره لصاحبه. ثم قال : من ظن أنه يستغني عن التعلم فليبك على نفسه. أخبرني أبو القاسم الأزهري حدثنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال : أملى علي بعض أصحابنا أبياتاً مدح بها عبد الله بن المبارك أبا حنيفة :

رأيت أبا حنيفة كل يوم ... يزيد نبالة ويزيد خيرا
وينطق بالصواب ويصطفيه ... إذا ما قال أهل الجور جورا
يقايس من يقايسه بلب ... فمن ذا يجعلون له نظيرا
كفانا فقد حماد وكانت ... مصيبتنا به أمراً كبيرا
فرد شماتة الأعداء عنا ... وأبدى بعده علماً كثيرا
رأيت أبا حنيفة حين يؤتى ... ويطلب علمه بحراً غزيرا
إذا ما المشكلات تدافعتها ... رجال العلم كان بها بصيرا

أخبرنا الحسين بن علي الصيمري قال أنشدنا أبو القاسم عبيد الله بن محمد الشاهد أنشدنا مكرم بن أحمد لأبي القاسم عثمان بن محمد بن عبد الله بن سالم القيسي :

وضع القياس أبو حنيفة كله ... فأتى بأوضح حجة وقياس
وبنى على الآثار رأس بنائه ... فأتت فروعه على الآساس
والناس يقتبسون فيها قوله ... لما استطال ضياؤه للناس

أخبرني علي بن أبي علي البصري حدثنا القاضي أبو نصر محمد بن محمد بن سهل النيسابوري حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثني أحمد بن يحيى أبو يحيى

السمرقندي حدثنا نصر بن يحيى السمتي حدثنا الحسن بن زياد اللؤلؤي قال: كانت ههنا امرأة يقال لها أم عمران مجنونة، وكانت جالسة في الكناسة فمر بها رجل فكلمها بشيء فقالت له: يا ابن الزانيين، وابن أبي ليلى حاضر يسمع ذلك فقال للرجل: أدخلها علي المسجد، وأقام عليها حدين، حداً لأبيه، وحداً لأمه فبلغ ذلك أبا حنيفة فقال: أخطأ فيها في ستة مواضع، أقام الحد في المسجد، ولا تقام الحدود في المساجد، وضربها قائمة، والنساء يضربن قعوداً، وضرب لأبيه حداً ولأمه حداً ولو أن رجلاً قذف جماعة كان عليه حد واحد، وجمع بين حدين ولا يجمع بين حدين حتى يخف أحدهما، والمجنونة ليس عليها حد، وحد لأبويه وهما غائبان لم يحضرا فيدعيان. فبلغ ذلك ابن أبي ليلى فدخل على الأمير فشكى إليه وحجر على أبي حنيفة. وقال: لا يفتي، فلم يفت أياما حتى قدم رسول من ولي العهد فأمر أن يعرض على أبي حنيفة مسائل حتى يفتي فيها فأبى أبو حنيفة وقال: أنا محجور علي، فذهب الرسول إلى الأمير فقال الأمير قد أذنت له، فقعد فأفتى. أخبرنا التنوخي حدثنا أحمد بن عبد الله الوراق الدوري أخبرنا أحمد بن القاسم بن نصر أخو أبي الليث الفرائضي حدثنا سليمان بن أبي شيخ حدثنا عبد الله بن صالح بن مسلم العجلي قال قال رجل بالشام للحكم بن هشام الثقفي أخبرني عن أبي حنيفة قال على الخبير سقطت، كان أبو حنيفة لا يخرج أحداً من قبلة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يخرج من الباب الذي منه دخل، وكان من أعظم الناس أمانة، وأراده سلطانه على أن يتولى مفاتيح خزائنه أو يضرب ظهره، فاختار عذابهم على عذاب الله. فقال له: ما رأيت أحداً وصف أبا حنيفة بمثل ما وصفته به. قال هو كما قلت لك. أخبرني عبد الله ابن يحيى السكري أخبرنا إسماعيل بن محمد الصفار حدثنا أحمد بن منصور الرمادي حدثنا عبد الرزاق قال شهدت أبا حنيفة في مسجد الخيف فسأله رجل عن شيء

وأصحابه فقال رجل: إن الحسن يقول كذا وكذا، قال أبو حنيفة أخطأ الحسن، قال فجاء رجل مغطى الوجه قد عصب على وجهه فقال: أنت تقول أخطأ الحسن يا ابن الزانية؟ ثم مضى، فما تغير وجهه ولا تلون، ثم قال إي والله أخطأ الحسن وأصاب ابن مسعود. أخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا محمد بن أحمد بن الحسن الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزي حدثنا حامد بن آدم قال سمعت سهل ابن مزاحم يقول سمعت أبا حنيفة يقول (فبشر عبادي الذين يستمعون القول فيتبعون أحسنه) قال كان أبو حنيفة يكثر من قول: اللهم من ضاق بنا صدره فإن قلوبنا قد اتسعت له. أخبرنا الجوهري أخبرنا محمد بن عمران المرزباني حدثني عبد الواحد بن محمد الخصيبي حدثني أبو خازم القاضي قال حدثني شعيب ابن أيوب الصريفيني قال سمعت الحسن بن زياد اللؤلؤي يقول سمعت أبا حنيفة يقول. قولنا هذا رأي وهو أحسن ما قدرنا عليه، فمن جاءنا بأحسن من قولنا فهو أولى بالصواب منا. وأخبرنا الجوهري أخبرنا محمد بن عبد الله الأبهري حدثنا أبو عروبة الحراني حدثنا سفيان بن سيف قال سمعت أبا عاصم يقول قال رجل لأبي حنيفة: متى يحرم الطعام على الصائم؟ قال إذا طلع الفجر، قال فقال له السائل: فإن طلع نصف الليل؟ قال فقال له أبو حنيفة: قم يا أعرج.

﴿ما ذكر من عبادة أبي حنيفة وورعه﴾

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق حدثنا محمد بن علي بن محمد بن حبيش الرازي قال سمعت محمد بن أحمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد العوفي يقول سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى القطان يقول: جالسنا والله أبا حنيفة وسمعنا منه، وكنت والله إذا نظرت إليه عرفت في وجهه أنه يتقي الله عز وجل. أخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبي العباس بن سعيد قال حدثنا إبراهيم بن الوليد حدثنا محمد بن إسحاق البلخي قال سمعت الحسن بن

محمد الباهلي يقول: قدمت الكوفة فسألت عن أعبد أهلها فدفعت إلى أبي حنيفة. أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق قال سمعت أبا نصر وأبا الحسن بن أبي بكر أخبرنا أبو نصر أحمد بن نصر بن محمد بن اشكاب البخاري قال سمعت أبا إسحاق إبراهيم بن محمد بن سفيان يقول سمعت علي بن سلمة يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول: رحم الله أبا حنيفة كان من المصلين - يعني أنه كان كثير الصلاة -. أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا أحمد بن الصلت الحماني[1] قال سمعت سويد بن سعيد يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول: ما قدم مكة رجل في وقتنا أكثر صلاة من أبي حنيفة. أخبرنا محمد بن عبد الملك القرشي أخبرنا أحمد بن محمد بن الحسين الرازي حدثنا علي بن أحمد الفارسي حدثنا محمد بن فضيل قال قال أبو مطيع: كنت بمكة، فما دخلت الطواف في ساعة من ساعات الليل إلا رأيت أبا حنيفة وسفيان في الطواف. أخبرنا إبراهيم ابن مخلد المعدل حدثنا محمد بن أحمد بن إبراهيم الحكيمي حدثنا معاش بن صالح أبو علي المطرز قال سمعت يحيى بن أيوب الزاهد يقول: كان أبو حنيفة لا ينام الليل. أخبرنا أبو نعيم الحافظ أخبرنا عبد الله بن جعفر بن فارس - فيما أذن لي أن أرويه عنه - قال حدثنا هارون بن سليمان حدثنا علي بن المديني قال سمعت سفيان بن عيينة يقول: كان أبو حنيفة له مروءة، وله صلاة في أول زمانه. قال سفيان: اشترى أبي مملوكا فأعتقه، وكان له صلاة من الليل في داره، فكان الناس يتنابون فيها يصلون معه من الليل، فكان أبو حنيفة فيمن يجيء يصلي

(١) ومما يقول ابن أبي حاتم لابنه عبد الله: اكتب من هذا الشيخ يا بني فإنه كان يكتب معنا في المجالس منذ ستين سنة. وفي شيوخه كثرة وقد أحدث عنه أناس لا يحصون من الرواة وتحامل ابن عدي عليه كتحامله على النسوي ولعل ذنبه كونه ألف في مناقب النعمان. وحديث ابن جزء لم ينفرد هو بروايته بل له متابع والكلام في متنه طويل الذيل ومن الغريب أنه إذا طعن طاعن في رجل تجد أسرابا من رواته يرددون صدى الطاعن بلا كانت قيمة طعنه.

أخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم أخبرنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال حدثني محمد بن بكر قال سمعت أبا عاصم النبيل يقول: كان أبو حنيفة يسمى الوتد لكثرة صلاته. أخبرني الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابن سعيد قال حدثنا عبد الله بن محمد بن نوح قال حدثنا محمد بن يزيد السلمي حدثنا حفص بن عبد الرحمن قال: كان أبو حنيفة يحيي الليل بقراءة القرآن في ركعة ثلاثين سنة. وقال ابن سعيد حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن حدثنا أبي قال سمعت زهير بن سليمان يقول: كان أبو حنيفة يحيي الليل بركعة يقرأ فيها القرآن. أخبرنا علي بن المحسن المعدل حدثنا أبو بكر محمد بن محمد بن يعقوب الكاغدي حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي البخاري ببخارى حدثنا أحمد بن الحسين البلخي حدثنا حماد بن قريش قال سمعت أسد بن عمرو يقول: صلى أبو حنيفة فيما حفظ عليه صلاة الفجر بوضوء صلاة العشاء أربعين سنة، فكان عامة الليل يقرأ جميع القرآن في ركعة واحدة، وكان يسمع بكاؤه بالليل حتى يرحمه جيرانه. وحفظ عليه أنه ختم القرآن في الموضع الذي توفي فيه سبعة آلاف مرة. أخبرني الحسن بن محمد أخو الخلال حدثنا إسحاق بن محمد بن حمدان المهلبي ببخارى حدثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب حدثنا قيس بن أبي قيس حدثنا محمد بن حرب المروزي حدثنا إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة عن أبيه قال: لما مات أبي سألنا الحسن بن عمارة أن يتولى غسله ففعل، فلما غسله قال: رحمك الله وغفر لك، لم تفطر منذ ثلاثين سنة، ولم تتوسد يمينك بالليل منذ أربعين سنة، وقد أتعبت من بعدك، وفضحت القراء. أخبرنا الحسين بن علي بن محمد المعدل حدثنا القاضي أبو نصر محمد بن محمد بن سهل النيسابوري حدثنا أحمد بن هارون لعميه حدثنا محمد بن المنذر بن سعيد الهروي حدثنا محمد بن سهل بن منصور المروزي قال حدثني

محمد بن أبي شيخ [illegible] سمعت [illegible] بن هشيم يقول: كنا مع عبد الله بن المبارك
بالقادسية إذ جاءه رجل من أهل الكوفة فوقع في أبي حنيفة، فقال له عبد الله:
ويحك أتقع في رجل صلى خمسا وأربعين سنة خمس صلوات على وضوء واحد، وكان
يجمع القرآن في ركعتين في ليلة، وتعلمت الفقه الذي عندي من أبي حنيفة. أخبرنا
الخلال حدثنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن الحسن بن مكرم
حدثنا بشر بن الوليد عن أبي يوسف قال: بينما أنا أمشي مع أبي حنيفة إذ سمع
رجلا يقول لرجل: هذا أبو حنيفة لا ينام الليل، فقال أبو حنيفة: والله لا يتحدث
عني بما لا أفعل، فكان يحيي الليل صلاة، ودعاء، وتضرعا. أخبرنا التنوخي
والجوهري قالا أخبرنا عبد العزيز بن جعفر بن محمد الخرقي حدثنا هيثم بن خلف
الدوري حدثني محمد بن يزيد بن سلم - موصلي هاشم - قال حدثني يحيى بن فضيل
قال: كنت مع جماعة فمر أبو حنيفة، فقال بعض القوم: مار به ما ينام هذا الليل
قال وسمع أبو حنيفة ذلك فقال: أراني عند الناس خلاف ما أنا عند الله، لا توسدت
فراشا حتى ألقى الله. قال يحيى: كان أبو حنيفة يقوم الليل كله حتى توفي - أو قال
حتى مات -. أخبرني أبو علي عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن فضالة النيسابوري
الحافظ بالري - أخبرنا محمد بن محمد بن حسين المذكر حدثنا علي بن أحمد
ابن موسى الفارسي حدثنا محمد بن فضيل العابد حدثنا أبو يحيى الحماني حدثني
مسلم بن سالم عن أبي عوانة قال سمعت حماد بن أبي سليمان ومحارب بن دثار
وعلقمة بن مرثد وعون بن عبد الله، وصحبت أبا حنيفة فما كان في القوم رجل
أحسن ليلا من أبي حنيفة. لقد صحبته أشهرا فما منها ليلة وضع فيها جنبه. قال
وحدثنا أبو يحيى الحماني عن بعض أصحابه أن أبا حنيفة كان يصلي الفجر بوضوء
العشاء، وكان إذا أراد أن يصلي من الليل تزين حتى يسرح لحيته. أخبرنا محمد
ابن أحمد بن رزق قال سمعت القاضي أبا نصر. وأخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا

القاضي أبو نصر أحمد بن نصر بن محمد بن اشكاب البخاري قال سمعت محمد بن
خلف بن رجاء يقول سمعت محمد بن سلمة عن ابن أبي معاذ عن مسعر بن كدام،
قال: أتيت أبا حنيفة في مسجده فرأيته يصلي الغداة ثم يجلس للناس في العلم إلى
أن يصلي الظهر، ثم يجلس إلى العصر، فإذا صلى العصر جلس إلى المغرب، فإذا
صلى المغرب جلس إلى أن يصلي العشاء، فقلت في نفسي هذا الرجل في هذا الشغل
متى يتفرغ للعبادة؟ لأتعاهدنه الليلة، قال فتعاهدته فلما هدأ الناس خرج إلى
المسجد فانتصب للصلاة إلى أن طلع الفجر، ودخل منزله ولبس ثيابه، وخرج إلى
المسجد وصلى الغداة، فجلس للناس إلى الظهر، ثم إلى العصر، ثم إلى المغرب، ثم
إلى العشاء، فقلت في نفسي إن الرجل قد تنشط الليلة، لأتعاهدنه الليلة، فتعاهدته
فلما هدأ الناس خرج فانتصب للصلاة، ففعل كفعله في الليلة الأولى، فلما أصبح
خرج إلى الصلاة وفعل كفعله في يوميه، حتى إذا صلى العشاء قلت في نفسي إن
الرجل لينشط الليلة والليلة، لأتعاهدنه الليلة ففعل كفعله في ليلتيه، فلما أصبح
جلس كذلك، فقلت في نفسي لألزمنه إلى أن يموت أو أموت، قال فلازمته في
مسجده. قال ابن أبي معاذ: فبلغني أن مسعرا مات في مسجد أبي حنيفة في سجوده.
أخبرنا الخلال حدثنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان
حدثنا علي بن حفص البزاز قال سمعت حفص بن عبد الرحمن يقول سمعت مسعر
ابن كدام يقول: دخلت ذات ليلة المسجد فرأيت رجلا يصلي فاستحليت قراءته
فقرأ سبعا، فقلت يركع، ثم قرأ الثلث، ثم قرأ النصف، فلم يزل يقرأ القرآن حتى
ختمه كله في ركعة، فنظرت فإذا هو أبو حنيفة. وقال النخعي حدثنا إبراهيم بن
مخلد البلخي حدثنا إبراهيم بن رستم المروزي قال سمعت خارجة بن مصعب يقول:
ختم القرآن في الكعبة أربعة من الأئمة: عثمان بن عفان، وتميم الداري، وسعيد
ابن جبير، وأبو حنيفة. وقال إبراهيم بن مخلد حدثنا محمد بن يحيى الباهلي حدثنا

يحيى بن نصر قال: كان أبو حنيفة ربما ختم القرآن في شهر رمضان ستين ختمة
أخبرنا أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي. قالا أخبرنا عمر بن أحمد الواعظ
حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن محمد الحماني حدثنا أحمد بن يونس قال
سمعت زائدة يقول: صليت مع أبي حنيفة في مسجده عشاء الآخرة وخرج
الناس ولم يعلم أني في المسجد، وأردت أن أسأله عن مسألة من حيث لا يراني أحد
قال فقام فقرأ ـ وقد افتتح الصلاة حتى بلغ إلى هذه الآية (فمن الله علينا ووقانا
عذاب السموم) فأقمت في المسجد أنتظر فراغه فلم يزل يرددها حتى أذن المؤذن
لصلاة الفجر. وقال أحمد بن محمد سمعت أبا نعيم ضرار بن صرد يقول سمعت
يزيد بن الكميت يقول — وكان من خيار الناس — كان أبو حنيفة شديد الخوف
من الله، فقرأ بنا علي بن الحسين المؤذن ليلة في عشاء الآخرة (إذا زلزلت)
وأبو حنيفة خلفه، فلما قضى الصلاة وخرج الناس، نظرت إلى أبي حنيفة وهو
جالس يفكر ويتنفس، فقلت أقوم لا يشتغل قلبه بي، فلما خرجت تركت القنديل
ولم يكن فيه إلا زيت قليل، فجئت وقد طلع الفجر وهو قائم قد أخذ بلحية نفسه
وهو يقول: يا من يجزي بمثقال ذرة خير خيرا، ويا من يجزي بمثقال ذرة شر شرا،
أجر النعمان عبدك من النار، وما يقرب منها من السوء، وأدخله في سعة رحمتك
قال فأذنت فإذا القنديل يزهر وهو قائم، فلما دخلت قال: تريد أن تأخذ القنديل
قال قلت قد أذنت لصلاة الغداة، قال اكتم علي ما رأيت، وركع ركعتي الفجر
وجلس حتى أقمت الصلاة وصلى معنا الغداة على وضوء أول الليل. أخبرنا الخلال
أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا يحيى بن محمد حدثنا محمد بن
سماعة عن محمد بن الحسن قال حدثني القاسم بن معن أن أبا حنيفة قام ليلة
بهذه الآية (بل الساعة موعدهم والساعة أدهى وأمر) يرددها ويبكي ويتضرع
وقال النخعي حدثنا سليمان بن الربيع حدثنا حمان بن موسى قال سمعت عبد الله

ابن المبارك يقول: قدمت الكوفة فسألت عن أورع أهلها فقالوا أبو حنيفة.
وقال سليمان سمعت مكي بن إبراهيم يقول: جالست الكوفيين فما رأيت أورع
من أبي حنيفة. وقال النخعي حدثنا الحسن بن الحكم الحِبَري حدثنا علي بن
حفص البزاز قال: كان حفص بن عبد الرحمن شريك أبي حنيفة، وكان
أبو حنيفة يجهز عليه، فبعث إليه في رفقة بمتاع وأعلمه أن في ثوب كذا وكذا عيبا
فإذا بعته فبين، فباع حفص المتاع ونسي أن يبين ولم يعلم ممن باعه، فلما علم أبو
حنيفة تصدق بثمن المتاع كله. أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي قالا
حدثنا عمر بن أحمد حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن المغلس الحماني قال حدثنا
مليح بن وكيع حدثني أبي. قال: كان أبو حنيفة قد جعل على نفسه أن لا يحلف
بالله في عرض كلامه إلا تصدق بدرهم، فحلف فتصدق به، ثم جعل على نفسه
إن حلف أن يتصدق بدينار، فكان إذا حلف صادقا في عرض الكلام
تصدق بدينار، وكان إذا أنفق على عياله نفقة تصدق بمثلها، وكان إذا اكتسى
ثوبا جديدا كسى بقدر ثمنه الشيوخ العلماء، وكان إذا وضع بين يديه الطعام أخذ
منه فوضعه على الخبز حتى يأخذ منه بقدر ضعف ما كان يأكل، فيضعه على الخبز
ثم يعطيه إنسانا فقيرا، فإن كان في الدار من عياله إنسان يحتاج إليه دفعه إليه وإلا
أعطاه مسكينا. أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان حدثنا أحمد
ابن الصلت الحماني قال سمعت مليح بن وكيع يقول سمعت أبي يقول: كان والله
أبو حنيفة عظيم الأمانة، وكان الله في قلبه جليلا كبيرا عظيما، وكان يؤثر رضاء
ربه على كل شيء، ولو أخذته السيوف في الله لاحتمل، رحمه الله ورضي عنه رضى
الأبرار فلقد كان منهم. أخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا محمد بن أحمد بن الحسن
الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزي قال سمعت إبراهيم بن عبد الله الخلال
ذكر وكيع عن حامد بن آدم أنه قال سمعت عبد الله بن المبارك يقول: ما رأيت

أحداً أورع من أبي حنيفة ، فقال من رأيي أن أخرج الى خمسة في هذا الحرف الواحد أسمع منه . وأخبرنا علي أخبرنا ابن الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزى قال سمعت حامد بن آدم يقول سمعت عبد الله بن المبارك يقول ما رأيت أحداً أورع من أبي حنيفة ، وقد جرب بالسياط والأموال . أخبرنا علي ابن أبي علي المعدل أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الرحيم المازني حدثنا الحسن ابن القاسم الكوكي حدثني أبو الحسن الديباجي حدثنا ابن أخرم قال سمعت عبد الله بن صهيب الكلبي يقول كان أبو حنيفة النعمان بن ثابت يتمثل كثيراً .

عطاء ذي العرش خير من عطائكم وسيبه واسع يرجى وينتظر
أنتم يكدر ما تعطون منكم والله يعطي بلا منّ ولا كدر

أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا سعيد القصار قال سمعت محمد بن أبي عبد الرحمن المسعودي عن أبيه . قال ما رأيت أحسن أمانة من أبي حنيفة ، مات يوم مات وعنده ودائع بخمسين ألفاً ، ما ضاع منها ولا درهم واحد . وقال النخعي حدثنا ابراهيم بن مخلد حدثنا بكر العمي عن هلال بن يحيى عن يوسف السمتي أن أبا جعفر المنصور أجاز أبا حنيفة بثلاثين ألف درهم في دفعات فقال : يا أمير المؤمنين إني ببغداد غريب وليس لها عندي موضع ، فاجعلها في بيت المال فأجابه المنصور إلى ذلك ، قال فلما مات أبو حنيفة أخرجت ودائع الناس من بيته ، فقال المنصور خدعنا أبو حنيفة . وقال النخعي حدثنا سوادة بن علي حدثنا خارجة بن مصعب بن خارجة قال سمعت مغيث بن بديل يقول قال خارجة ابن مصعب أجاز المنصور أبا حنيفة بعشرة آلاف درهم فدعي ليقبضها ، فشاورني وقال هذا رجل إن رددتها عليه غضب ، وإن قبضتها دخل علي في ديني ما أكرهه ؟ فقلت إن هذا المال عظيم في عينه ، فاذا دعيت لتقبضها فقل لم يكن هذا أملي من أمير المؤمنين ، فدعي ليقبضها فقال ذلك ، فرفع اليه خبره فحبس

الخازن ، قال فكان أبو حنيفة لا يكاد يشاور في أمره غيرى

﴿ ما ذكر من جود أبي حنيفة وسماحته وحسن عهده ﴾

أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي قالا حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن محمد الحماني حدثنا عاصم بن علي قال سمعت قيس بن الربيع يقول كان أبو حنيفة رجلا ورعا فقيها محسوداً ، وكان كثير الصلة والبر لكل من لجأ اليه ، كثير الافضال على اخوانه ، قال وسمعت قيساً يقول كان النعمان بن ثابت من عقلاء الرجال وقال مكرم حدثنا احمد بن عطية حدثنا الحسن بن الربيع قال كان قيس بن الربيع يحدثني عن أبي حنيفة انه كان يبعث بالبضائع إلى بغداد فيشترى بها الأمتعة ويحملها إلى الكوفة ، ويجمع الأرباح عنده من سنة إلى سنة ، فيشترى بها حوائج الأشياخ المحدثين وأقواتهم وكسوتهم وجميع حوائجهم ، ثم يدفع باقي الدنانير من الأرباح اليهم فيقول . انفقوا في حوائجكم ولا تحمدوا إلا الله ، فاني ما أعطيتكم من مالي شيئاً ، ولكن من فضل الله علي فيكم ، وهذه أرباح بضائعكم فانه هو والله مما يجريه الله لكم على يدى ، فما في رزق الله حول لغيره . أخبرنا الحسين بن علي الصيمري حدثنا علي بن الحسن الرازى حدثنا محمد بن الحسين الزعفراني حدثنا احمد بن زهير أخبرنا سليمان بن أبي شيخ حدثني حجر بن عبد الجبار قال ما رأى الناس أكرم مجالسة من أبي حنيفة ، ولا اكراماً لأصحابه . قال حجر كان يقال إن ذوى الشرف أتم عقولا من غيرهم . أخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبي العباس بن سعيد قال حدثنا احمد بن محمد بن يحيى الحازمي حدثنا حسين بن سعيد اللخمي قال سمعت حفص بن حمزة القرشي يقول : كان أبو حنيفة ربما مر به الرجل فيجلس اليه لغير قصد ولا مجالسة ، فاذا قام سأل عنه فان كانت به فاقة وصله ، وان مرض عاده حتى يجره الى مواصلته ، وكان أكرم

الناس معاملة. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا أحمد
ابن محمد بن أبي مالك الجنبي عن أبيه عن الحسن بن زياد. قال: رأى أبو حنيفة
على بعض جلسائه ثيابا رثة، فأمره فجلس حتى تفرق الناس وبقي وحده، فقال له:
ارفع المصلى وخذ ما تحته، فرفع الرجل المصلى فكان تحته ألف درهم، فقال له
خذ هذه الدراهم فغير بها من حالك، فقال الرجل: إني موسر وأنا في نعمة ولست
أحتاج إليها، فقال له: أما بلغك الحديث «إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على
عبده»؟ فينبغي لك أن تغير حالك حتى لا يغتم بك صديقك. وقال النخعي حدثنا
محمد بن علي بن عفان حدثنا إسماعيل بن يوسف السمري[1] قال سمعت أبا يوسف
يقول: كان أبو حنيفة لا يكاد يسأل حاجة إلا قضاها، فجاءه رجل فقال له: إن
لفلان علي خمسمائة درهم وأنا مضيق، فسله يصبر علي ويؤخرني بها، فكلم أبو
حنيفة صاحب المال، فقال صاحب المال: هي له قد أبرأته منها، فقال الذي عليه
الحق: لا حاجة لي بها، فقال أبو حنيفة: ليس الحاجة لك، وإنما حاجتي لي
قضيت. وقال النخعي حدثنا عبد الله بن أحمد بن البهلول السكوني حدثنا القاسم
ابن محمد البجلي عن إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة أن أبا حنيفة حين حذق حماد
ابنه، وهب المعلم خمسمائة درهم. وقال النخعي حدثنا محمد بن إسحاق السكاكي قال
سمعت جعفر بن عون العمري يقول: أتت امرأة أبا حنيفة تطلب منه ثوب خز،
فأخرج لها ثوبا فقالت له: إني امرأة ضعيفة، وإنها أمانة، فبعني هذا الثوب بما يقوم
عليك، فقال: خذيه بأربعة دراهم، فقالت: لا تسخر بي وأنا عجوز كبيرة، فقال:
إني اشتريت ثوبين فبعت أحدهما برأس المال إلا أربعة دراهم، فبقي هذا الثوب
علي بأربعة دراهم. أجاز لي محمد بن أحمد الكاتب أن جعفر الخلدي حدثهم
ثم أخبرني الأزهري — قراءة — حدثنا الحسن بن عثمان حدثنا جعفر الخلدي

(1) كذا في الصيصانية وفي الكوبريلي: الشيلدي.

حدثنا حمد بن محمد الطوسي حدثني أبو سعيد الكندي عبد الله بن سعيد حدثنا
شيخ سماه أبو سعيد الكندي قال: كان أبو حنيفة يبيع الخز، فجاءه رجل فقال
يا أبا حنيفة قد احتجت إلى ثوب خز، فقال: ما لونه؟ فقال كذا وكذا، فقال له
اصبر حتى يقع وآخذه لك إن شاء الله. قال فما دارت الجمعة حتى وقع، فمر به
الرجل فقال له أبو حنيفة: قد وقعت حاجتك، قال فأخرج إليه الثوب فأعجبه
فقال: يا أبا حنيفة كم أزن للغلام؟ قال درهما، قال يا أبا حنيفة ما كنت أظنك
تهزأ؟ قال ما هزأت بك، اشتريت ثوبين بعشرين دينارا ودرهم، وإني بعت
أحدهما بعشرين دينارا وبقي هذا بدرهم وما كنت لأربح على صديق. أخبرنا
الحسن بن علي الجوهري حدثنا علي بن الحسن الرازي حدثنا محمد بن الحسين
الزعفراني حدثنا أحمد بن زهير أخبرني سليمان بن أبي شيخ. قال قال مساور الوراق:

كنا من الدين قبل اليوم في سعة ⁂ حتى ابتلينا بأصحاب المقاييس
قوم من السوق قد قلت مكاسبهم ⁂ فاستعملوا الرأي عند الفقر والبوس
أما العريب فأمسوا لا عطاء لهم ⁂ وفي الموالي علامات المفاليس

فلقيه أبو حنيفة فقال: هجوتنا نحن نرضيك، فبعث إليه بدراهم فقال:

إذا ما أهل مصر بادهونا ⁂ بداهية من الفتيا لطيفه
أتيناهم بمقياس صحيح ⁂ صليب من طراز أبي حنيفه
إذا سمع الفقيه به حواه ⁂ وأثبته بحبر في صحيفه

أخبرني علي بن أحمد الرزاز حدثنا أبو الليث نصر بن محمد الزاهد البخاري
- قدم علينا - حدثنا محمد بن محمد بن سهل النيسابوري حدثنا أبو أحمد محمد بن
أحمد التميمي حدثنا أسد بن نوح حدثنا محمد بن عبد قال حدثنا القاسم بن
غسان أخبرني أبي قال أخبرني عبد الله بن رجاء الغداني. قال: كان لأبي حنيفة
جار بالكوفة إسكاف يعمل نهاره أجمع، حتى إذا جنه الليل رجع إلى منزله وقد

حمل لحماً فصنعه، أو سمكة فيشويها، ثم لا يزال يشرب حتى إذا دب الشراب فيه غنى بصوت وهو يقول:

أضاعوني وأي فتى أضاعوا ... ليوم كريهة وسداد ثغر

فلا يزال يشرب ويردد هذا البيت حتى يأخذه النوم، وكان أبو حنيفة يسمع جلبته، وأبو حنيفة كان يصلي الليل كله، ففقد أبو حنيفة صوته فسأل عنه فقيل أخذه العسس منذ ليال وهو محبوس، فصلى أبو حنيفة صلاة الفجر من غد، وركب بغلته واستأذن على الأمير. قال الأمير: ائذنوا له وأقبلوا به راكباً ولا تدعوه ينزل حتى يطأ البساط، ففعل، فلم يزل الأمير يوسع له من مجلسه، وقال ما حاجتك؟ فقال لي جار إسكاف أخذه العسس منذ ليال، يأمر الأمير بتخليته، فقال نعم وكل من أخذ في تلك الليلة إلى يومنا هذا، فأمر بتخليتهم أجمعين، فركب أبو حنيفة والإسكاف يمشي وراءه فلما نزل أبو حنيفة مضى إليه فقال يا فتى أضعناك؟ قال لا بل حفظت ورعيت جزاك الله خيراً عن حرمة الجوار ورعاية الحق، وتاب الرجل ولم يعد إلى ما كان.

﴿ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة وفطنته وتلطفه﴾

أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي، قالا حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن عطية قال حدثنا يحيى الحماني قال سمعت ابن المبارك يقول قلت لسفيان الثوري يا أبا عبد الله ما أبعد أبا حنيفة من الغيبة ما سمعته يغتاب عدواً له قط. قال هو والله أعقل من أن يسلط على حسناته ما يذهب بها. أخبرني أبو الوليد الحسن بن محمد الدربندي أخبرنا محمد بن أحمد ابن محمد بن سليمان الحافظ ـ ببخارى ـ حدثنا أبو حفص أحمد بن أحمد بن حمدان حدثنا علي بن موسى القمي قال سمعت محمد بن شجاع يقول سمعت علي بن عاصم يقول لو وزن عقل أبي حنيفة بعقل نصف أهل الأرض لرجح بهم. أخبرني محمد

ابن أحمد بن يعقوب أخبرنا محمد بن نعيم الضبي قال سمعت أبا العباس أحمد بن هارون الفقيه يقول حدثني محمد بن إبراهيم السرخسي قال حدثنا سليمان بن الربيع النهدي الكوفي قال سمعت همام بن مسلم يقول سمعت خارجة بن مصعب ـ وذكر أبو حنيفة عنده ـ فقال: لقيت ألفاً من العلماء فوجدت العاقل فيهم ثلاثة ـ أو أربعة ـ فذكر أبا حنيفة في الثلاثة ـ أو الأربعة ـ. قال خارجة بن مصعب: من لا يرى المسح على الخفين، أو يقع في أبي حنيفة، فهو ناقص العقل. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا محمد ابن عبد الملك الدقيقي قال سمعت يزيد بن هارون يقول: أدركت الناس فما رأيت أحداً أعقل، ولا أفضل ولا أورع، من أبي حنيفة. وقال النخعي حدثنا أبو قلابة قال سمعت محمد بن عبد الله الأنصاري قال: كان أبو حنيفة ليتبين عقله في منطقه، ومشيته، ومدخله، ومخرجه. أخبرنا علي بن القاسم الشاهد ـ بالبصرة ـ حدثنا علي بن إسحاق المادرائي حدثنا أحمد بن محمد الساجي حدثنا محمد بن عبد الرحمن قال: كان رجل بالكوفة يقول عثمان بن عفان كان يهودياً فأتاه أبو حنيفة فقال: أتيتك خاطباً، قال لمن؟ قال لابنتك رجل شريف غني بالمال، حافظ لكتاب الله، سخي، يقوم الليل في ركعة، كثير البكاء من خوف الله. قال في دون هذا مقنع يا أبا حنيفة، قال إلا أن فيه خصلة، قال وما هي؟ قال يهودي. قال سبحان الله تأمرني أن أزوج ابنتي من يهودي؟ قال لا تفعل؟ قال لا، قال فالنبي صلى الله عليه وسلم زوج ابنتيه من يهودي؟ قال أستغفر الله، إني تائب إلى الله عز وجل. أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان حدثنا أبو يحيى الرازي حدثنا سهل بن عثمان قال حدثنا إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة قال: كان لنا جار طحان رافضي، وكان له بغلان، سمى أحدهما أبا بكر، والآخر عمر، فرمحه ذات ليلة أحدهما فقتله فأخبر أبو حنيفة فقال:

أنظروا النعل الذي رمحه الذي سماه عمر؟ فنظروا فكان كذلك. أخبرنا الحسين
ابن علي الصيمري أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الحلواني حدثنا مكرم بن أحمد
حدثنا أحمد بن عطية حدثنا الحماني حدثنا ابن المبارك قال: رأيت أبا حنيفة
في طريق مكة وشوي لهم فصيل سمين، فاشتهوا أن يأكلوه بخل، فلم يجدوا شيئا
يصبون فيه الخل فتحيروا، فرأيت أبا حنيفة وقد حفر في الرمل حفرة، وبسط
عليها السفرة وسكب الخل على ذلك الموضع، فأكلوا الشواء بالخل، فقالوا له: تحسن
كل شيء! قال: عليكم بالشكر فإن هذا شيء ألهمته لكم فضلا من الله عليكم.
أخبرنا الحسن بن محمد الخلال أخبرنا علي بن عمرو الحريري أن علي بن محمد بن
كاس النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا عمرو بن حماد عن
أبي يوسف قال: دعا المنصور أبا حنيفة فقال الربيع حاجب المنصور ـ وكان
يعادي أبا حنيفة ـ: يا أمير المؤمنين هذا أبو حنيفة يخالف جدك، كان عبد الله بن
عباس يقول: إذا حلف على اليمين ثم استثنى بعد ذلك بيوم أو يومين جاز
الاستثناء، وقال أبو حنيفة: لا يجوز الاستثناء إلا متصلا باليمين. فقال أبو حنيفة:
يا أمير المؤمنين إن الربيع يزعم أنه ليس لك في رقاب جندك بيعة، قال: وكيف؟
قال: يحلفون لك ثم يرجعون إلى منازلهم فيستثنون فتبطل أيمانهم، قال: فضحك
المنصور، وقال: يا ربيع لا تعرض لأبي حنيفة. فلما خرج أبو حنيفة قال له
الربيع: أردت أن تشيط بدمي؟ قال: لا، ولكنك أردت أن تشيط بدمي
فخلصتك وخلصت نفسي. أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو بكر أحمد بن محمد
ابن موسى حدثنا خالد بن النضر قال سمعت عبد الواحد بن غياث يقول: كان
أبو العباس الطوسي سيء الرأي في أبي حنيفة، وكان أبو حنيفة يعرف ذلك،
فدخل أبو حنيفة على أبي جعفر ـ أمير المؤمنين ـ وكثر الناس، فقال الطوسي:
اليوم أقتل أبا حنيفة، فأقبل عليه فقال: يا أبا حنيفة إن أمير المؤمنين يدعو

الرجل منا فيأمره بضرب عنق الرجل لا يدري ما هو، أيسعه أن يضرب عنقه؟
فقال: يا أبا العباس أمير المؤمنين يأمر بالحق أو بالباطل؟ قال: بالحق، قال: أنفذ الحق
حيث كان ولا تسل عنه، ثم قال أبو حنيفة لمن قرب منه: إن هذا أراد أن يوثقني
فربطته. أخبرنا محمد بن عبد الواحد أخبرنا محمد بن العباس أخبرنا أحمد بن سعيد
السوسي قال أخبرنا عباس بن محمد قال سمعت يحيى بن مَعين يقول: دخل
الخوارج مسجد الكوفة وأبو حنيفة وأصحابه جلوس، فقال أبو حنيفة: لا تبرحوا،
فجاؤا حتى وقفوا عليهم، فقالوا لهم: ما أنتم؟ فقال أبو حنيفة: نحن مستجيرون،
فقال أمير الخوارج: دعوهم وأبلغوهم مأمنهم، واقرؤا عليهم القرآن، فقرؤا عليهم
القرآن وأبلغوهم مأمنهم. أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال
حدثنا أبو صالح البحتري بن محمد حدثنا يعقوب بن شيبة قال حدثني سليمان بن
منصور قال حدثني حجر بن عبد الجبار الحضرمي قال: كان في مسجدنا
قاص يقال له زرعة، فنسب مسجدنا إليه وهو مسجد الحضرميين، فأرادت
أم أبي حنيفة أن تستفتي في شيء فأفتاها أبو حنيفة فلم تقبل، فقالت: لا أقبل إلا
ما يقول زرعة القاص، فجاء بها أبو حنيفة إلى زرعة فقال: هذه أمي تستفتيك في
كذا وكذا، فقال: أنت أعلم مني وأفقه، فأفتها أنت، فقال أبو حنيفة: قد أفتيتها
بكذا وكذا، فقال زرعة: القول كما قال أبو حنيفة، فرضيت وانصرفت. وقال النخعي
حدثنا محمد بن محمود الصيدناني قال حدثني محمد بن شجاع قال سمعت الحسن بن
زياد يقول: حلفت أم أبي حنيفة بيمين فحنثت، فاستفتت أبا حنيفة فأفتاها
فلم ترض، وقالت: لا أرضى إلا بما يقول زرعة القاص، فجاء بها أبو حنيفة إلى
زرعة، فسأله فقال: أفتيك ومعك فقيه الكوفة؟ فقال أبو حنيفة: أفتها بكذا
وكذا فأفتاها فرضيت. أخبرني أبو بشر محمد بن عمر الوكيل وأبو الفتح
عبد الكريم بن محمد الضبي، قالا: حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا مكرم،

ابن احمد حدثنا احمد بن عطية حدثنا الحماني قال سمعت ابن المبارك يقول رأيت الحسن بن عمارة آخذاً بركاب أبي حنيفة وهو يقول: والله ما أدركنا أحداً تكلم في الفقه أبلغ ولا أصبر ولا أحضر جواباً منك، وإنك لسيد من تكلم فيه في وقتك غير مدافع، وما يتكلمون فيك إلا حسداً. أخبرنا علي بن القاسم البصري الشاهد حدثنا علي بن إسحاق المادرائي قال ذكر أبو داود — يعني السجستاني ولم أسمعه منه — عن نصر بن علي قال سمعت ابن داود [1] يقول: الناس في أبي حنيفة حاسد وجاهل، وأحسنهم عندي حالا الجاهل. وأخبرنا محمد بن الحسن بن أحمد الأهوازي حدثنا أبو بكر محمد بن إسحاق بن إبراهيم القاضي — بالأهواز — قال حدثني محمد بن محمد بن عروة حدثنا أبو الربيع الحارثي قال سمعت عبد الله بن داود يقول: الناس في أبي حنيفة رجلان: جاهل به، وحاسد له. وأخبرنا الأهوازي حدثنا محمد بن إسحاق القاضي حدثنا محمود بن محمد الواسطي قال حدثنا سفيان بن وكيع قال سمعت أبي يقول: دخلت على أبي حنيفة فرأيته مطرقا مفكراً، فقال لي من أين أقبلت؟ قلت من عند شريك فرفع رأسه وأنشأ يقول:

إن يحسدوني فإني غير لائمهم ... قبلي من الناس أهل الفضل قد حسدوا

فدام لي ولهم ما بي وما بهم ... ومات أكثرنا غيظاً بما يجد

قال وكيع: أظنه كان بلغه عنه شيء. أخبرنا محمد بن علي بن حسن التوزي قال حدثنا حسن بن الحسين بن حمكان الفقيه الشافعي قال سمعت أبا نصر احمد بن نصر السجاري يقول سمعت عبد الله الزعفراني يقول ذكر لمحمد بن الحسن ما يجري الناس من الحسد لأبي حنيفة فقال:

محسدون وشر الناس منزلة ... من عاش في الناس يوماً غير محسود

(١) هو عبد الله بن داود الخريبي الحافظ.

حدثنا محمد بن علي بن ... أخبرنا محمد بن إبراهيم بن شاذان حدثنا محمد بن حسين بن حميد بن الربيع حدثنا سفيان بن الربيع بن هشام النهدي قال سمعت حفص بن إدريس يقول قال وهب العبد: قل من لا يرى مسح على الخفين، ويقع في أبي حنيفة الا ناقص العقل. أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا احمد بن شعيب ... حدثنا علي بن موسى ... حدثني احمد بن عبد قاضي الري حدثني أبي قال: كنا عند ابن عائشة فذكر حديثاً لأبي حنيفة، فقال بعض من حضر: لا نريده، فقال لهم: أما إنكم لو رأيتموه لأردتموه، وما أعرف له ولكم مثلا إلا ما قال الشاعر:

أقلوا عليهم لا أبا لأبيكم ... من اللوم أو سدوا المكان الذي سدوا

أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسى بن الفضل الصيرفي حدثنا أبو العباس محمد ابن يعقوب الأصم حدثنا محمد بن إسحاق الصغاني حدثنا يحيى بن معين قال سمعت عبيد بن أبي قرة يقول سمعت يحيى بن ضريس يقول: شهدت سفيان وأتاه رجل فقال له ما تنقم على أبي حنيفة؟ قال وماله؟ قال سمعته يقول: آخذ بكتاب الله فما لم أجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإن لم أجد في كتاب الله ولا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم، وأدع من شئت منهم ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم. فأما إذا انتهى الأمر — أو جاء — إلى إبراهيم، والشعبي، وابن سيرين، والحسن، وعطاء، وسعيد بن المسيب — وعدد رجالا — فقوم اجتهدوا فأجتهد كما اجتهدوا، قال فسكت سفيان طويلا ثم قال — كلمات برأيه ما بقي في المجلس أحد إلا كتبه — نسمع التشديد من الحديث فنخافه، ونسمع اللين فنرجوه، ولا نحاسب الأحياء، ولا نقضي على الأموات، نسلم ما سمعنا، ونكل ما لم نعلم إلى عالمه، ونتهم رأينا لرأيهم.

[قال الخطيب]: وقد سقنا عن أيوب السختياني، وسفيان الثوري، وسفيان بن عيينة، وأبي بكر بن عياش، وغيرهم من الأئمة أخباراً كثيرة تتضمن تقريظ أبي حنيفة والمدح له، والثناء عليه، والمحفوظ عند نقلة الحديث عن الأئمة المتقدمين وهؤلاء المذكورين منهم في أبي حنيفة خلاف ذلك، وكلامهم فيه كثير لأمور شنيعة حفظت عليه متعلق بعضها بأصول الديانات، وبعضها بالفروع، نحن ذاكروها بمشيئة الله ومعتذرون على من وقف عليها وكره سماعها، بأن أبا حنيفة عندنا مع جلالة قدره أسوة غيره من العلماء الذين دوّنّا ذكرهم في هذا الكتاب، وأوردنا أخبارهم، وحكينا أقوال الناس فيهم على تباينها والله الموفق للصواب [1].

---

(١) لقد أسرف الخطيب رحمه الله وتساهل. والإمام الأعظم رضي الله عنه وأرضاه كغيره من أئمة الهدى بمعزل من التساهل بغرة عليها ما قيل فيه. ولا شك أن العصبية المذهبية هاأنا وأي شأن في كثر ما نقله الخطيب في ترجمة الإمام الأعظم رحمه الله ورضي عنه وكم من إمام جليل وحبر نبيل أحسن الأحدوثة، وأولى الثناء على الإمام الأعظم. وإن كنت في شك من هذا ولا أخالك. فدونك كتاب الانتقاء لأبي عمر يوسف بن عبد البر وقد أشبع الحافظ عبد الرحمن ابن الجوزي وسبطه والملك المعظم الكلام في الرد على الخطيب اشباعا كافيا.

(٢٤ – ثالث عشر – تاريخ بغداد)

تاريخ بغداد

أو مدينة السلام

للحافظ أبي بكر أحمد بن علي الخطيب البغدادي

وضعه في أزهى عصور الإسلام منذ تأسيسها إلى وفاته عام ٤٦٣هـ

من الجزء الرابع عشر (ترجمة يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف القاضي)

﴿ ذكر من اسمه يعقوب ﴾

يعقوب بن ابراهيم ، أبو يوسف القاضي صاحب أبي حنيفة . كوفي سمع أبا اسحاق الشيباني ، وسليمان التيمي ، ويحيى بن سعيد الانصاري ، وسليمان الاعمش وهشام بن عروة ، وعبيد الله بن عمر العمري ، وحنظلة بن أبي سفيان ، وعطاء ابن السائب ، ومحمد بن اسحاق بن يسار ، وحجاج بن أرطاة ، والحسن بن دينار وليث بن سعد ، وأيوب بن عتبة . روى عنه محمد بن الحسن الشيباني ، وبشر بن الوليد الكندي ، وعلي بن الجعد ، واحمد بن حنبل ، ويحيى بن معين ، وعمرو ابن محمد الناقد ، واحمد بن منيع ، وعلي بن مسلم الطوسي ، وعبدوس بن بشر ، والحسن بن شبيب ، في آخرين . وكان قد سكن بغداد ، وولاه موسى بن المهدي القضاء بها ، ثم هرون الرشيد من بعده ، وهو أول من دعي بقاضي القضاة في الاسلام . أخبرنا أبو عمر عبد الواحد بن محمد بن عبد الله بن مهدي أخبرنا محمد ابن مخلد العطار حدثنا عبدوس بن بشر الرازي حدثنا أبو يوسف القاضي حدثنا أبو حنيفة عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال « من أتى الجمعة فليغتسل » . أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسى بن الفضل الصيرفي حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الاصم حدثني عبد الله بن احمد بن حنبل قال قلت لابي حدثك عمرو الناقد قال حدثني أبو يوسف القاضي يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا هشام بن عروة عن أبيه أن عبد الله بن جعفر أتى الزبير بن العوام ، فقال إني اشتريت كذا وكذا ، وان عليا يريد أن يأتي أمير المؤمنين عثمان ، فذكر حديث الحجر فقال عثمان كيف أحجر على رجل في بيع شريكه فيه الزبير؟

فقال: إنا لم نسمع هذا الأمر إلا من حديث أبي يوسف القاضي. أخبرنا الحسين ابن علي الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمد قال قال محمد بن خلف بن حيان بن صدقة المقرئ: أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم بن حبيب بن سعد بن بجير بن معاوية، وأم سعد حبتة بنت مالك من بني عمرو ابن عوف، وسعد بن حبتة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كان ممن عرض على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد مع رافع بن خديج، وابن عمر. أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر. قال: وأبو يوسف يعقوب بن إبراهيم ابن حبيب بن سعد بن حبتة الأنصاري، وكان - يعني سعدا - فيمن عرض على النبي صلى الله عليه وسلم يوم أحد فاستصغره، وحبيب بن سعد أخو النعمان بن سعد الذي يروي عن علي بن أبي طالب وحبتة أمه، وهو سعد بن بجير بن معاوية ابن قحافة بن نفيل بن سدوس بن عبد مناف بن أبي أسامة بن سحمة بن سعد ابن عبد بن قدار بن معاوية بن ثعلبة بن معاوية بن زيد بن الغوث بن بجيلة، وأم سعد حبتة بنت مالك من بني عمرو بن عوف. أخبرنا الصيمري أخبرنا أبو عبيد الله محمد بن عمران المرزباني حدثنا أحمد بن كامل حدثنا أحمد بن القاسم البرتي حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت أبا يوسف يعقوب بن إبراهيم بن سعد بن حبتة القاضي. قال ابن كامل: هو قاضي موسى الهادي وهارون الرشيد ببغداد.

وقال ولم يختلف يحيى بن معين، وأحمد بن حنبل، وعلي بن المديني في ثقته في النقل. قال: وهو أول من خوطب بقاضي القضاة، وكان استخلف ابنه يوسف على الجانب الغربي، فأقره الرشيد على عمله، وولي قضاء القضاة بعد موت أبي يوسف أبا البختري وهب بن وهب القرشي. أخبرنا الحسين بن علي بن محمد المعدل أخبرنا عبد الله بن محمد الأسدي أخبرنا أبو بكر الدامغاني الفقيه قال سمعت أبا جعفر الطحاوي يقول: مولد أبي يوسف سنة ثلاث عشرة ومائة. أخبرنا الصيمري

أخبرنا عمر بن إبراهيم حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا عبد الصمد بن عبيد الله عن علي بن حرملة التيمي عن أبي يوسف قال: كنت أطلب الحديث والفقه وأنا مقل رث الحال، فجاء أبي يوما وأنا عند أبي حنيفة فانصرفت معه. فقال: يا بني لا تمدن رجلك مع أبي حنيفة، فإن أبا حنيفة خبزه مشوي، وأنت تحتاج إلى المعاش. فقصرت عن كثير من الطلب، وآثرت طاعة أبي، فتفقدني أبو حنيفة وسأل عني، فجعلت أتعاهد مجلسه. فلما كان أول يوم أتيته بعد تأخري عنه قال لي: ما شغلك عنا؟ قلت: الشغل بالمعاش وطاعة والدي، فجلست فلما انصرف الناس دفع إلي صرة، وقال: استمتع بهذه، فنظرت فإذا فيها مائة درهم. فقال لي: الزم الحلقة وإذا نفدت هذه فأعلمني، فلزمت الحلقة فلما مضت مدة يسيرة دفع إلي مائة أخرى، ثم كان يتعاهدني وما أعلمته بخلة قط ولا أخبرته بنفاد شيء، وكان كأنه يخبر بنفادها حتى استغنيت وتمولت. ويحكى أن والد أبي يوسف مات وخلف أبا يوسف طفلا صغيرا، وأن أمه هي التي أنكرت عليه حضوره حلقة أبي حنيفة. كذلك أخبرني الحسن بن أبي بكر قال ذكر محمد بن الحسن بن زياد النقاش أن محمد بن عبد الرحمن السامي أخبرهم بهراة قال أخبرنا علي بن الجعد أخبرني يعقوب بن إبراهيم أبو يوسف القاضي قال: توفي أبي إبراهيم بن حبيب وخلفني صغيرا في حجر أمي، فأسلمتني إلى قصار أخدمه، فكنت أدع القصار وأمر إلى حلقة أبي حنيفة فأجلس أستمع، فكانت أمي تجيء خلفي إلى الحلقة، فتأخذ بيدي وتذهب بي إلى القصار، وكان أبو حنيفة يعنى بي لما يرى من حضوري وحرصي على التعلم، فلما كثر ذلك على أمي وطال عليها هربي، قالت لأبي حنيفة: ما لهذا الصبي فساد غيرك، هذا صبي يتيم لا شيء له، وإنما أطعمه من مغزلي وآمل أن يكسب دانقا يعود به على نفسه. فقال لها أبو حنيفة: مري يا رعناء هذا هوذا يتعلم أكل الفالوذج بدهن الفستق، فانصرفت عنه وقالت له: أنت شيخ

قد حوت ؟ وذهب عقلك ، ثم لزمته وتعلمت منه العلم حتى صرت صاحب القضاء ،
وكنت أجالس الرشيد ، وآكل معه على مائدته ، فلما كان في بعض الأيام قدم
إلى هارون فالوذجة فقال لي هارون : يا يعقوب كل منه فليس كل يوم يعمل لنا
مثله . فقلت : وما هذه يا أمير المؤمنين ؟ فقال : هذه فالوذجة بدهن الفستق
فضحكت ، فقال لي : مم ضحكت ؟ فقلت : خيرا أبقى الله أمير المؤمنين ، قال :
لتخبرني . وألح علي ، فخبرته بالقصة من أولها إلى آخرها ، فعجب من ذلك وقال
لعمري إن العلم ليرفع وينفع دينا ودنيا ، وترحم على أبي حنيفة . وقال : كان ينظر
بعين عقله ما لا يراه بعين رأسه . أخبرني الحسن بن محمد الخلال ، أخبرنا علي بن
عمرو الحريري أن علي بن محمد بن كاس النخعي أخبرهم قال حدثنا حمد بن
محمد بن حازم حدثنا عبيد بن محمد قال سمعت عمر بن حفص يقول سمعت أبا يوسف
يقول : ما كان في الدنيا أحب إلي من مجلس أجلسه مع أبي حنيفة وابن أبي ليلى ،
فإني ما رأيت فقيها أفقه من أبي حنيفة ، ولا قاضيا خيرا من ابن أبي ليلى . وقال
النخعي سمعت محمد بن سعدان ... يقول سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة
يقول : كان أصحاب أبي حنيفة عشرة : أبو يوسف ، وزفر ، وأسد بن عمرو البجلي ،
وعافية الأودي ، وداود الطائي ، والقاسم بن معن المسعودي ، وعلي بن مسهر ، ويحيى
ابن زكريا بن أبي زائدة ، وحبان ، ومندل ابنا علي العنزي ، ولم يكن فيهم مثل
أبي يوسف ، وزفر . وقال النخعي حدثنا أحمد بن عمار بن أبي مالك . قال
سمعت عمار بن أبي مالك يقول : ما كان فيهم مثل أبي يوسف لولا أبو يوسف
ما ذكر أبو حنيفة ، ولا ابن أبي ليلى ، ولكنه هو نشر قولهما ، وبث علمهما .
أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر ، قال : وأبو يوسف مشهور
الأمر ظاهر الفضل وهو صاحب أبي حنيفة وأفقه أهل عصره ، لم يتقدمه أحد
في زمانه ، وكان النهاية في العلم والحكم ، والرياسة والقدر ، وأول من وضع

الكتب في أصول الفقه على مذهب أبي حنيفة ، وأملى المسائل ونشرها ، وبث علم
أبي حنيفة في أقطار الأرض . أخبرنا علي بن أبي علي البصري حدثنا أبو بكر
محمد بن علي بن محمد الأسد آبادي حدثنا أبو بكر محمد بن محمد بن منصور
الدامغاني الفقيه حدثنا أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزدي الطحاوي حدثنا
محمد بن عبد الله بن أبي ثور الرعيني — المعروف بابن عبدون قاضي إفريقية —
قال حدثني سليمان بن عمران قال حدثني أسد بن الفرات قال سمعت محمد بن الحسن
يقول : مرض أبو يوسف في زمن أبي حنيفة مرضا خيف عليه منه ، قال فعاده أبو
حنيفة ونحن معه ، فلما خرج من عنده وضع يديه على عتبة بابه ، وقال : إن يمت هذا
الفتى فإنه أعلم من عليها ، وأومأ إلى الأرض . أخبرنا الحسين بن علي الصيمري أخبرنا
القاضي عبد الله بن محمد الأسدي حدثنا أبو بكر الدامغاني الفقيه حدثنا أبو جعفر
الطحاوي حدثنا ابن أبي عمران حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت أبا يوسف
يقول : سألني الأعمش عن مسألة فأجبته فيها ، فقال لي : من أين قلت هذا ؟ فقلت
لحديثك الذي حدثتناه أنت ، ثم ذكرت له الحديث . فقال لي : يا يعقوب إني
لأحفظ هذا الحديث قبل أن يجتمع أبواك فما عرفت تأويله حتى الآن . أخبرني
الأزهري حدثنا عبيد الله بن عثمان بن يحيى حدثنا محمد بن إبراهيم بن حبيش
البغوي الشاهد قال حدثني جعفر بن ياسين ، قال : كنت عند المزني ، فوقف عليه
رجل فسأله عن أهل العراق فقال له : ما تقول في أبي حنيفة ؟ فقال : سيدهم . قال
فأبو يوسف ؟ قال : أتبعهم للحديث ، قال : فمحمد بن الحسن ؟ قال : أكثرهم تفريعا ، قال
فزفر ؟ قال : أحدهم قياسا . أخبرني الحسن بن محمد الخلال أخبرنا علي بن عمرو الحريري أن علي بن محمد
النخعي حدثهم قال حدثنا ... حدثنا عبد الحميد بن عبد العزيز بن ... (١)
عن هلال بن يحيى قال : كان أبو يوسف يحفظ التفسير ، ويحفظ المغازي ، وأيام العرب

(١) كذا في الكوبريلي والأناطي . وفي الصيصالية التمي .

وكان أقل علومه الفقه . وقال النخعي حدثنا إبراهيم بن إسماعيل الطلحي عن أبيه عن عمر بن حماد بن أبي حنيفة عن أبيه . قال : رأيت أبا حنيفة يوما وعن يمينه أبو يوسف ، وعن يساره زفر ، وهما يتجادلان في مسألة ، فلا يقول أبو يوسف قولا إلا أفسده زفر ، ولا يقول زفر قولا إلا أفسده أبو يوسف إلى وقت الظهر ، فلما أذن المؤذن رفع أبو حنيفة يده فضرب بها على فخذ زفر وقال لا تطمع في رياسة ببلدة فيها أبو يوسف . قال وقضى لأبي يوسف على زفر . حدثنا أحمد بن علي البادا أخبرنا أحمد بن إبراهيم بن شاذان حدثنا محمد بن الحسين بن حميد بن الربيع حدثنا سليمان بن الربيع قال سمعت الفضل بن مقاتل الخراساني ذكر عن عبد الرزاق بن همام الصنعاني قال سمعت محمد بن حارثة يقول رأيت أبا يوسف وزفر يوما افتتحا مسألة عند أبي حنيفة من حين طلعت الشمس إلى أن نودي بالظهر ، فإذا قضى لأحدهما على الآخر قال له الآخر أخطأت ما خطئك ؟ فيخبره حتى كان آخر ذلك أن قضى لأبي يوسف على زفر حين نودي بالظهر فلم أبو يوسف ، قال فضرب أبو حنيفة على فخذ زفر وقال لا تطمعن في الرياسة بأرض يكون هذا بها . أخبرني الخلال أخبرنا الحريري علي بن عمرو أن علي بن محمد النخعي حدثهم قال حدثنا نجيح - يعني ابن إبراهيم - حدثنا ابن كرامة قال كنا عند وكيع يوما فقال رجل أخطأ أبو حنيفة ، فقال وكيع كيف يقدر أبو حنيفة يخطئ ومعه مثل أبي يوسف وزفر في قياسهما ، ومثل يحيى بن أبي زائدة ، وحفص بن غياث وحبان ، ومندل في حفظهم الحديث ، والقاسم بن معن في معرفته باللغة والعربية ، وداود الطائي ، وفضيل بن عياض في زهدهما وورعهما ؟ من كان هؤلاء جلساؤه لم يكد يخطئ لأنه إن أخطأ ردوه . وقال النخعي حدثنا عبد الله ابن محمد بن بهلول حدثنا القاسم بن محمد البجلي قال سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول قال أبو حنيفة يوما أصحابنا هؤلاء ستة وثلاثون رجلا ، منهم

ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء ، ومنهم ستة يصلحون للفتوى ، ومنهم اثنان يصلحان يؤدبان القضاة وأصحاب الفتوى ، وأشار إلى أبي يوسف وزفر . أخبرنا القاضي أبو بكر أحمد بن الحسن الحرشي حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثني محمد بن الجهم قال قال إبراهيم بن عمر بن حماد بن أبي حنيفة : كان أبو حنيفة حسن الفراسة ، فقال لداود الطائي . أنت رجل تتخلى للعبادة وقال لأبي يوسف تميل إلى الدنيا . وقال لزفر وغيره كلاما فكان كما قال . وقال ابن السماك في كلامه لا أقول إن أبا يوسف مجنون ولو قلت ذلك لم يقبل مني ، ولكنه رجل صارع الدنيا فصرعته . أخبرني محمد بن علي بن مخلد الوراق أخبرنا أحمد بن محمد بن عمران بن موسى بن عروة حدثنا محمد بن يحيى النديم حدثنا عون بن محمد حدثنا طاهر بن أبي أحمد الزبيري . قال : كان رجل يجلس إلى أبي يوسف فيطيل الصمت فقال له أبو يوسف ألا تتكلم ؟ فقال بلى متى يفطر الصائم . قال إذا غابت الشمس . قال فإن لم تغب إلى نصف الليل ؟ قال فضحك أبو يوسف وقال أصبت في صمتك ، وأخطأت أنا في استدعائي نطقك ، ثم تمثل :

عجبت لإزراء العيي بنفسه ... وصمت الذي قد كان بالقول أعلما

وفي الصمت ستر للعيي ، وإنما ... صحيفة لب المرء أن يتكلما

أخبرنا محمد بن الحسين بن الفضل القطان أخبرنا محمد بن الحسن بن زياد النقاش أن عبد الله بن أحمد بن حنبل أخبرهم قال أخبرنا أبي . قال سمعت أبا يوسف القاضي يقول . صحبة من لا يخشى العار عار يوم القيامة . وأخبرنا ابن الفضل أخبرنا أبو بكر النقاش أن عبد الله بن أحمد أخبره عن أبيه قال سمعت أبا يوسف القاضي يقول : رءوس النعم ثلاثة ، فأولها نعمة الإسلام التي لا تتم نعمة إلا بها ، والثانية نعمة العافية التي لا تطيب الحياة إلا بها ، والثالثة نعمة الغنى التي لا يتم العيش إلا بها ، فاحفظ ذلك . أخبرنا محمد بن القاسم الأزرق أخبرنا محمد بن

حتى تقرئ أن محمد بن عبد الرحمن السامي أخبرهم - بهراة - قال حدثنا علي ابن الجعد قال سمعت قاضي القضاة - يعني أبا يوسف - يقول العلم شيء لا يعطيك بعضه حتى تعطيه كلك، وأنت إذا أعطيته كلك من إعطائه البعض على غرر. أخبرنا العتيقي حدثنا محمد بن العباس أخبرنا أبو أيوب سليمان بن إسحاق ابن إبراهيم بن الخليل الجلاب قال قال لي إبراهيم الحربي قال أبو يوسف من أراد أن يعلم ما الذي في قلبه كل خبيزا دسما[1] حتى يحرق كبده، ولا يأكل التين والعسل. قال إبراهيم وقال من تعرق برأي لم ينل النصح فقد خسر الدنيا والآخرة (ذلك هو الخسران المبين) أخبرنا الجوهري حدثنا محمد بن العباس حدثنا أبو بكر بن الأنباري قال حدثني محمد بن المرزبان حدثنا العلاء بن مسعود حدثني أبي قال كان أبو يوسف يركب وغلامه يعدو وراءه فقال له رجل أتستحل أن يعدو غلامك، لا تركبه؟ فقال له أيجوز عندك أن أسير عاجزا مكاريا؟ قال نعم. قال فيعدو معي كما يعدو من كان مكاريا. أخبرنا الصيمري أبو العلاء الواسطي حدثنا محمد بن جعفر التميمي بالكوفة أخبرنا أبو القاسم الحسن بن محمد أخبرنا وكيع أخبرني إبراهيم بن أبي عثمان عن يحيى بن عبد الصمد قال خوصم موسى — أمير المؤمنين — إلى أبي يوسف في بستان فكان الحكم في الظاهر لأمير المؤمنين وكان الأمر على خلاف ذلك. فقال أمير المؤمنين لأبي يوسف ما صنعت في الأمر الذي يتنازع إليك فيه؟ قال خصم أمير المؤمنين يسألني أن أحلف أمير المؤمنين أن شهوده شهدوا على حق. فقال له موسى وترى ذلك؟ قال قد كان ابن أبي ليلى يراه. قال فاردد البستان عليه، وإنما احتال عليه أبو يوسف. أخبرنا أحمد بن عمر بن روح النهرواني ومحمد بن الحسين بن محمد الجازري قال أحمد أخبرنا وقال محمد حدثنا المعافى بن زكريا الجريري حدثنا محمد بن أبي الأزهر

(1) كذا في الأصول الثلاثة . وفي معاجم اللغة : الخبيزة البقلة السكيبة .

حدثنا حماد بن إسحاق الموصلي حدثني أبي قال حدثني بشر بن الوليد وسألته من أين جاء؟ قال كنت عند أبي يوسف يعقوب بن إبراهيم القاضي وكنا في حديث ظريف، قال فقعدت له حدثني به. فقال قال لي يعقوب بينا أنا البارحة قد أويت إلى فراشي، وإذا داق يدق الباب دقا شديدا، فأخذت علي إزاري وخرجت فإذا هو هرثمة بن أعين، فسلمت عليه فقال أجب أمير المؤمنين، فقلت يا أبا حاتم لي بك حرمة، وهذا وقت كما ترى، ولست آمن أن يكون أمير المؤمنين دعاني لأمر من الأمور، فإن أمكنك أن تدفع بذلك إلى غد فلعله أن يحدث له رأي. فقال ما إلى ذلك سبيل. قلت كيف كان السبب؟ قال خرج إلي مسرور الخادم فأمرني أن آتي بك أمير المؤمنين. فقلت تأذن لي أصب علي ماء وأتحنط فإن كان أمر من الأمور كنت قد أحكمت شأني، وإن رزق الله العافية فلن يضر. فأذن لي، فدخلت فلبست ثيابا جددا، وتطيبت بما أمكن من الطيب، ثم خرجنا. فمضينا حتى أتينا دار أمير المؤمنين الرشيد، فإذا مسرور واقف فقال له هرثمة: قد جئت به؟ فقلت لمسرور يا أبا هاشم خدمتي وحرمتي وميلي، وهذا وقت ضيق فتدري لم طلبني أمير المؤمنين؟ قال لا. قلت فمن عنده؟ قال عيسى بن جعفر. قلت ومن؟ قال ما عنده ثالث. قال مر فإذا صرت إلى الصحن فإنه في الرواق وهو ذاك جالس، فحرك رجلك بالأرض، فإنه سيسألك، فقل أنا. فجئت فحركت فقال من هذا؟ قلت يعقوب، قال ادخل، فدخلت فإذا هو جالس وعن يمينه عيسى بن جعفر، فسلمت فرد علي السلام وقال أظننا روعناك؟ قلت إي والله وكذلك من خلفي. قال اجلس، فجلست حتى سكن روعي، ثم التفت إلي فقال يا يعقوب تدري لم دعوتك؟ قلت لا. قال دعوتك لأشهدك على هذا أن عنده جارية سألته أن يهبها لي فامتنع، وسألته أن يبيعها فأبى، والله لئن لم يفعل لأقتلنه. قال فالتفت إلى عيسى، وقلت وما بلغ الله بجارية

نعمها أمير المؤمنين، وتنزل نفسك هذه المنزلة؟ قال فقال لي: عجلت على في
القول قبل أن تعرف قصتي؟ قلت: وما في هذا من الجواب؟ قال إني حلفت
بالطلاق والعتاق وصدقة ما أملك أن لا أبيع هذه الجارية ولا أهبها. فالتفت
إلى الرشيد فقال: هل له في ذلك من مخرج؟ قلت نعم. قال وما هو؟ قلت يهب
لك نصفها ويبيعك نصفها فيكون لم يبع ولم يهب. قال عيسى: ويجوز ذلك؟
قلت نعم. قال فاشهد أني قد وهبت له نصفها وبعته النصف الباقي بمائة ألف
دينار. فقال: الجارية. فأتي بالجارية وبالمال. فقال: خذها يا أمير المؤمنين بارك
الله لك فيها. فقال: يا يعقوب بقيت واحدة. قلت: وما هي؟ قال هي مملوكة ولا بد
أن تستبرأ، ووالله لئن لم أبت معها ليلتي إني أظن أن نفسي ستخرج. قلت
يا أمير المؤمنين تعتقها وتتزوجها فإن الحرة لا تستبرأ. قال فإني قد أعتقتها فمن
يزوجنيها؟ قلت: أنا. فدعا بمسرور وحسين، فخطبت وحمدت الله ثم زوجته على
عشرين ألف دينار، ودعا بالمال فدفعه إليها. ثم قال لي: يا يعقوب انصرف،
ورفع رأسه إلى مسرور فقال: يا مسرور، قال: لبيك أمير المؤمنين، قال احمل إلى
يعقوب مائتي ألف درهم وعشرين تختا ثيابا. فحمل ذلك معي. قال فقال بشر بن
الوليد: فالتفت إلي يعقوب فقال: هل رأيت بأسا فيما فعلت؟ قلت لا. قال فخذ
منه حقك. قلت وما حقي؟ قال العشر. قال فشكرته ودعوت له وذهبت لأقوم وإذا
بعجوز قد دخلت فقالت: يا أبا يوسف بنتك تقرئك السلام وتقول لك: والله
ما وصل إلي في ليلتي هذه من أمير المؤمنين إلا المهر الذي قد عرفته. وقد حملت
إليك النصف منه وخلفت الباقي لما أحتاج إليه. فقال: رديه، فوالله لا قبلته،
أخرجتها من الرق وزوجتها أمير المؤمنين وترضى لي بهذا؟ فلم نزل نطلب إليه
أنا وعمومتي حتى قبلها، وأمر لي منها بألف دينار. أخبرنا أحمد بن عمر بن روح
ومحمد بن الحسين الجزري ـ قال أحمد أخبرنا وقال محمد حدثنا ـ المعافى بن زكريا

حدثنا الحسين بن القاسم الكوكبي حدثني أبو حفص الأيادي حدثني أبو
عبد الله الطوسي ثنا أبو جعفر كنت عند أبي يوسف. ما ترى في كذا، وحسب
الأشياء إلى أن يكون أحق فيه كذا؟ فأفتاها بما أحبت، فبعثت إليه بحق فضة
فيه حقاق فضة مطبقات في كل واحدة لون من الطيب، وفي جام دراهم وسطها جام
فيه دنانير، فقال له جليس له: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهديت له هدية
فجلساؤه شركاؤه فيها. فقال أبو يوسف: ذاك حين كانت هدايا الناس التمر واللبن.
ـ أخبرني محمد بن الحسين القطان أخبرنا محمد بن الحسين بن زياد النقاش أن محمد
ابن علي الصائغ أخبرهم ـ بمكة ـ قال أخبرني يحيى بن معين. قال: كنت عند
أبي يوسف القاضي وعنده جماعة من أصحاب الحديث وغيرهم، فوافته هدية من أم
جعفر احتوت على تخوت دبيقي ومصمت وشرب وطيب وتماثيل ند وغير
ذلك. فذاكرني رجل بحديث النبي صلى الله عليه وسلم من أتته هدية وعنده قوم
جلوس فهم شركاؤه فيها. فسمعه أبو يوسف فقال: أبي تعرض؟ ذاك إنما قاله النبي
صلى الله عليه وسلم والهدايا يومئذ الأقط والتمر والزبيب، ولم يكن الهدايا ما ترون
يا غلام، شل إلى الخزائن. أخبرني الخلال أخبرنا علي بن عمرو الحريري أن علي
ابن محمد النخعي حدثهم قال حدثنا إبراهيم بن إسحاق عن بشر بن غياث. قال
سمعت أبا يوسف يقول: صحبت أبا حنيفة سبع عشرة سنة ثم قد انصببت على
الدنيا سبع عشرة سنة، فما أظن أجلي إلا وقد قرب. فما كان إلا شهور حتى
مات. ـ قال النخعي حدثنا أبو عمرو القزويني حدثنا القاسم بن الحكم العرني قال
سمعت أبا يوسف عند موته يقول: يا ليتني مت على ما كنت عليه من الفقر،
وإني لم أدخل في القضاء على أني ما تعمدت بحمد الله ونعمته جورا، ولا حابيت
خصما على خصم من سلطان ولا سوقة. أخبرني الحسن بن علي بن عبد الله
المقرئ حدثنا محمد بن بكران البزاز حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد حدثنا

ابن يحيى الصوفي قال سمعت عثمان بن حكيم يقول: أتى رجل أبا يوسف في هذه المسألة، فرفع إلى هارون الرشيد، فدعا أبا يوسف يكلمه فقال له هارون: كله وناظره، فقال له يا أمير المؤمنين، ادع بالسيف والنطع، واعرض عليه الإسلام فإن أسلم وإلا فاضرب عنقه، هذا لا يناظر، وقد ألحد في الإسلام. أخبرنا العتيقي حدثنا محمد بن العباس أخبرنا أبو أيوب سليمان بن إسحاق الجلاب قال قال لي إبراهيم الحربي تدري أيش قال أبو يوسف؟ وكان من عقلاء الناس؟ قال لا تطلب الحديث بكثرة الرواية فترمى بالكذب، ولا تطلب العلم بالكيميا فتفلس، ولا تحصل بيدك شيء، ولا تطلب العلم بالكلام فإنك تخرج تتغفر كل ساعة إلى واحد. أخبرنا علي بن عبد العزيز حدثنا محمد بن عبد الله الشافعي حدثنا محمد بن الليث الجوهري قال حدثني أبو سليمان بن أبي رجاء قال سمعت أبا يوسف يقول: العلم بالكلام جهل. حدثني الحسن بن أبي طالب حدثنا علي ابن عمر بن محمد التمار حدثنا مكرم بن أحمد القاضي حدثنا أحمد بن عطية قال سمعت بشار الخفاف قال سمعت أبا يوسف يقول: من قال القرآن مخلوق فحرام كلامه، وفرض مباينته. أخبرنا البرقاني حدثنا يعقوب بن موسى الأردبيلي حدثنا أحمد بن طاهر بن النجم الميانجي حدثنا سعيد بن عمرو البردعي قال سمعت أبا زرعة - وهو الرازي - يقول: كان أبو حنيفة جهمياً، وكان محمد بن الحسن جهمياً، وكان أبو يوسف سليماً من التجهم. أخبرنا أبو مسلم جعفر بن باي الجيلي أخبرنا أبو بكر بن المقرئ بأصبهان حدثنا أبو يعلى الموصلي قال سمعت عمراً الناقد يقول: ما أحب أن أروي عن أحد من أصحاب الرأي إلا عن أبي يوسف فإنه كان صاحب سنة. أخبرنا محمد بن العباس بن أحمد الأهوازي حدثنا أبو بكر محمد بن إسحاق بن داود القاضي - بالأهواز - قال حدثنا موسى بن إسحاق حدثنا علي بن عمرو بن القرظي - من ولد قرظة بن كعب - قال: قدم

إلى أبي يوسف مسلم قتل ذمياً، فأمر أن يقاد به، ووعدهم ليوم، وأمر بالقاتل فحبس، فلما كان في اليوم الذي وعدهم حضر أولياء الذمي وجيء بالمسلم القاتل، فقام أبو يوسف أن يقول فيقيده، رأى رقعة قد سقطت، فتناولها صاحب الرقاع ودفعها، فقال له أبو يوسف ما هذه التي حبستها؟ فدفعها إليه فإذا فيها أبيات شعر، قالها أبو المضرجي شاعر ببغداد:

يا قاتل المسلم بالكافر جرت وما العادل كالجائر؟
يا من ببغداد وأطرافها من فقهاء الناس أو شاعر
جاروا على الدين أبو يوسف إذ يقتل المسلم بالكافر
فاسترجعوا وابكوا على دينكم واصطبروا فالأجر للصابر

قال فأمر بالمصير وكتب إلى الرشيد فحدثه بالقصة وأقرأه الرقعة، فقال له الرشيد: اذهب فاحتل، فلما عاد أبو يوسف إلى داره وجاءه أولياء الذمي يطالبونه بالقود، قال لهم: ائتوني بشاهدين عدلين أن صاحبكم كان يؤدي الجزية. أخبرني محمد بن أحمد بن يعقوب قال أخبرنا محمد بن نعيم الضبي حدثنا أبو منصور محمد بن القاسم العتكي حدثنا أحمد بن حفص بن عمر العقبي - بجرجان - حدثنا علي بن سلمة اللبقي حدثنا يحيى بن يحيى قال سمعت أبا يوسف القاضي عند وفاته يقول: كل ما أفتيت به فقد رجعت عنه، إلا ما وافق كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر حدثني مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن عطية قال سمعت محمد بن سماعة يقول سمعت أبا يوسف في اليوم الذي مات فيه يقول: اللهم إنك تعلم أني لم أجر في حكم حكمت به بين عبادك متعمداً، ولقد اجتهدت في الحكم بما وافق كتابك وسنة نبيك، وكلما أشكل علي جعلت أبا حنيفة بيني وبينك، وكان عندي والله ممن يعرف أمرك ولا يخرج عن الحق وهو يعلمه. أخبرني الخلال أخبرنا علي بن عمرو أن علي بن

محمد السمحي حدثهم قال حدثنا إبراهيم بن إسحاق الزهري حدثنا بشر بن الوليد الكندي قال سمعت أبا يوسف يقول في مرضه الذي مات فيه: اللهم إنك تعلم أني لم أطأ فرجاً حراماً قط وأنا أعلم، اللهم إنك تعلم أني لم آكل درهماً حراماً قط وأنا أعلم. أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد حدثني مكرم بن أحمد حدثنا أحمد ابن عطية قال سمعت محمد بن سماعة يقول: كان أبو يوسف يصلي بعد ما ولي القضاء في كل يوم مائتي ركعة. أخبرنا علي بن القاسم بن الحسن الشاهد بالبصرة حدثنا علي بن إسحاق المادرائي قال سمعت العباس بن محمد قال سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو يوسف القاضي يحب أصحاب الحديث ويميل إليهم. قال يحيى وقد كتبت عنه حديثاً. قال أبو الفضل - يعني العباس -: وسمعت أحمد بن حنبل يقول: أول ما طلبت الحديث ذهبت إلى أبي يوسف القاضي، ثم طلبنا بعد فكتبنا عن الناس. أخبرني الأزهري وعلي بن محمد بن الحسن المالكي قالا: أخبرنا عبد الله بن عثمان الصفار أخبرنا محمد بن عمران بن موسى الصيرفي حدثنا عبد الله بن علي بن عبد الله المديني قال سمعت أبي يقول: قدم أبو يوسف - يعني القاضي - البصرة مرتين، أولاهما سنة ست وسبعين ومائة، والثانية سنة ثمانين فكنا نأتيه فكان يحدث بعشرة أحاديث وعشرة رأي. وأراه قال: ما أخذ على أبي يوسف شيء إلا حديث هشام في الحجر، وكان صدوقاً ولم يرو عن هشام غيره - يعني هذا الحديث. أخبرنا الجوهري حدثنا محمد بن العباس حدثنا أبو بكر بن الأنباري حدثني محمد بن المرزبان قال حدثت المغيرة المهلبي حدثنا هارون ابن موسى الفروي حدثني أخي عمران بن موسى قال حدثني عمي سفيان بن فليح. قال حضرت مجلس هارون الرشيد ومعه أبو يوسف فذكر مسابقة الخيل فقال أبو يوسف: سابق رسول الله صلى الله عليه وسلم من الغابة إلى ثنية الوداع. فقلت يا أمير المؤمنين صحّف، إنما هو من الحفياء إلى ثنية الوداع، وهو في غير هذا أشد

تصحيفاً. أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبد الله بن جعفر حدثنا يعقوب بن سفيان قال سمعت سعيد بن منصور يقول: قال رجل لأبي يوسف: رجل صلى مع الإمام في مسجد عرفة، ثم وقف حتى دفع به مع الإمام. قال: ما له؟ قال: لا بأس به. قال فقال: سبحان الله، قد قال ابن عباس: من أفاض من عرفة فلا حج له، ومسجد عرفة في بطن عرنة. فقال: أنتم أعلم بالأحكام ونحن أعلم بالفقه. قال وإذا لم نعرف الأصل فكيف نكون فيه؟ أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن أحمد ابن علي السوذرجاني - بأصبهان - أخبرنا أبو بكر بن المقرئ حدثنا محمد بن الحسن بن علي بن بحر حدثنا أبو حفص عمرو بن علي قال سمعت يحيى - يعني القطان - وقال له رجل: حدث أبو يوسف عن أبي حنيفة عن حماد شيئاً، فقال: مرجئ عن مرجئ عن مرجئ. أخبرنا إبراهيم بن عمر البرمكي أخبرنا محمد ابن عبد الله بن خلف الدقاق حدثنا عمر بن محمد الجوهري حدثنا أبو بكر الأثرم حدثنا نعيم بن حماد قال سمعت ابن المبارك - وذكروا عنده أبا يوسف - فقال: لا تعد منه مجلساً ذكر أبي يوسف. أخبرنا العتيقي أخبرنا يوسف بن أحمد الصيدلاني - بمكة - حدثنا محمد بن عمرو العقيلي حدثنا محمد بن حاتم حدثنا حبان بن موسى قال سمعت ابن المبارك يقول: إني لأستحيي من مجلس يذكر في أبي يوسف. أخبرني محمد بن أحمد بن يعقوب أخبرنا محمد بن نعيم قال سمعت أبا جعفر محمد بن صالح بن هانئ يقول سمعت محمد بن إسماعيل بن مهران يقول سمعت المسيب ابن واضح يقول: ما سمعت ابن المبارك ذكر أحداً بسوء قط إلا أبا يوسف، ولما قال له مات أبو يوسف قال: مسكين يعقوب، ما أغنى عنه ما كان فيه. أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبد الله بن جعفر حدثنا يعقوب بن سفيان حدثني محمد - يعني ابن يحيى بن عثمان - قال سمعت عبد الرزاق بن عمر البزيعي. وحدثني محمد بن يوسف القطان النيسابوري - واللفظ له - أخبرنا الخصيب بن عبد الله القاضي أخبرنا

عبد الكريم بن محمد بن شعيب الصائغ حدثني أبي أخبرنا احمد بن عثمان بن حكيم قال سمعت عبد الرزاق بن عمر يقول: كنت عند عبد الله بن المبارك فجاءه رجل فسأله عن مسألة فأفتاه فيها، فقال له: قد سألت أبا يوسف فخالفك، فقال له: إن كنت صليت خلف أبي يوسف صلوات تحفظها فأعدها. أخبرني أبو الوليد الحسن بن محمد الدينوري أخبرنا محمد بن احمد بن سليمان الحافظ — ببخارى — حدثنا خلف بن محمد حدثنا سهل بن شاذويه حدثنا ... بن سالم الباهلي حدثنا علي بن مهران الرازي حدثنا ابن المبارك — بالري — قال: ... حدثنا يعقوب قال له رجل يا أبا عبد الرحمن يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف؟ فقال ابن المبارك: لأن أخر من السماء إلى الأرض فتخطفني الطير أو تهوي بي الريح في مكان سحيق أحب إلي من أن أروي عن ذلك[1] حدثنا يعقوب القمي. أخبرني البرقاني قال حدثني محمد بن احمد بن محمد الأدمي حدثنا محمد بن علي الايادي حدثنا زكريا الساجي قال: يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف صاحب أبي حنيفة مذموم مرجي. حدثني أبو داود سليمان بن الأشعث حدثنا عبدة بن عبد الله الخراساني قال قال رجل لابن المبارك: أيما أصدق أبو يوسف أو محمد؟ قال: لا تقل أيهما أصدق، قل أيهما أكذب. قيل لعبد الله بن المبارك أيهما؟[2] قال أبو يوسف قال ما ترضى أن تصحبه حتى تكتبه؟ من قال يعقوب قال أبو داود وسمعت المسيب بن واضح قال قيل لابن المبارك مات أبو يوسف فقال الشقي يعقوب. أخبرنا العتيقي أخبرنا يوسف بن احمد الصيدلاني حدثنا محمد بن عمرو العقيلي حدثنا معاذ بن المثنى حدثنا رجاء بن السندي قال سمعت عبد الله بن ادريس يقول: كان أبو حنيفة ضالا مضلا، وأبو يوسف فاسق من الفاسقين. أخبرنا البرمكي أخبرنا محمد ابن عبد الله بن خلف حدثنا عمر بن محمد الجوهري حدثنا أبو بكر الأثرم حدثنا

(١) هنا نقص في الكوبريلي، وأكملناه من الأعظمي والصمصاطية (٢) كذا بالأصل.

يحيى بن محمد بن ثابت قال سمعت ابن ادريس يقول: رأيت أبا يوسف — والذي ذهب بنفسه — بعد موته في المنام يصلي إلى غير القبلة، قال وكان جاره. قال وسمعت وكيعا — وسأله رجل عن مسألة — فقال الرجل: إن أبا يوسف يقول كذا وكذا، فحول رأسه وقال: أما تتقي الله؟ بأبي يوسف تحتج عند الله عز وجل؟ أخبرنا محمد بن احمد بن رزق أخبرنا دعلج بن احمد حدثنا احمد بن علي الأبار حدثنا محمود بن غيلان قال قلت ليزيد بن هارون ما تقول في أبي يوسف؟ قال: لا تحل الرواية عنه، إنه كان يعطي أموال اليتامى مضاربة، ويجعل الربح لنفسه. أخبرنا ابن الفضل أخبرنا علي بن ابراهيم المستملي حدثنا محمد بن ابراهيم ابن شعيب الغازي قال سمعت محمد بن اسماعيل البخاري يقول حكى لنا عن النعمان أنه قال: ألا تعجبون من يعقوب؟ يقول علي ما لم أقل. أخبرنا محمد بن الحسين بن سعدون الموصلي أخبرنا علي بن عمر الحضرمي حدثنا احمد بن الحسن ابن عبد الجبار الصوفي قال سمعت يوسف بن موسى القطان — في سنة خمس وعشرين ومائتين في دار القطن — يقول سمعت أبا نعيم الفضل بن دكين يقول سمعت أبا حنيفة يقول لأبي يوسف: ويحكم كم تكذبون علي في هذه الكتب ما لم أقل[1]. أخبرني احمد بن عبد الله الأنماطي أخبرنا محمد بن المظفر الحافظ أخبرنا علي بن احمد بن سليمان المصري حدثنا احمد بن سعد بن أبي مريم قال وسألته — يعني يحيى بن معين — عن أبي يوسف فقال: لا يكتب حديثه.

قلت: قد روى غير ابن أبي مريم عن يحيى أنه وثقه. أخبرنا الأزهري حدثنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدي قال حدثني احمد بن داود الحداني قال سمعت عيسى بن يونس وسئل عن أبي يوسف — فقال: يعقوب؟ كان يحفظ الحديث عند الأعمش. قال جدي وذكره

(١) هنا آخر نقص الكوبريلي.

يحيى بن معين يوما فقال: كلاما نسبه فيه إلى الصدق لا أقدم عليه. أخبرنا محمد ابن أحمد بن رزق أخبرنا هبة الله بن محمد بن حبش الفراء حدثنا أبو جعفر محمد ابن عثمان بن أبي شيبة قال: وسمعته - يعني يحيى بن معين - وذكر له أبو يوسف القاضي فقال: لم يكن يعرف بالحديث. أخبرني عبد الله بن يحيى السكري أخبرنا محمد بن عبد الله الشافعي حدثنا جعفر بن محمد بن الأزهر حدثنا ابن الغلابي، قال قال يحيى بن معين: أبو يوسف القاضي لم يكن يعرف الحديث وهو ثقة. أخبرنا عبيد الله بن عمر الواعظ حدثنا أبي حدثنا أبو عبد الله بن مهران المستملي حدثنا حسين بن فهم قال سمعت أبي يسأل يحيى بن معين عن أبي يوسف فقال: ثقة إذا حدث عن الثقات. أخبرني الأزهري حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب قال سمعت جدي - يعني الدوري - يقول سمعت يحيى ابن معين يقول: أبو يوسف أنبل من أن يكذب. أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة ابن محمد بن جعفر حدثني مكرم بن أحمد حدثني أحمد بن عطية قال سمعت يحيى ابن معين يقول: ليس أحد من أصحاب الرأي أثبت عندي من أبي يوسف، ولا في أصحاب أبي حنيفة أحفظ للفقه عندي منه. أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق حدثنا أحمد بن علي بن عمر بن حبيش الرازي قال سمعت محمد بن أحمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد العوفي يقول سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو يوسف ثقة، إلا أنه كان ربما غلط. أخبرنا الأزهري حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال سمعت يحيى بن معين يقول: كتبت عن أبي يوسف وأنا أحدث عنه. وقال جدي سمعت أحمد بن حنبل يقول: أول من كتبت عنه الحديث أبو يوسف وأنا لا أحدث عنه. أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسى الصيرفي قال سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب الأصم يقول سمعت عبد الله بن حنبل يقول قال أبي: أبو يوسف صدوق، ولكن أصحاب أبي حنيفة

لا ينبغي أن يروى عنهم شيء. أخبرني الحسن بن أبي طالب حدثنا عبد الواحد ابن علي الفامي حدثنا عبد الله بن سليمان بن عيسى الفامي حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن هانئ قال سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل وسئل عن أبي حنيفة يُروى عنه؟ قال: لا. قيل له: فأبو يوسف؟ قال: كأنه أمثلهم. ثم قال: كل من وضع الكتب من كلامه فلا يعجبني أو يجرد الحديث. أخبرنا البرقاني قال قرئ على إسحاق النعالي - وأنا أسمع - حدثكم عبد الله بن إسحاق المدائني حدثنا حنبل ابن إسحاق قال سمعت عمي - يعني أحمد بن حنبل - يقول: كان يعقوب أبو يوسف يروي عن حطبة وعن المكيين، وكان منصفا في الحديث. أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عثمان بن أحمد الدقاق حدثنا سهل بن أحمد الواسطي حدثنا أبو حفص عمرو بن علي قال: أبو يوسف صدوق كثير الغلط. أخبرنا ابن الفضل أخبرنا علي بن إبراهيم المستملي حدثنا محمد بن إبراهيم بن شعيب الغازي حدثنا محمد بن إسماعيل البخاري قال: يعقوب بن إبراهيم أبو يوسف القاضي تركوه. أخبرنا البرقاني قال سألت أبا الحسن الدارقطني عن أبي يوسف صاحب أبي حنيفة فقال: هو أقوى من محمد بن الحسن. حدثنا القاضي أبو الطيب طاهر بن عبد الله الطبري قال سمعت أبا الحسن الدارقطني سئل عن أبي يوسف القاضي. فقال: أعور بين عميان. وكان القاضي أبو عبد الله الصيمري حاضرا، فقام فانصرف ولم يعد إلى مجلس الدارقطني بعد ذلك. أخبرنا ابن رزق حدثنا أحمد بن علي بن عمر بن حبيش الرازي حدثنا علي بن موسى بن داود القمي الفقيه قال سمعت محمد ابن شجاع يقول حدثني عبد الرحيم القوسي، قال ابن شجاع وسمعت أصحاب معروف - يعني قال: قال معروف وهو سكرجي يعني أن أبا يوسف عاد من عليل من علته، فأحب أن يأتي منزله، فإذ مت أعصيني. قال فخشيته فجئت حتى صرت إلى باب دار الرقيق وجنازة أبي يوسف قد أخرجت، فقلت لا أدرك أن آتي

معروفا وأحمده فصلى عليه مع الناس، ثم أتيت معروفا فأخبرته، فاشتد ذلك عليه وجعل يسترجع فقلت له: يا أبا محفوظ وما أسفك على ما فاتك من جنازته؟ فقال: إنه كأني دخلت الجنة فإذا قصر قد بني، وتم شرفه، وجصص، وعلقت أبوابه وستوره، وتم أمره، فقلت: لمن هذا؟ فقالوا: لأبي يوسف القاضي. فقلت: هو، ثم قال: هذا؟ فقالوا: بتعليمه الناس الخير، وحرصه على ذلك، وبأذى الناس له.

أخبرنا القاضي أبو العلاء الواسطي أخبرنا محمد بن أحمد بن محمد بن ... أخبرنا أبو جعفر محمد بن ... الهروي حدثنا أبو داود السجستاني قال: قال الهيثم بن عدي: وأبو يوسف يعقوب القاضي توفي سنة اثنتين وسبعين ومائة في خلافة هارون. كذا قال وهو خطأ. والصواب ما أخبرنا أبو سعيد بن حسنويه أخبرنا عبد الله ابن محمد بن جعفر حدثنا عمر بن أحمد الأهوازي حدثنا خليفة بن خياط. قال: وأبو يوسف القاضي يعقوب بن إبراهيم. مات سنة اثنتين وثمانين ومائة. أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبد الله بن جعفر حدثنا يعقوب بن سفيان قال: سنة اثنتين وثمانين ومائة فيها توفي أبو يوسف يعقوب القاضي. وأخبرني الحسن بن أبي بكر قال: كتب إلي محمد بن إبراهيم الجوري بخط يده أن أحمد بن حمدان بن الخضر أخبرهم قال: حدثنا أحمد بن يونس الضبي قال: حدثني أبو حسان الزيادي، قال: سنة اثنتين وثمانين ومائة فيها مات أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم القاضي وهو ابن تسع وستين. فمات في شهر ربيع الأول لخمس خلون منه، وولي القضاء سنة ست وستين أيام خرج موسى بن المهدي إلى جرجان، فولي القضاء إلى أن مات ست عشرة سنة. أخبرنا الأزهري حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد ابن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال: توفي أبو يوسف القاضي ببغداد لخمس ليال خلون من شهر ربيع الآخر سنة اثنتين وثمانين ومائة. أخبرنا البرقاني أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال أخبرنا محمد بن أحمد بن يعقوب بن شيبة قال

سمعت أبي يقول سمعت شجاع بن مخلد يقول: حضرنا جنازة أبي يوسف القاضي ومعنا عباد بن العوام فسمعت عبادا يقول: ينبغي لأهل الإسلام أن يعزي بعضهم بعضاً بأبي يوسف. أخبرنا القاضي أبو عبد الله الصيمري أخبرنا محمد بن عمران المرزباني أخبرنا محمد بن الحسن بن دريد أخبرنا السكن بن سعيد عن أبيه عن هشام بن محمد الكلبي قال: قال ابن أبي كثير ـ مولى بني الحارث بن كعب ـ من أهل البصرة ـ يرثي أبا يوسف القاضي:

سقى جدثا به يعقوب أضحى ... رهينا للبلى هزج ركام
تلطف بالقياس لنا فأضحت ... حلالا بعد شيعتها[1] المدام
فلولا أن تصدن له المنايا ... وأعجله عن النظر الحمام
لأعمل في القياس رأي حتى ... يعز على ذوى الريب الحرام

(١) كذا في الأصل ولعله بعد: (حتيا).

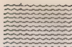
تاريخ بغداد

أو مدينة السلام

للحافظ أبي بكر احمد بن علي الخطيب البغدادي

وضعه في أزهى عصور الإسلام منذ تأسيسها إلى وفاته عام ٤٦٣ هـ

من الجزء الثاني (ترجمة محمد بن الحسن الشيباني)



محمد بن الحسن بن فرقد، أبو عبد الله الشيباني مولاهم، صاحب أبي حنيفة وإمام أهل الرأي. أصله دمشقي من أهل قرية تسمى حَرَسْتَا. قدم أبوه العراق فولد محمد بواسط، ونشأ بالكوفة، وسمع العلم بها من أبي حنيفة، ومسعر بن كدام وسفيان الثوري، وعمر بن ذر، ومالك بن مغول. وكتب أيضا عن مالك بن أنس وأبي عمرو الأوزاعي، وزمعة بن صالح، وبكير بن عامر، وأبي يوسف القاضي وسكن بغداد وحدث بها، فروى عنه محمد بن إدريس الشافعي، وأبو سليمان الجوزجاني، وهشام بن عبيد الله الرازي، وأبو عبيد القاسم بن سلام، وإسماعيل بن توبة، وعلي بن مسلم الطوسي، وغيرهم. وكان الرشيد ولاه القضاء، وخرج معه في سفره إلى خراسان فمات بالري ودفن بها. أخبرنا أبو القاسم الأزهري قال حدثنا محمد بن العباس الخزاز قال حدثنا محمد بن معروف الخشاب قال حدثنا الحسين بن فهم قال حدثنا محمد بن سعد قال: محمد بن الحسن كان أصله من أهل الجزيرة، وكان أبوه في جند أهل الشام فقدم واسط فولد محمد بها في سنة اثنتين وثلاثين ومائة، ونشأ بالكوفة وطلب الحديث، وسمع سماعا كثيرا وجالس أبا حنيفة وسمع منه، ونظر في الرأي فغلب عليه، وعرف به، ونفذ فيه وقدم بغداد فنزلها واختلف إليه الناس وسمعوا منه الحديث والرأي وخرج إلى الرقة وهارون أمير المؤمنين بها، فولاه قضاء الرقة ثم عزله، فقدم بغداد فلما خرج هارون إلى الري الخرجة الأولى أمره فخرج معه فمات بالري سنة تسع وثمانين ومائة وهو ابن ثمان وخمسين سنة. أخبرنا علي بن أبي علي المعدل قال أخبرنا طلحة ابن محمد بن جعفر قال أخبرني أبو عمرو بن ... في كتابه إلي قال حدثني عمرو بن أبي

عمرو، قال: قال محمد بن الحسن: ترك أبي ثلاثين ألف درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفًا على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفًا على الحديث والفقه. أخبرنا الحسين بن علي الصيمري قال: ثنا عمر بن إبراهيم أبو أحمد قال: ثنا عبد الله بن محمد بن زياد النيسابوري قال: ثنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم. وأخبرنا القاضي أبو الطيب طاهر بن عبد الله الطبري - واللفظ له - قال: ثنا محمد بن عثمان بن الحسن القاضي قال: ثنا محمد بن يوسف الهروي بمصر قال: أخبرنا محمد بن عبد الحكم قال: سمعت الشافعي يقول: قال محمد بن الحسن: أقمت على باب مالك ثلاث سنين وكسرًا. وكان يقول: إنه سمع منه لفظًا أكثر من سبعمائة حديث. قال: وكان إذا حدثهم عن مالك امتلأ منزله وكثر الناس عليه حتى يضيق عليهم الموضع، وإذا حدثهم عن غير مالك لم يجئه إلا [القليل] من الناس. فقال: ما أعلم أحدًا أسوأ ثنا(١) على أصحابه منكم، إذا حدثتكم عن مالك ملأتم علي الموضع، وإذا حدثتكم عن أصحابكم إنما تأتوني متكارهين. أخبرنا علي بن أبي علي قال: ثنا طلحة بن محمد بن جعفر قال: حدثني مكرم القاضي قال: حدثني أحمد بن عطية قال: سمعت أبا عبيد يقول: كنا مع محمد بن الحسن، إذ أقبل الرشيد فقام إليه الناس كلهم إلا محمد بن الحسن فإنه لم يقم، وكان الحسن بن زياد ثقيل القلب [illegible] على محمد بن الحسن، فقام ودخل الناس من أصحاب الخليفة، فأمهل الرشيد يسيرًا ثم خرج الآذن فقال: محمد بن الحسن، فجزع أصحابه له، فأدخل فأمهل ثم خرج طيب النفس مسرورًا، فقال: قال لي: ما لك لم تقم مع الناس؟ قلت: كرهت أن أخرج عن الطبقة التي جعلتني فيها، إنك أهلتني للعلم فكرهت أن أخرج منه إلى طبقة الخدمة التي هي خارجة منه، وإن ابن عمك صلى الله عليه وسلم، قال: «من أحب أن يتمثل له الرجال(٢) قيامًا فليتبوأ مقعده من

(١) [illegible] : أقتاه . (٢) في المخطوط : الناس .

[illegible] فلذلك [illegible] في على حديثه [illegible] طلاب فيه هيبة للعفو، ومن [illegible] في مسكة حسب [illegible] حكم [illegible] يا محمد. ثم قال [illegible] عمر بن حفص [illegible] على [illegible] وقد نصروا [illegible] أدوهم مالك وقد [illegible] وحسن ذلك عنه [illegible] كان من [illegible] ولا شيء يحفظ في ذلك، ولقد كشف [illegible] جبريل [عليه السلام] [illegible] لله [illegible] فلذلك. وقد [illegible] شيء [illegible] على [illegible] فخرج [illegible] كسر [illegible] أخبرني أبو الوليد [illegible] قال [illegible] محمد بن [illegible] قال نا محمد بن أحمد بن حرب قال نا محمد بن عبد [illegible] قال سمعت أبا حفصة [illegible] يقول سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول: كان محمد بن الحسن [illegible] في مسجد [illegible] وهو من [illegible] أخبرنا علي بن المحسن التنوخي [illegible] حدثنا حرمي بن أبي العلاء المكي قال ثنا [illegible] بن محمد بن [illegible] قال حدثني [illegible] بن يوسف [illegible] الناس [illegible] محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة [illegible] لا يجد الماء إلا في المسجد [illegible] لا [illegible] وقد حضرت الصلاة وهو يرى الماء؟ قال: فعل ذلك يكون لا [illegible] [illegible] أنت في [illegible] [illegible] فيفتيني. قال: من أين أنت؟ قال: من

أهل هذه وأشار إلى الأرض . فقال : من أهل المدينة أحد لا نعرفه . فقال : ما أكثر من لا نعرف . ثم نهض . فقالوا لمالك : هذا محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة . فقال مالك : محمد بن الحسن كيف يكذب وقد ذكر أنه من أهل المدينة ؟ قالوا : إنما قال من أهل هذه وأشار إلى الأرض . قال : هذا أشد عليّ من ذاك . كتب إليّ محمد [illegible] أبو عبد الرحمن بن شهاب المعشر يذكر أن خيثمة بن سليمان القرشي أخبرهم قال نا سليمان بن عبد الحميد البهراني قال سمعت يحيى بن صالح يقول قال لي ابن أكثم : قد رأيت مالكا وسمعت منه ورافقت محمد بن الحسن فأيهما كان أفقه ؟ فقلت : محمد بن الحسن [فيما يأخذه لنفسه] أفقه من مالك . أخبرنا علي بن أبي علي قال نا طلحة بن محمد قال حدثني مكرم بن أحمد قال نا أحمد بن عطية قال سمعت أبا عبيد يقول : ما رأيت أعلم بكتاب الله من محمد ابن الحسن . حدثنا أبو طالب يحيى بن علي بن الطيب الدسكري بحلوان قال أنا أبو بكر بن المقرئ بأصبهان قال نا أبو عروبة حمزة بن علي المصري قال سمعت الربيع بن سليمان يقول سمعت الشافعي يقول : لو أشاء أن أقول إن القرآن نزل بلغة محمد بن الحسن لقلته لفصاحته . أخبرنا رضوان بن محمد الدينوري قال سمعت الحسين بن جعفر العنزي بالري يقول سمعت أبا بكر بن المنذر يقول سمعت المزني يقول سمعت الشافعي يقول : ما رأيت سمينا أخف روحا من محمد بن الحسن ، وما رأيت أفصح منه كنت إذا رأيته يقرأ كأن القرآن نزل بلغته . حدثني الحسن بن محمد بن الحسن الخلال قال أنا علي[1] بن عمرو الحريري أن أبا القاسم علي بن محمد بن كاس النخعي حدثهم قال نا حمد بن حماد بن سفيان قال سمعت الربيع بن سليمان قال سمعت الشافعي يقول : ما رأيت أعقل من محمد بن الحسن . وقال النخعي حدثنا عبد الله بن الصلت الطيالسي قال نا عيسى الغوري قال

---

(١) كذا بالأصل وفي أنساب السمعاني أبو علي بن عمرو الجريري .

سمعت يحيى بن معين يقول : كتبت الجامع الصغير عن محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق قال أنا عثمان بن أحمد الدقاق قال نا محمد بن إسماعيل الغار الرقي قال حدثني الربيع قال سمعت الشافعي يقول : حملت عن محمد بن الحسن وقر بختي كتبا . أخبرنا أبو بشر محمد بن عمر الوكيل قال نا عمر بن أحمد الواعظ وأخبرنا أبو طاهر محمد بن علي بن محمد بن يوسف الواعظ قال أنبأنا عبيد الله بن عثمان الدقاق قالا نا إبراهيم بن محمد بن أحمد البخاري قال حدثني عباس بن عزيز أبو الفضل - زاد عبيد الله القطان - ثم اتفقا قال نا حرملة بن يحيى قال نا محمد بن إدريس الشافعي قال : كان محمد بن الحسن الشيباني إذا أخذ في مسألة كأنه قرآن ينزل عليه لا يقدم حرفا ولا يؤخر . أخبرنا علي بن أبي علي قال نا طلحة بن محمد بن جعفر قال حدثني أبو الحسن محمد بن إبراهيم بن حبيش البغوي قال حدثني جعفر بن ياسين قال سمعت الربيع بن سليمان يقول : وقف رجل على الشافعي فسأله عن مسألة فأجابه ، فقال له الرجل : يا أبا عبد الله خالفك الفقهاء . فقال له الشافعي : وهل رأيت فقيها قط ؟ اللهم إلا أن تكون رأيت محمد بن الحسن فإنه كان يملأ العين والقلب ، وما رأيت مبدنا قط أذكى من محمد بن الحسن . وقال ابن حبيش حدثني جعفر بن ياسين قال : كنت عند المزني فوقف عليه رجل فسأله عن أهل العراق ، فقال له : ما تقول في أبي حنيفة ؟ قال : سيدهم . قال : فأبو يوسف ؟ قال : أتبعهم للحديث . قال : فمحمد بن الحسن ؟ قال : أكثرهم تفريعا . قال : فزفر ؟ قال : أحدهم قياسا . حدثني الحسن بن محمد الخلال قال أنا علي بن عمرو الحريري أن علي بن محمد النخعي حدثهم قال نا أحمد بن حماد بن سفيان قال سمعت المزني يقول سمعت الشافعي يقول : أمنّ الناس عليّ في الفقه محمد بن الحسن . وقال النخعي نا سحتري ابن محمد قال سمعت محمد بن سماعة يقول : قال محمد بن الحسن لأهله : لا تسألوني

... حيث ... تشاغلوا بشيء ، وتحفظوا ما تحتاجون إليه من وكيل فإنه أقل شيء ، وقع به شيء . أخبرنا القاضي أبو العلاء محمد بن علي الواسطي ، قال نا محمد بن جعفر التميمي الكوفي قال قال لنا أبو علي الحسن بن داود : فخر أهل البصرة بأربعة كتب ، منها : كتاب البيان والتبيين للجاحظ ، وكتاب الحيوان له ، وكتاب سيبويه ، وكتاب الخليل في العين ، ونحن نفخر بسبعة وعشرين ألف مسألة في الحلال والحرام عملها رجل من أهل الكوفة يقال له محمد بن الحسن قياسية عقلية لا يسع الناس جهلها ، وكتاب الفراء في المعاني ، وكتاب المصادر في القرآن ، وكتاب الوقف والابتداء فيه ، وكتاب الواحد والجميع فيه ، سوى باقي الحدود ، ولا واحد أغنى من الآخر ، مثل كل كتب أهل البصريين ، وهو ابن الأعرابي ، وكان أوحد الناس في اللغة . حدثني الخلال قال نا علي بن عمرو أن موسى بن محمد النخعي حدثهم قال نا أبو بكر القراطيسي قال نا إبراهيم الحربي قال سألت أحمد بن حنبل . قلت : هذه المسائل الدقاق من أين لك ؟ قال : من كتب محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق قال أنبأنا عثمان بن أحمد الدقاق قال نا محمد بن إسماعيل التمار قال حدثني الربيع قال سمعت الشافعي يقول : ما ناظرت أحدا إلا تغير[1] وجهه ما خلا محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن الحسين القطان قال نا دعلج بن أحمد قال أخبرنا أحمد بن علي الأبار قال حدثني جواس ... بن سعيد الأعمى — قال سمعت الشافعي يقول : ناظرت محمد بن الحسن وعليه ثياب رقاق ، فجعل تنتفخ أوداجه ويصيح حتى لم يبق له زر إلا انقطع[2] قلت : ما كان لصاحبكم أن يتكلم ولا كان لصاحبي أن يسكت . قال قلت له : نشدتك بالله هل تعلم أن صاحبي كان عالما بكتاب الله ؟ قال : نعم ! قال

(١) في هامش المخطوط ما نصه . هذا شاهد بكذب الحكاية التي يضعها لما بينهما من التنافس فاعرف ذلك . (٢) كلمة في الأصلين ولعل هنا سقط

قلت : فهل كان عالما بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال : نعم ! قال قلت : أفما كان عاقلا . قال : نعم ! قلت : فهل كان صاحبك جاهلا بكتاب الله ؟ قال : نعم ! قلت : وبما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال : نعم ! قلت : أو كان عاقلا ؟ قال : نعم ! قال قلت : صاحبي فيه ثلاث خصال لا يستقيم لأحد أن يكون قاضيا إلا بهن أو كلاما هذا معناه . أخبرنا ابن رزق قال أنبأنا عثمان بن أحمد قال أنبأنا محمد بن إسماعيل التمار الرقي قال حدثني أحمد بن خالد الكرماني قال سمعت المقدمي بالبصرة يقول . قال الشافعي : لم يزل محمد بن الحسن عندي عظيما جليلا ، أنفقت على كتبه ستين دينارا حتى جمعني وإياه مجلس عند الرشيد ، فابتدأ محمد بن الحسن . فقال : يا أمير المؤمنين إن أهل المدينة خالفوا كتاب الله نصا ، وأحكام رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وإجماع المسلمين . فأحدني ما قدم وما حدث . فقلت : ألا أراك قد قصدت لأهل بيت النبوة ومن نزل القرآن فيهم وأحكمت الأحكام فيهم ، وقبر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أظهرهم ، عمدت تهجوهم ، أرأيتك أنت بأي شيء قضيت بشهادة امرأة واحدة قابلة حتى تورث ابن حنيفة ملك الدنيا وهو لا عطيا ؟ قال : بعلي بن أبي طالب . قلت : إنما رواه عن علي رجل مجهول يقال له عبد الله بن نجي[1] ، ورواه جابر الجعفي وكان يؤمن بالرجعة . سمعت سفيان بن عيينة يقول . دخلت على جابر الجعفي فسألني عن شيء من أمر السكينة . ونحن معنا قضية رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وقضية علي بن أبي طالب أنه قضى به بين أهل العراق . وقلت له : ما تقول في القسامة ؟ قال : استفهم . قلت : يا سبحان الله ! تزعم أن رسول رب العالمين حكم في أمة بالاستفهام ؟ يستفهم ولا يحكم به ؟ قال . فسمعها هارون . فقال : ما عدا ؟ علي بالسيف والنطع ، فقامني بهما . قلت : يا أمير المؤمنين والله ما عدا عمده في القسامة

(١) في المخطوط ابن نجي وكلاهما أوردها صاحب تهذيب التهذيب والخلاصة .

وإنه ليقول قولاً يخالف هذا، ولكن المتناظران إذا تناظرا أحب أحدهما أن
يدخل على صاحبه حجة يكسره بها. قال عيسى عن هارون قال فقد خرجنا
من عنده قال لي: كنت قد أشمت بي، قال قلت: فقد خلصك الله الآن.
أخبرنا محمد بن الحسين بن محمد المتوثي قال أنبأنا أحمد بن عثمان بن يحيى الأدمي
قال ثنا محمد بن إسماعيل أبو إسماعيل قال سمعت أحمد بن حنبل - وذكر عنده
محمد بن الحسن - فقال: كان يذهب مذهب جهم. حدثنا أبو طالب عمر بن
إبراهيم بن سعيد الفقيه قال نا محمد بن العباس الخزاز قال نا أبو طالب أحمد بن
نصر بن طالب قال نا أبو النضر إسماعيل بن ميمون العجلي قال حدثني عمي نوح
ابن ميمون قال: دعاني محمد بن الحسن إلى أن أقول القرآن مخلوق، فأبيت عليه
فقال لي: زهدت في نصحك. قلت له: بل زهدت في كلك. أخبرنا أبو بكر
البرقاني قال قرئ على أبي إسحاق المزكي وأنا أسمع حدثكم عبد الله بن إسحاق
المدائني قال نا حنبل بن إسحاق قال سمعت عمي - يعني أحمد بن حنبل - يقول:
وكان يعقوب أبو يوسف منصفاً في الحديث. فأما أبو حنيفة ومحمد بن الحسن فكانا
مخالفين للأثر، وهذان لهما رأي سوء - يعني أبا حنيفة ومحمد بن الحسن -
وأخبرنا البرقاني قال نا يعقوب بن موسى الأردبيلي قال ثنا أحمد بن طاهر بن
النجم الميانجي قال ثنا سعيد بن عمرو البردعي قال سمعت أبا زرعة - يعني
الرازي - يقول: كان أبو حنيفة جهمياً، وكان محمد بن الحسن جهمياً، وكان أبو
يوسف سليماً من التجهم. أخبرنا أحمد بن محمد بن غالب قال حدثني محمد بن أحمد
ابن محمد بن عبد الملك الأدمي قال ثنا محمد بن علي الأيادي قال ثنا زكريا
الساجي قال: محمد بن الحسن كان يقول بقول جهم وكان مرجئاً. كتب إلي
عبد الرحمن بن عثمان الدمشقي يذكر أن خيثمة بن سليمان القرشي أخبرهم قال ثنا
سليمان بن عبد الحميد البهراني قال حدثنا عبد السلام بن محمد قال سمعت بقية

يقول: قيل لإسماعيل بن عياش: يا أبا عتبة قد قدم محمد بن الحسن يحيى بن
صالح من الكوفة إلى مكة. قال: أما إنه لو رافق خنزيراً كان خيراً له منه.
أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق قال نا أحمد بن علي بن عمر بن حبيش الرازي قال
سمعت محمد بن أحمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد بن محمد بن الحسن بن
عطية العوفي يقول سمعت يحيى بن معين - وسألته عن محمد بن الحسن فقال - :
كذاب. قرأت على الحسن بن أبي بكر عن أحمد بن كامل القاضي قال أخبرني
أحمد بن القاسم عن بشر بن الوليد قال قال أبو يوسف: قولوا لهذا الكذاب
- يعني محمد بن الحسن - هذا الذي يرويه عني سمعه مني؟ أنبأنا أحمد بن محمد بن
عبد الله الكاتب قال أنبأنا محمد بن حميد اللخمي قال ثنا علي بن الحسين بن
حبان قال وجدت في كتاب أبي بخط يده قال أبو زكريا - يعني يحيى بن معين -
سمعت محمد بن الحسن صاحب الرأي وقيل له: هذه الكتب سمعتها من أبي
يوسف؟ فقال: لا والله ما سمعتها منه، ولكني من أعلم الناس بها، وما سمعت
من أبي يوسف إلا الجامع الصغير. أخبرنا القاضي أبو العلاء محمد بن علي قال
أنبأنا محمد بن أحمد بن موسى الدينوري قال أنبأنا أبو شيبة الأحوص بن المفضل
الغلابي. قال قال أبي: حفص اللؤلؤي، ومحمد بن الحسن، كلاهما ضعيفان [أنبأنا
القاضي أبو محمد يوسف بن [إبراهيم] بن علي المصري أنا أحمد بن [محمد بن إسماعيل
المهندس بمصر قال ثنا أبو بشر [محمد بن أحمد بن حماد نا معاوية بن صالح [بن أبي
عبيد الله] قال سمعت يحيى بن معين [يقول: محمد بن الحسن ضعيف. [أخبرني
عبد الله بن يحيى السكري قال ثنا محمد بن عبد الله الشافعي قال ثنا جعفر بن
محمد بن الأزهر قال ثنا ابن الغلابي قال قال يحيى بن معين: محمد بن الحسن ليس
بشيء. أخبرني محمد بن عبد الله الأنماطي قال ثنا] نا محمد بن أحمد الحافظ أنا
علي [بن أحمد بن سليمان المصري قال أنا أحمد بن سعيد بن أبي مريم] حدثهم قال

وسألته يعني يحيى بن معين عن محمد بن الحسن فقال: ليس بشيء فلا تكتب حديثه. أخبرنا محمد بن الحسين القطان قال نبأنا عثمان بن أحمد الدقاق قال نبأنا أبو العباس سهل بن أحمد الواسطي قال نبأنا أبو حفص عمرو بن علي الصيرفي قال: محمد بن الحسن صاحب الرأي ضعيف. أخبرنا محمد بن أبي علي الأصبهاني قال أنبأنا الحسن بن محمد الشافعي بالأهواز قال أنبأنا أبو عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري. قال: وسألته يعني أبا داود السجستاني عن محمد بن الحسن الشيباني. فقال: لا شيء لا يكتب حديثه. أخبرنا أحمد بن محمد بن غالب. قال سألت أبا الحسن الدارقطني عن محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة فقال: قال يحيى بن معين كذاب. وقال فيه أحمد يعني ابن حنبل نحو هذا. قال أبو الحسن: وعندي لا يستحق الترك. أخبرنا علي بن محمد بن الحسن المالكي قال أنبأنا عبد الله بن عثمان الصفار قال نبأنا محمد بن عمران بن موسى الصيرفي قال نبأنا عبد الله بن علي ابن المديني عن أبيه. قال وسألته: عن أسد بن عمرو، والحسن بن زياد اللؤلؤي ومحمد بن الحسن. فضعف أسداً والحسن بن زياد. وقال: محمد بن الحسن صدوق. أخبرنا أبو سعيد الحسن بن محمد بن عبد الله بن حسنويه الأصبهاني قال أنبأنا عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان قال نبأنا عمر بن أحمد الأهوازي قال نبأنا خليفة بن خياط، قال محمد ابن الحسن الشيباني يكنى أبا عبد الله مولى بني شيبان مات بالري سنة تسع وثمانين ومائة. أخبرنا محمد بن علي بن الحسين [illegible] قال أنبأنا القاضي أبو عمر محمد بن محمد بن موسى بن محمد المعروف بابن العلاف قال نبأنا أبو عمر الزاهد قال سمعت أحمد بن يحيى يقول: توفي الكسائي ومحمد بن الحسن في يوم واحد. فقال الرشيد: دفنت اليوم اللغة والفقه. أخبرنا أبو نعيم الأصبهاني الحافظ قال نبأنا أبو طلحة تمام بن محمد بن علي الأزدي بالبصرة قال أنشدنا القاضي محمد

بن محمد بن [illegible] قال أنشدنا اليزيدي لعمه يرثي محمد ابن الحسن والكسائي وكانا خرجا مع الرشيد الى الري فماتا بها في يوم واحد:

أسيت على قاضي القضاة محمد فأذريتُ دمعي والعيون هجود
وقلت إذا ما الخطب أشكل من لنا بإيضاحه يوما وأنت فقيد
وأقلقني موت الكسائيّ بعده وكادت بي الأرض الفضاء تميد
هما عالمانا أوديا وتُخُرِّما فما لهما في العالمين نديد

أخبرنا علي بن أبي علي قال نبأنا طلحة بن محمد قال حدثني مكرم بن أحمد القاضي قال نبأنا أحمد بن محمد بن مغلس قال نبأنا محمد بن أبي شيخ قال حدثني ابن أبي حماد القاضي قال سمعت محمد بن [illegible] قال رأيت محمد بن الحسن في المنام فقلت يا أبا عبد الله إلى ما صرت؟ قال قال لي: إني لم أجعلك وعاء للعلم وأنا أريد أن أعذبك. قلت فما فعل أبو يوسف؟ قال. فوق. قلت: فما فعل أبو حنيفة؟ قال: فوق أبي يوسف بطبقات.

وصیتِ امام اعظم رح

یہ وصیت امام اعظم رحمہ اللہ کی اہم ترین تالیفات میں رکھے جانے کے لائق ہے
کیونکہ اس میں امام کی زندگی کا ایک ایسا رُخ سامنے آتا ہے جو عموماً اوجھل رہا ہے۔ اس وصیت
میں امام ایک باپ، ایک اُستاد ایک ماہرِ نفسیات اور زمانہ شناس کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

وصـــية

الامام الأعظم ابى حنيفة النعمان بن ثابت

رضى الله عنه

إلى

تلميذه يوسف بن خالد السمتى البصرى

رحمـــه الله

هو يوسف بن خالد السمتى من شيوخ الشافعى ، وقد ذكره ابن حجر فى عداد شيوخه فى مناقب الشافعى وخرج عنه ابن ماجه ، وترجمه البدر العينى فى رجال معانى الآثار ، وقد روى الطحاوى عن المزنى عن الشافعى أنه قال فى حق يوسف بن خالد هذا كان رجلا من الخيار وقد فند البدر العينى ما ينسب إليه من التجهم ، وتوفى بالبصرة سنة ١٨٩ هجرية .

قال الزرنوجى فى كتابه : « تعليم المتعلم » وينبغى لطالب العلم أن يحصل كتاب الوصـــية التى كتبها أبو حنيفة رحمه الله ليوسف بن خالد السمتى البصرى عند رجوعه إلى أهله ؟

وصیّت

وصیت یوسف بن خالد سمتیؒ کے نام ہے جن کا شمار امام شافعیؒ کے اجلّہ شیوخ میں ہوتا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے مناقب شافعی میں ان کا شمار شیوخ ہی میں کیا ہے۔ علامہ بدرالدین العینیؒ نے رجال معانی الآثار میں ان کے حالات بیان کئے ہیں، امام طحاویؒ بروایت مزنیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے یوسف بن خالدؒ کے متعلق فرمایا کہ اچھے لوگوں میں تھے، ابن ماجہؒ نے ان سے تخریج حدیث کی ہے، نیز خود برہان الاسلام زرنوجیؒ نے تعلیم المتعلم میں اس وصیت کے متعلق لکھا ہے کہ طالب علم کے لئے کتاب الوصیۃ جو امام اعظمؒ نے یوسف السمتیؒ کے لئے لکھی ہے کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ اس بات کی سخت تردید کرتے ہیں کہ موصوف جہمیہ سے متاثر تھے

ان کی وفات ۱۸۹ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ (رحمہ اللہ تعالے)

الدِّينُ النَّصِيحَةُ

[حديث شريف]

بسم الله الرحمن الرحيم

بَعْدَ أَنْ أَخَذَ يُوسُفُ بْنُ خَالِدٍ السَّمْتِي الْعِلْمَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَرَادَ الرُّجُوعَ إِلَى بَلْدَتِهِ الْبَصْرَةِ اسْتَأْذَنَ أَبَا حَنِيفَةَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ: حَتَّى أُزَوِّدَكَ وَصِيَّةً فِيمَا تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ، وَمَرَاتِبِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَتَأْدِيبِ النَّفْسِ، وَسِيَاسَةِ الرَّعِيَّةِ، وَرِيَاضَةِ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ، وَتَفَقُّدِ أَمْرِ الْعَامَّةِ، حَتَّى إِذَا خَرَجْتَ بِعِلْمِكَ كَانَ مَعَكَ آلَةٌ تَصْلُحُ لَهُ، وَتَزِينُهُ وَلَا تَشِينُهُ.

وَاعْلَمْ أَنَّكَ مَتَى أَسَأْتَ مُعَاشَرَةَ النَّاسِ صَارُوا لَكَ أَعْدَاءً، وَإِنْ كَانُوا لَكَ آبَاءً وَأُمَّهَاتٍ، وَمَتَى أَحْسَنْتَ مُعَاشَرَةَ قَوْمٍ لَيْسُوا لَكَ بِأَقْرِبَاءَ صَارُوا لَكَ أُمَّهَاتٍ وَآبَاءً.

ثُمَّ قَالَ لِي: اصْبِرْ حَتَّى أُفَرِّغَ لَكَ نَفْسِي، وَأَجْمَعَ لَكَ هَمِّي، وَأُعَرِّفَكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا تَحْمَدُنِي فِي حَيَاتِكَ عَلَيْهِ، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ.

بسم الله الرحمن الرحيم

الدين النصيحة

یوسف بن خالد سمتی حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں رہ کر تکمیل علم کر چکے تو وطن مالوف بصرہ واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ استاد شفیق سے اجازت چاہی تو امام نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں، یہ تمہیں ہر جگہ کام دیں گی خواہ لوگوں کے ساتھ معاملات ہوں یا اہل علم کے مراتب کا سوال ہو، تادیب نفس کا معاملہ ہو یا خواص و عوام کی تکمیل ہو، عوام حالات کی تحقیق مقصود ہو، غرض کہ یہ باتیں دینی و دنیاوی زندگی کے ہر موڑ پر کام آئیں گی اور علم کے لئے ایک ذریعہ خیر و صلاح بن جائیں گی۔

اس نکتہ کو خوب سمجھ لو کہ جب تم انسانی معاشرے کو برا سمجھو گے تو لوگ تمہارے دشمن بن جائیں گے چاہے وہ تمہارے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں اور جب تم ان سے مصاحبت رکھو گے، ان سے اچھا سلوک کرو گے تو یہ معاشرہ تمہیں عزیز رکھے گا اور اسکے افراد تمہارے لئے ماں باپ بن جائیں گے

پھر فرمایا ذرا صبر کرو کہ مجھے چند باتیں کہنے دو۔ میں تمہارے لئے ایسے امور کی وضاحت کئے دیتا ہوں جن کا حمد و شکر کے ساتھ مطالعہ کرنے پر مجبور ہو گے۔ وما توفیقی الا باللہ

فلمّا مضى الميعادُ أخلى لي نفسَهُ ، فقالَ : أنا أكشِفُ لكَ عمّا تعرّضتَ لهُ :

كأنّي بكَ ، وقدْ دخلتَ البصرةَ ، وأقبلتَ على مَنْ يخالفونَنا بها ، ورفعتَ نفسَكَ عليهمْ ، وتطاولتَ بعلمِكَ لديهِمْ ، وانقبضتَ عنْ معاشرتِهِمْ ومخالطتِهِمْ ، وخالفتَهُمْ وخالفوكَ ، وهجرتَهُمْ وهجروكَ ، وشتمتَهُمْ وشتموكَ ، وضلّلتَهُمْ وضلّلوكَ وبدّعوكَ ، واتّصلَ الشَّيْنُ بنا وبكَ ، فاحتجتَ إلى الانتقالِ عنهمْ ، والهربِ منهمْ ، وهذا ليسَ منْ رأيٍ لأنّهُ ليسَ بعاقلٍ مَنْ لمْ يُدارِ مَنْ ليسَ لهُ منْ مداراتِهِ بُدٌّ حتّى يجعلَ اللهُ لهُ مخرجًا .

إذا دخلتَ البصرةَ استقبلكَ النّاسُ وزاروكَ ، وعرفوا حقَّكَ ، فأنزِلْ كلَّ رجلٍ منهمْ منزلتَهُ ، وأكرِمْ أهلَ الشّرفِ وعظِّمْ أهلَ العلمِ ، ووقِّرِ الشّيوخَ ، ولاطِفِ الأحداثَ ، وتقرّبْ منَ العامّةِ ، ودارِ الفجّارَ ، واصحبِ الأخيارَ ، ولا تتهاونْ بالسّلطانِ ، ولا تحقرنَّ أحدًا ، ولا تقصّرنَّ في إقامةِ مروءتِكَ ، ولا تخرجنَّ سرَّكَ إلى أحدٍ ، ولا تثقنَّ بصحبةِ أحدٍ حتّى تمتحنَهُ ، ولا تصادقْ خسيسًا ، ولا وضيعًا ، ولا تألفنَّ ما يُنكَرُ عليكَ في ظاهرِكَ ، وإيّاكَ والانبساطَ إلى السّفهاءِ ولا تجيبنَّ دعوةً ، ولا تقبلنَّ هديةً .

وعليكَ بالمداراةِ ، والصّبرِ والاحتمالِ ، وحسنِ الخلقِ

تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: دیکھو گویا میں تمھارے ساتھ ہوں اور تم بصرہ پہنچ گئے ہو اور تم اپنے مخالفوں کی طرف متوجہ ہو گئے، اپنے آپ کو ان پر فوقیت دینے لگے، تم نے اپنے علم کی وجہ سے خود کو ان پر بڑا ثابت کیا، ان کے ساتھ اختلاط کو بُرا سمجھا، ان کے معاشرے سے منقبض ہوئے، ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے نتیجہ میں انھوں نے بھی تمھاری مخالفت کی، تم نے انھیں چھوڑ دیا تو انھوں نے بھی تمھیں مُنہ نہیں لگایا تم نے انھیں گالی دی، ترکی بہ ترکی جواب ملا، تم نے انھیں گمراہ کہا، تو انھوں نے تمھیں بدعتی اور گمراہ گردانا، یہ لو سب کا دامن آلودہ ہو گیا، اب تمھیں ضرورت ہوئی کہ تم ان سے کہیں دُور بھاگ جاؤ، اور یہ کھلی حماقت ہے وہ شخص کبھی اچھی سوجھ بوجھ کا نہیں ہو سکتا ہے کہ اسے کسی سے واسطہ پڑا ہو اور وہ کوئی راہ پیدا ہونے تک نباہ نہ کر سکے۔

جب تم بصرے پہنچو گے تو لوگ تمھارا خیر مقدم کریں گے، تم سے ملاقات کے لئے آئیں گے، کیونکہ یہ ان کا معاشرتی فریضہ ہے اب تم ہر ایک کو اُس کا مقام عطا کرو، بزرگوں کی عزت کرو، علماء کی تعظیم کرو، بوڑھوں کی توقیر کرو، نوجوانوں سے نرمی کا برتاؤ کرو، عوام کے قریب رہو، نیک و بد کے پاس اُٹھنا بیٹھنا رکھو، بادشاہ وقت کی توہین نہ کرو، کسی کو کمتر نہ سمجھو، اپنی مروت و شرافت کو پس پشت نہ ڈالو، اپنا راز کسی پر فاش نہ کرو، بغیر پرکھے ہوئے کسی پر اعتماد نہ کر بیٹھو، خسیس الطبع اور کمینوں سے میل ملاپ نہ رکھو، اس شخص سے محبت و الفت کا اظہار نہ کرو جو تمھیں ناپسند کرتا ہو — سنو! کہ احمقوں سے کھل کر خوشی کا اظہار نہ کرو، نہ ان کی دعوت پر لبیک کہو نہ ہی ان کا ہدیہ قبول کرو۔

نرم گفتاری، ضبط و تحمل، حُسن و اخلاق، کشادہ دلی، اچھے لباس اور خوشبو کو اپنے لئے لازم رکھو، سواریوں میں ہمیشہ اچھی سواری رکھو، حوائج ضروریہ کے لئے کوئی وقت مقرر کر لو تاکہ ہر کام کو آسانی سے کر سکو، اپنے ساتھیوں سے غفلت نہ برتو، ان کی درستگی کی سب سے پہلے فکر کرو، مگر اس میں نرمی کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دو، نرم لہجہ میں گفتگو کو اپناؤ، عتاب و توبیخ سے بچو کہ اس سے آدمی ذلیل ہو جاتا ہے۔ انھیں اس بات کا موقع نہ دو کہ وہ تمھاری تادیب کریں، ایسا کرنے سے تمھارے حالات درست رہیں گے۔

نماز کی پابندی کرو، سخاوت سے کام لو کیونکہ بخیل آدمی کبھی سردار نہیں بن سکتا، اپنا ایک مشیر کا

وَسَعَةِ الصَّدْرِ ، وَأَسْتَجِدَّ ثِيَابَكَ ، وَأَسْتَفْرِهْ دَابَّتَكَ ، وَأَكْثِرِ أَسْتِعْمَالَ الطِّيبِ ، وَأَجْعَلْ لِنَفْسِكَ خَلْوَةً تَرُمُّ بِهَا حَوَائِجَكَ ، وَأَبْحَثْ عَنْ أَخْبَارِ حَشَمِكَ ، وَتَقَدَّمْ فِي تَأْدِيبِهِمْ وَتَقْوِيمِهِمْ ، وَأَسْتَعْمِلْ فِي ذَلِكَ الرِّفْقَ ، وَلاَ تُكْثِرِ الْعِتَابَ فَيَهُونَ الْعَذْلُ ، وَلاَ تَلِ تَأْدِيبَهُمْ بِنَفْسِكَ ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِجَلاَلِكَ .

وَحَافِظْ عَلَى صَلَوَاتِكَ ، وَأَبْذُلْ طَعَامَكَ ، فَإِنَّهُ مَا سَادَ بَخِيلٌ قَطُّ ، وَلْتَكُنْ لَكَ بِطَانَةٌ تُعَرِّفُكَ أَخْبَارَ النَّاسِ ، فَمَتَى عَرَفْتَ بِفَسَادٍ بَادَرْتَ إِلَى إِصْلاَحِهِ ، وَمَتَى عَرَفْتَ بِصَلاَحٍ أَزْدَدْتَ فِيهِ رَغْبَةً وَعِنَايَةً .

وَزُرْ مَنْ يَزُورُكَ ، وَمَنْ لاَ يَزُورُكَ ، وَأَحْسِنْ إِلَى مَنْ يُحْسِنُ إِلَيْكَ أَوْ يُسِيءُ ، وَخُذِ الْعَفْوَ ، وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ ، وَتَغَافَلْ عَمَّا لاَ يَعْنِيكَ ، وَأَتْرُكْ كُلَّ مَنْ يُؤْذِيكَ ، وَبَادِرْ فِي إِقَامَةِ الْحُقُوقِ ، وَمَنْ مَرِضَ مِنْ إِخْوَانِكَ فَعُدْهُ بِنَفْسِكَ ، وَتَعَاهَدْهُ بِرُسُلِكَ ، وَمَنْ غَابَ مِنْهُمْ أَفْتَقَدْتَ أَحْوَالَهُ ، وَمَنْ قَعَدَ مِنْهُمْ عَنْكَ فَلاَ تَقْعُدْ أَنْتَ عَنْهُ ، وَصِلْ مَنْ جَفَاكَ ، وَأَكْرِمْ مَنْ أَتَاكَ ، وَأَعْفُ عَمَّنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ ، وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيكَ بِالْقَبِيحِ فَتَكَلَّمْ فِيهِ بِالْحَسَنِ وَالْجَمِيلِ ، وَمَنْ مَاتَ مِنْهُمْ قَضَيْتَ حَقَّهُ ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ فَرْحَةٌ هَنَّأْتَهُ بِهَا ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ عَنْهَا ، وَمَنْ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ تَوَجَّعْتَ بِهَا ، وَمَنِ أَسْتَنْهَضَكَ بِأَمْرٍ مِنْ أُمُورِهِ نَهَضْتَ لَهُ ، وَمَنِ أَسْتَمَاحَكَ فَأَعْطِهِ ، وَمَنْ

بنالو جو تمھیں لوگوں کے حالات سے مطلع کرتا رہے اور جب تمھیں کوئی خرابی نظر آئے تو اس کی اصلاح کرنے میں جلدی کرو جب تم اصلاح کی راہ پا جاؤ تو اپنی رغبت اور عنایت کو بڑھا دو۔

جو شخص تم سے ملے اس سے ملا کرو اور اُس سے بھی جو نہ ملے۔ جو شخص تمھارے ساتھ نیک سلوک کرے اس کے ساتھ ویسا ہی کرو، اور اگر کوئی بدخلقی سے پیش آئے تو تم حُسنِ اخلاق کا ثبوت دو، عفو اور کرم کو مضبوطی سے تمام لو، نیک کاموں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرو، جو شخص تمھارے درپے آزار ہو اس سے ترکِ تعلق کر لو، حقوق کی ادائیگی میں کوشاں رہو، اگر کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو اس کی مزاج پُرسی کرو اور اگر کوئی آنا جانا چھوڑ دے تو تم نہ چھوڑو، اگر کوئی شخص تم پر ظلم کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو، جو شخص تمھارے پاس آئے اس کی عزت کرو، اگر کسی نے تمھاری بُرائی کی تو اس سے درگزر کرو، جو شخص تمھارے خلاف غلط قسم کا پروپیگنڈا کرے اس کے باب میں تم اچھی بات کہو۔ اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے حقوق پورے کر دو، اگر کسی کو خوشی کا موقع میسّر آئے تو اسے مبارک باد دو، اگر کسی پر مصیبت آپڑے تو اُس کی غمخواری کرو، اگر کسی پر آفت ٹوٹ پڑے تو اُس کے غم میں شرکت کرو، اگر کوئی تم سے کام لینا چاہے تو کر دو، اگر کوئی فریادی ہو تو اُس کی فریاد سُن لو، اگر کوئی طالبِ نصرت ہو تو اس کی مدد کرو، جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں سے محبت و رافت کا اظہار کرو، سلام کو رواج دو خواہ وہ کمینوں ہی کی جماعت ہو، اگر مسجد میں یا تمھارے پاس کچھ لوگ بیٹھے مسائل پر گفتگو کر رہے ہوں تو اُن سے اختلافِ رائے نہ کرو۔

اگر تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو پہلے جو لوگوں میں رائج ہو اُسے بتاؤ پھر کہو اس میں دوسرا قول بھی ہے اور وہ ایسے ہے اس کی دلیل یہ ہے اگر اُنھوں نے سُن لیا تو یقیناً اُن کے دلوں میں تمھاری قدر و منزلت جاگزیں ہو جائے گی، جو شخص تمھاری مخالفت کرے تو اُسے ایسی کوئی راہ دکھاؤ جس پر وہ غور کرے۔

لوگوں کو آسان باتیں بتایا کرو، دقیق اور گہرے مسائل نہ بیان کرو مبادا وہ غلط مطلب سمجھ لیں، اُن سے لطف و مہربانی کا معاملہ کرو کبھی کبھی اُن سے ہنسی اور مذاق بھی کر لیا کرو کیونکہ تمھارا یہ عمل لوگوں

أُستنصِرَكَ نَصَرْتَهُ ، وأظهِرْ توددًا إلى الناسِ ما استطعتَ

وأفشِ السلامَ ولو على قومٍ لئامٍ ، ومتى جمعَ بينكَ وبينَ غيرِكَ مجلسٌ ، أو ضمّكَ وإيّاهم مسجدٌ ، وجرتِ المسائلُ وخاضوا فيها بخلافِ ما عندَكَ لا تُبدِ لهم منكَ خلافًا

فإن سُئلتَ عنها أخبرتَ بما يعرفُهُ القومُ ، ثُمّ تقولُ : فيها قولٌ آخرُ ، وهو كذا وكذا والحجةُ له كذا ، فإن سمعوهُ منكَ عرفوا منزلتَكَ ومقدارَكَ ، وأعطِ كلَّ من يختلفُ إليكَ نوعًا من العلمِ ينظرُ فيه ، وخُذهم بجليِّ العلمِ دونَ دقيقِه وآنِسْهم ومازِحْهم أحيانًا وحادِثْهم ، فإنّها تجلبُ لكَ المودّةَ وتستديمُ مواظبةَ العلمِ ، وأطعِمْهم أحيانًا ، وتغافلْ عن زلاتِهم ، وأقضِ حوائجَهم ، وارفقْ بهم ، وسامِحْهم ، ولا تُبدِ لأحدٍ منهم ضيقَ صدرٍ أو ضجرٍ ، وكُنْ كواحدٍ منهم ، وعاملِ الناسَ معاملتَكَ لنفسِكَ وارضَ منهم ما ترضاهُ لنفسِكَ ، واستعنْ على نفسِكَ بالصيانةِ لها ، والمراقبةِ لأحوالِها ، ودعِ الشغبَ ولا تضجرْ لمن يضجرُ عليكَ ، واسمعْ من يستمعُ لكَ ، ولا تُكلّفِ الناسَ ما لا يكلّفونَكَ ، وارضَ لهم ما رضوا لأنفسِهم ، وقدّمْ إليهم حُسنَ النيّةِ ، واستعملِ الصدقَ ، واطرحِ الكِبْرَ جانبًا ، وإيّاكَ والغدرَ ، وإن غدروا بكَ ، وأدِّ الأمانةَ ، وإن خانوكَ ، وتمسّكْ بالوفاءِ ، واعتصمْ بالتقوى ، وعاشرْ أهلَ الأديانِ حسبَ معاشرتِهم .

میں محبت پیدا کرے گا، ہمیشہ علمی چرچا رکھو اور کبھی کبھی ان کی دعوت کر دیا کرو، ان سے سخاوت کیا کرو، چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے تغافل برتو، ان کی ضروریات کو پورا کرو، لطف و کرم اور چشم پوشی کو اپنا خاصہ بنالو، کسی سے دل تنگ اور زجر و توبیخ سے پیش نہ آؤ، آپس میں گھل مل کر اس طرح رہو گویا تم ایک ہی ہو، لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، ان کے لئے وہی چیزیں پسند کرو جو تمہیں مرغوب ہوں، نفس کی حفاظت کرو، احوال کی دیکھ بھال رکھو، فتنہ انگیزی سے دُور رہو، اگر کوئی شخص تمہیں زجر و توبیخ کرے تو تم اسے نہ جھڑکو، اگر کوئی تمہاری باتیں غور سے سُن رہا ہو تو تم بھی اس کی طرف کان لگاؤ، لوگوں کو ایسی چیزوں کا مکلف نہ بناؤ جس کی وہ تمہیں تکلیف نہیں دے رہے ہیں، حُسنِ نیت سے عوام کا خیر مقدم کرو، سچائی کو لازم رکھو، غرور و تکبر کو ایک طرف ڈال دو دھوکہ بازی سے دُور رہو چاہے لوگ تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کر رہے ہوں، امانت میں خیانت نہ کرو خواہ لوگ تمہارے ساتھ خیانت ہی کیوں نہ کر رہے ہوں۔

وفاداری اور تقوے کو مضبوطی سے تھام لو، اہلِ کتاب سے وہی رہن سہن رکھو جیسا وہ تمہارے ساتھ رکھ رہے ہوں۔

فإنّكَ إذا تمسّكتَ بوصيّتي هذه رجوتُ لكَ أن تسلمَ ،

ثُمّ قالَ لهُ : إنّهُ يحزُنُني مفارقتُكَ ، وتؤانسُني معرفتُكَ فواصِلني بكتُبِكَ ، وعرّفني حوائجَكَ ، وكُن لي كابنٍ فإنّي لكَ كأبٍ .

وصلّى اللهُ على سيّدِنا محمّدٍ النبيِّ الأُمّيِّ ، وعلى آلهِ وصحبِهِ وسلّمَ .

پس اگر تم نے میری اس وصیت پر عمل کیا تو یقیناً ہر آفت سے بچے رہو گے، دیکھو اس وقت میں دو کیفیتوں سے دوچار ہوں تم نظر سے دُور ہو جاؤ گے اس کا تو غم ہے اور اس پر مسرت ہے کہ تم نیک د بد کو پہچان لو گے۔ خط و کتابت جاری رکھنا، اپنی ضرورتوں سے مطلع کرتے رہنا، تم میری اولاد ہو، میں باپ ہوں۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی الأمی وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔